# شمس الهدایہ

فی اثبات

# حیاتِ المسیح علیہ السلام

زندہ ... دم عیسیٰ بود   مُردہ نے تا دگر عیسیٰ بود
عیسیٰ ... تو با تو حاضر است   نصرت از وے خواہ کہ اُو خوش ناصر است
(رومیؒ)

# شمس الہدایہ

شمس الہدایۃ فی اثبات حیات المسیح علیہ السلام

تصنیف لطیف

حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہ شریف

Marfat.com

زندہ نے تا ہمدم عیسیٰ بود　　مردہ نے تا دگر عیسیٰ بود
عیسیٰ روح تو با تو حاضر است　　نصرت از وے خواہ کہ او خوش ناصر است
(رومیؒ)

# شمس الہدایۃ فی اثبات حیات المسیح علیہ السلام

تصنیف لطیف

حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحبؒ، گولڑا شریف

Marfat.com

قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی۔ وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ○

ترجمہ: فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور یقیناً انہوں نے مسیح علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنی طرف اُٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے

# شمس الہدایہ

## فی اثبات

# حیاتِ المسیح علیہ السلام

تصنیفِ لطیف


زبدۃ المحققین رئیس العارفین مولانا حضرت خواجہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب گیلانی قدس سرہٗ


حسبِ ایماء

معدنِ صدق و صفا مخزنِ حلم و حیا سیدنا حضرت پیر غلام محی الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

○

باہتمام

حضرت سید پیر غلام معین الدین شاہ صاحب و حضرت شاہ عبد الحق شاہ صاحب سلمہما اللہ تعالیٰ

○


marfat.com

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

بارِ سوم

مقامِ اشاعت ـــــ گولڑا شریف، ضلع راولپنڈی

تاریخِ اشاعت ـــــ صفر المظفر سنہ ۱۴۰۶ھ، اکتوبر سنہ ۱۹۸۵ء

خطاطی ـــــ خوشنویس محمد ناصر قادری خوش نویس خوش رقم جالندھری

ـــــ تلمیذ پروین رقم، ۳۰۔ایس ھا، بنک کالونی سمن آباد لاہور ۲۵

مطبوعہ ـــــ پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز، جی۔ٹی روڈ، باغبان پورہ لاہور

ہدیہ ـــــ

marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# تقدیم

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے بنی نوعِ انسان کی دینی ہدایت کا جو سلسلہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام سے شروع فرمایا۔ وُہ سید الاولین والآخرین خاتم النبیین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی کی بعثت کے ساتھ تکمیل کے انتہائی مراتب پر پہنچ گیا جس کے بعد کسی نئی آسمانی کتاب کی ضرورت نہ رہی نہ کسی نئے رسُول دینی کی بعثت کا انتظار۔ خلافتِ راشدہ کے مبارک دور سے لے کر آج تک اسلامی تاریخ کے اوراق اس پر گواہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد بنی نوع انسان میں سے جس کسی نے بھی کسی دور میں ان حدود کو توڑنے کی کوشش کی حق تعالیٰ کی قدرتِ قاہرہ نے ایسے اسباب پیدا فرما دیئے جن سے باطل کی تمام ابلہ فریبیاں نیست و نابود ہو کر رہ گئیں۔ شاید اسی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلے پہل دعویٔ نبوت کرنے سے گریز کیا اور اس دعوے سے قبل سنہ ۱۸۹۰ء سے سنہ ۱۹۰۰ء کے عشرہ میں اپنی جماعت تیار کرنے کے لیے اپنے آپ کو پہلے تدریجاً مجدد، پھر مثیلِ مسیح اور پھر مسیح موعود ثابت کرنے پر پُورا زورِ قلم صرف کر دیا جس سے بعض سادہ لوح اُردو خوان لوگ اور عوام متاثر ہونے لگے۔ اس پر مجددِ ملت، رہبرِ شریعت و طریقت حضرت مولانا سید پیر مہر علی شاہ صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے سنہ ۱۸۹۹ء، سنہ ۱۹۰۰ء میں مطابق شعبان۔ رمضان سنہ ۱۳۱۷ھ اپنی دیگر دینی مصروفیات سے کچھ وقت نکال کر زیرِ نظر کتاب "شمس الہدایہ" تحریر فرمائی جس میں متعدد قرآنی آیات اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت کیا گیا کہ حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام نہ قتل ہوئے اور نہ سُولی پر چڑھائے گئے بلکہ جسمانی طور پر زندہ آسمان پر اُٹھا لیے گئے اور قیامت سے پہلے جب دجال ظاہر ہوگا جو یہودیوں سے ایک شخص ہوگا اور امام مہدی علیہ السلام اُس سے جہاد میں مصروف ہوں گے اُس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں آسمان سے نزُول فرما کر حضرت امام مہدی علیہ السلام سے مل کر جہاد کریں گے اور دجال کو فلسطین کے ایک مقام "بابِ لُد" پر قتل کریں گے۔ اُس کے کچھ عرصہ بعد یاجوج ماجوج زمین پر پھیل جائیں گے جو بالآخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دُعا سے ہلاک ہو جائیں گے جس کے بعد مسلمان پُورے امن و سکون سے رہیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے روضۂ عالیہ میں مدفون ہوں گے۔

حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب برِصغیر کے علمی طبقہ میں نہایت مقبول ہوئی حتیٰ کہ اختلافِ مسلک کے باوجود اہلِ حدیث کے مشہور عالم مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی نے امرتسر سے آپ کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا کہ "شمس الہدایہ" کے مطالعہ سے نہایت محظوظ و مستفید ہوا۔ امرتسر ہی کے ایک مولوی حبیب اللہ صاحب نے لکھا کہ "شمس الہدایہ" کے مطالعہ سے بعض مرزائی تائب ہو کر سیدھی راہ پر آگئے۔ وُہ خود بھی پہلے مرزائی تحریروں سے کچھ متاثر تھے۔ مگر حضرت مؤلف رحؒ کی کتاب نے اُنھیں صراطِ مستقیم پر قائم رہنے میں مدد دی۔ اور پھر وُہ اپنے شکوک کے ازالہ کے لیے حضرت مؤلف سے رجُوع کرتے رہے، جس کی تفصیل حضرتؒ کے "فتاویٰ مہریہ" میں موجود ہے۔ خُدا کی شان کہ پھر انہی مولوی حبیب اللہ صاحب نے ردِ مرزائیت میں ایسی مفید کتابیں لکھیں کہ دیوبندی مکتبِ فکر کے مشہور علامہ شبیر احمد عثمانی نے بھی اُنھیں اپنے حواشیٔ قرآن میں سُورۃ "المؤمنون" آیت ۵۰ کی تشریح کرتے ہوئے خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ چنانچہ اس چیز کا قادیانی حلقہ میں سخت ردِ عمل ہوا۔ اور اس رُسوائی کا داغ مٹانے کے لیے ۲۲ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء کو مرزا صاحب کی طرف سے ایک اشتہار تمام ہندوستان میں تقسیم کیا گیا جس میں برِصغیر کے تمام مشائخ و عُلماء کرام کو عموماً اور حضرت مؤلف "شمس الہدایہ" کے ساتھ چھیاسی جید عُلماء حضرات کو خصوصاً لاہور میں ۲۵ اگست سنہ ۱۹۰۰ء کو مناظرہ کی دعوت

marfat.com

Marfat.com

دی گئی۔ اس کھلے چیلنج کو سب سے پہلے حضرت مؤلفؒ نے قبول کرتے ہوئے اپنی طرف سے ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء کو اشتہار شائع کر دیا اور حسب وعدہ ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء کو لاہور تشریف لے گئے لیکن مرزا صاحب میدانِ مناظرہ میں آنے کی جرأت نہ کر سکے جس سے مرزائیوں کو نہایت خفت اٹھانی پڑی۔

مناظرۂ لاہور میں شکستِ فاش کھانے کے بعد بھی مرزا صاحب نے اپنی ساکھ قائم رکھنے کے لیے بہتیرے جتن کیے۔ پہلے سورۂ فاتحہ کی عربی تفسیر کو "اعجاز المسیح" کے نام سے شائع کروایا۔ پھر سال بھر بعد نومبر ۱۹۰۱ء میں اپنے نبی ہونے کا اعلان کیا۔ اور مزید ایک سال بعد اپنے ایک تنخواہ دار محمد حسن امروہی سے "شمسِ بازغہ" کے نام سے ایک کتاب لکھوائی جو بظاہر تو "شمس الہدایہ" کی تردید میں تھی لیکن درحقیقت بے سروپا مضامین اور مؤلف "شمس الہدایہ" کے خلاف بیہودہ گوئی کا مجموعہ تھا۔ چنانچہ ۱۹۰۲ء میں حضرت مؤلفؒ نے اس موضوع پر اپنی مشہور کتاب "سیفِ چشتیائی" شائع کرائی جس پر برِصغیر کی علمی دنیا نے آپ کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا۔ اس کتاب میں مرزا صاحب کی کتاب "شمسِ بازغہ" کا منہ توڑ جواب دیا گیا تھا۔ اور اُن کی اعجازی تفسیر پر ایک سو کے قریب اتنے زوردار اعتراضات کیے گئے کہ نیم خواندہ عربی دانوں نے بھی اس اعجازی تفسیر پر آوازے کسے۔ ان سب چیزوں کی تفصیل تو حضرت کی مذکورہ تصانیف اور آپ کے حالاتِ زندگی راقم الحروف کی مؤلفہ کتاب "مہرِ منیر" سے ہی معلوم ہو سکتی ہے۔ ذیل میں مؤلف "شمسِ بازغہ" کے بعض ناشائستہ عربی اشعار کے جواب میں راقم اپنے چند عربی اشعار ہدیۂ ناظرین کرتا ہے۔ جن میں اس تفصیل کا اجمالی خاکہ پیش کیا گیا ہے۔

حضرت مؤلفؒ کے وصال کے بعد آپ کے عظیم فرزند حضرت سید غلام محی الدین شاہ صاحبؒ المعروف حضور بابوجیؒ اپنی تمام زندگی ہمیشہ تحریکِ ختمِ نبوت میں سرگرم حصہ لیتے رہے۔ ۱۹۵۳ء میں مسلم لیگی حکومت کے اس رویے سے سخت شاکی رہے جو اُس نے تحریک کے کچلنے کے لیے اختیار کیا۔ فرمایا کرتے تھے کہ جو مُلک محض حضور خاتم النبیینؐ کی نظرِ کرم کے صدقے میں معرضِ وجود میں آیا اُس کے قائدین حضورؐ کی ختمِ نبوت کے شیدائیوں سے کیسا بے دردانہ سلوک کر رہے ہیں۔ لاہور ختمِ نبوت کانفرنس میں آپؒ نے تمام مکاتبِ فکر کے راہنماؤں کو متحد کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور جلسے جلوس میں اصولاً احتراز کے باوجود اس کانفرنس کے کئی اجلاس میں شریک ہوئے۔ علاوہ ازیں اُس وقت کے گورنر جنرل غلام محمد، وزیرِ اعظم خواجہ ناظم الدین اور دوسرے زعمائے حکومت سے اس مسئلہ کے مناسب اور مستقل حل کے سلسلہ میں ملاقاتیں کیں۔

جن دنوں رابطۂ عالمِ اسلام کی کانفرنس مکہ شریف میں ۱۹۷۴ء میں منعقد ہوئی۔ اُن دنوں حضرت بابوجیؒ بوجہ علالت ہسپتال میں تھے، رابطۂ عالمِ اسلام کانفرنس نے ایک قرارداد پاس کی تھی جس میں تمام اسلامی ممالک سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے جب حضور بابوجیؒ نے یہ خبر سُنی تو آبدیدہ ہو کر فرمایا خدا کرے پاکستان میں تو اس پر جلد عمل ہو۔ بیماری کی شدت کے باوجود روزانہ تحریکِ ختمِ نبوت کے متعلق استفسار فرماتے تھے اور یہی آرزو لے کر ۲۲ جون ۱۹۷۴ء کو واصل بحق ہوئے۔ جولائی ۱۹۷۴ء میں راولپنڈی میں ایک عظیم مشائخ کانفرنس ہوئی جس میں دربارِ عالیہ گولڑا شریف کی نمائندگی راقم الحروف نے کی۔ اس کانفرنس میں بھی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پاس کی گئی۔ دوسرے ہی دن اُس وقت کے وزیرِ اعظم مسٹر بھٹو، سپیکر قومی اسمبلی اور حکومت کی طرف سے اس سلسلہ میں مقرر کردہ رہبر کمیٹی کے ممبران کو علیحدہ علیحدہ مہرِ منیر کے نسخے بمعہ خطوط ارسال کیے گئے جن میں اس مطالبہ کی پُرزور حمایت کی گئی۔ اتفاق دیکھیے کہ ۱۹۷۴ء کے اگست ہی کے مہینہ میں عوامی مطالبہ کے پیشِ نظر پاکستان کی قومی اسمبلی نے اُس مسودۂ قانون کو پاس کرنے کی سفارش کر دی جس کی رُو سے مرزائی خواہ قادیانی ہوں یا لاہوری، اپنے مخصوص غیر اسلامی عقائد کی بنا پر دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ اور پھر دس سال بعد ۱۹۸۴ء کے اگست کے مہینہ ہی میں حکومتِ پاکستان کی مقرر کردہ شرعی عدالت نے لاہور میں مرزائیوں کی اپیل مسترد کر دی جو اُنھوں نے صدارتی آرڈیننس کے خلاف کی تھی جس میں مرزائیوں کو اپنے آپ کو کسی طرح سے بھی مسلمان ظاہر کرنے اور اپنے عبادت خانوں کو مساجد کا نام دینے سے منع کیا گیا تھا اس طرح

marfat.com
Marfat.com

سے منکرینِ ختمِ نبوت کے خلاف حضرتِ مؤلفؒ نے جو خاص مہم اگست ۱۹۰۰ء میں شروع فرمائی تھی وُہ اگست ۱۹۸۴ء میں اپنے منطقی نتیجہ پر پہنچ گئی اور اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کے خلاف کام کرنے والوں کا پردہ پُوری طرح سے چاک ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کی اس گراں بہا اور مخلصانہ دینی خدمت کے صدقے میں راقم الحرُوف اور دیگر تعاون کرنے والے حضرات خصُوصاً حضرتؒ کے نیازمندان محمد حیات خان اور محمد فاضل خان جنھوں نے اِس کتاب کے موجُودہ ایڈیشن کو دیدہ زیب بنانے میں بڑی کاوش کی اور سب قارئین کرام کو نیک جزا عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

راقم الحرُوف

فیض احمد فیض عفی عنہ

متوطن بستی بخشاور، ضلع بھکر

حال مُقیم دربار عالیہ گولڑا شریف

اگست ۱۹۸۵ء

ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ

marfat.com

Marfat.com

# التَّقدِيمُ المَنظُوم

بحمد الله بشرى للامام مجدد ملة قطب الانام

بحمد اللہ کہ امام اور مجدد ملت قطب انام کے لیے خوشخبری اور بشارت ہے

ارى شمس الهداية طالبيها واذهب نورها كل الظلام

اس کتاب کے ذریعہ سے امام موصوف نے ہدایت کے طلبگاروں کو ہدایت کا سورج دکھایا جس کے نور نے سب تاریکی کو زائل کر دیا

بها خجل الكذوب القادياني واين الكذب من صدق الكلام

اس شمس ہدایت سے جھوٹا قادیانی شرمندہ ہوگیا۔ بھلا سچ کے مقابلہ میں جھوٹ کی کیا مجال

فلما ان راى ذلا صريحا تفاخر بالدعاوى في العوام

پھر جب قادیانی نے واضح ذلت دیکھ لی۔ تو جمہور عوام میں مختلف قسم کے بلند بانگ دعووں پر اترانے لگا

ففي لاهور بارزه ولي نجيب سيد فخر الكرام

جس کے فوراً بعد ایک خدا کے ولی نجیب الطرفین فخر کرام سیّد نے اُسے لاہور میں مباحثہ کے لیے للکارا

شهير باسم مهر على شريف فلو يأت الكذوب الى المقام

جو مہر علی کے نام گرامی سے مشہور ہیں لیکن جھوٹا مدعی مقام مباحثہ تک آنے کی جرأت بھی نہ کر سکا

بها امر المجدد من رسول عليه صلوة ربي بالسلام

اس مبارزہ اور مباحثہ کے لیے مجدد موصوف حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مامور کیے گئے تھے

وبشر منه بالتائيد غيبا ومن شيخ[1] لدى البيت الحرام

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور بیت الحرام میں ایک معتکف بزرگ کی جانب سے آپ کو غیبی تائید کی بشارت ملی

وصنف سيف جشتية كتابا لقطع متين متنبي اللئام

اور آپ نے شمس الہدایہ کے بعد مشہور کتاب سیف چشتیائی تالیف فرمائی۔ تاکہ جھوٹے نبی کی شہ رگ کاٹی جاتے

فما استطاعوا الرد الحق لكن اتوا اسفها بسب واتهام

مرزائی حق بات کی تردید کی طاقت تو نہیں رکھتے تھے۔ ہاں حماقت سے دشنام طرازی اور الزام تراشی کرتے رہے

وذا من عادة الجهال طرا اذا بهتوا هذوا عند الكلام

اور جاہلوں کی عام عادت ہے کہ جب حیران اور لاجواب ہو جاتے ہیں تو بے ہودہ گوئی پر اتر آتے ہیں

فمن شاء اطلاع على مزيد فمهر منير كشاف المرام

جو شخص اس سے مزید تفصیل کا خواہش مند ہو تو راقم کی مؤلفہ کتاب مہر منیر اس مقصد کے لیے کافی ہے

---

[1] یعنی حضرت الحاج حضرت امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

Marfat.com

# شمس الہدایہ فی اثبات حیات المسیح علیہ السلام

## فہرست مطالب


| نمبر شمار | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|
| ۱ | وجہ تصنیف کتاب، مرزا قادیانی کے ابلہ فریب دلائل کا خلاصہ، حضرت مؤلف کا مرزا قادیانی سے کلمہ طیبہ کے بارے میں سوال، حیات مسیح علیہ السلام کے متعلق اہل اسلام کے اجماعی عقیدہ کا بیان اور مرزا قادیانی کے دلائل کا جواب ــــــــ | ۱ |
| ۲ | فائدہ جلیلہ، آیت وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کی توضیح میں نحو اور علم کلام کی دقیق بحث | ۵ |
| ۳ | آیت بالا اور متعلقہ آیات کے بارے میں مرزا قادیانی اور بعض دیگر لوگوں کے غلط موقف کی تردید ــــــــ | ۹ |
| ۴ | وجوہات بطلان مذہب مرزائیہ دربارہ رفع عیسیٰ علیہ السلام بحوالہ آیات قرآنی و احادیث مبارکہ ــــ | ۱۱ |
| ۵ | آیت قرآنی وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ کی توضیح ــــــــ | ۱۳ |
| ۶ | عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے زمین پر نزول قبل از یوم القیامۃ کے متعلق ذکر الاحادیث ــــ | ۱۶ |
| ۷ | حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر در معنی مُتَوَفِّيْكَ کی توجیہ ــــــــ | ۲۵ |
| ۸ | قرآن کریم اور لغت سے لفظ تَوَفِّی کا موت کے علاوہ دیگر معانی میں استعمال ــــــــ | ۳۰ |
| ۹ | تفسیر ابن عباسؓ کے بارے میں مرزا قادیانی اور ان کے مریدوں سے ایک دلچسپ واجبی مطالبہ۔ | ۳۲ |
| ۱۰ | حدیث شیخ اکبرؒ دربارہ زریب بن برتملا وصی عیسیٰ علیہ السلام ــــــــ | ۳۷ |
| ۱۱ | حضرت حسنؒ بصری کی حضرت علیؓ سے روایت اور ملاقات اور حضرت حسنؒ بصری کی ایک روایت کی تفصیل ــــــــ | ۴۰ |
| ۱۲ | آیت قرآنی وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ..... پر مرزا قادیانی کی تقریر کا جواب اور امروہی قادیانی کے رسالہ "اعلام الناس" میں ایک غلط توجیہ اور اس کا رد | ۴۲ |
| ۱۳ | احادیث میں حضرت عیسیٰؑ کے حلیہ کے بارے میں روایات کی تطبیق ــــــــ | ۴۳ |
| ۱۴ | حدیث رَجُلٌ مِّنْ اَبْنَاءِ فَارِس کے مصداق کا بیان | ۴۳ |
| ۱۵ | آیت قرآنی قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا سے مرزا قادیانی کے مغالطہ کا جواب | ۴۴ |
| ۱۶ | زمین پر نزول ملائکہ کا ثبوت اور ملائکہ کو ارواح کواکب ماننے کی تردید ــــــــ | ۴۶ |
| ۱۷ | تسبیح و تقدیس بھی اکل و شرب کی طرح باعث حیات ہوسکتی ہے ــــــــ | ۴۸ |
| ۱۸ | قادیانی کا ازالہ اوہام میں احیائے موتیٰ کو مسمریزم قرار دینے کا رد ــــــــ | ۴۸ |


marfat.com

Marfat.com

| نمبر شمار | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|
| ۱۹ | آیتِ قرآنی اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ سے قادیانی استدلال کا جواب | ۴۹ |
| ۲۰ | آیتِ قرآنی وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا سے قادیانی کی وفاتِ مسیح پر دلیل اور اُس کا جواب | ۴۹ |
| ۲۱ | آیتِ قرآنی قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ سے استدلال کا جواب | ۴۹ |
| ۲۲ | آیتِ قرآنی فِیْهَا تَحْیَوْنَ وَفِیْهَا تَمُوْتُوْنَ سے استدلال کا جواب | ۵۱ |
| ۲۳ | قصۂ عودِ ایلیا سے استدلال کا جواب | ۵۱ |
| ۲۴ | سورہ ہائے "قدر"، "بینہ" اور "زلزال" کی مشہور تفسیر اور قادیانی شبہات کا تفصیلی رد | ۵۴ |
| ۲۵ | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض مشہور پیشگوئیوں کی تفصیل | ۵۷ |
| ۲۶ | قادیانی کے ایک فلسفی اشکال کا جواب | ۵۹ |
| ۲۷ | احادیثِ خروجِ دجال | ۶۱ |
| ۲۸ | لا مھدی الا عیسیٰ کی روایت کی تشریح اور جواب | ۶۴ |
| ۲۹ | قادیانی تاویلات اہلِ اسلام کے لیے نہایت مضر اور مہلک ہیں | ۶۶ |


marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى حَبِيْبِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَصَحْبِهٖ

اَمَّا بَعْدُ۔ حضراتِ ناظرین پر پوشیدہ نہ رہے کہ آج کل ہوا دِ فطرتِ انسانی تعصب کی ہواؤں اور جہالت کے بخارات سے متعفن اور گندے ہو رہے ہیں اور ایسا ہی ہونا تھا کیونکہ ہدایت اور استقامت کا سُورج قریب ڈُوبنے کے آگیا۔ استوار کا زمانہ جس سے خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ حکایت ہے۔ دُور رہ گیا بسبب فقدانِ تقویٰ کے نہ تو اشراقِ نوری اور انشراحِ صدری ہے تاکہ وعدہ اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا کا متحقق ہو کر فارق بین الحق والباطل نصیب ہو اور نہ لیاقتِ علمی جس کے ذریعہ سے مُرادِ شارع کو سمجھ کر عمل نہ سہی اعتقاد کو تو مُطابق مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ کے دُرست رکھیں۔ بغیر ظاہر پرستی اور سخن سازی۔ ہوس بازی اور فتنہ پردازی کے اور کچھ نہیں۔ سادہ پنی اور راستی سے جو منجملہ شعائرِ اسلام و اوضاعِ صحابہ کرام ہیں، نفرت۔ تصنع اور ناراستی و ہوس بازی سے جو از کمالاتِ تعلیم لندن ہیں محبت۔ معہذا ابنائے زمان ہر دو فن مذکورۃ الصدر۔ یعنی اشراقِ نوری اور لیاقتِ علمی میں اپنے زعم میں خُود ہی یکتائے زمانہ اور متفرد ہیں۔ گو کہ مکاشفاتِ انبیاء عظام صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین میں بزعم ان کے غلطی فی الکشف یا فی التعبیر بھی واقع ہو۔ مگر ان حضرات کے معاینات میں تاویل تک بھی ناممکن ہے ایسا ہی علماءِ سلف شَكَرَ اللّٰهُ مَسَاعِيَهُمْ کے اجتہادات اور اُمتِ مرحُومہ کا اجماع گو کہ لَنْ تَجْتَمِعَ اُمَّتِيْ عَلَى الضَّلَالَةِ بھی اُس کی شان میں وارد ہو۔ تاہم یہ سب ان کے نزدیک نادانوں کے خیالات اور کورانہ اجماع جن کو سوائے عرب اُونٹ چرانے والوں کے اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ کوئی فرقہ مہذبین یعنی تعلیم یافتگانِ لندن سے تسلیم نہ کرے۔ (صفحہ ۷۶۸۔ ازالہ اوہام)۔ کوئی وجہ ان کی صحت کے لیے نہیں۔ اِلّا در صُورتے کہ ان حضرات کی رائے اور استنباط پر منطبق کیے جائیں دیکھو ازالہ اوہام و ایام الصلح۔ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَارْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

عُلماءِ زمان عرصہ سے اس ہیچمدان خوشہ چینِ عُلماءِ کرام کو بھی ایسے حقائق و معارف سے جو تالیفاتِ مرزا صاحب ازالہ اوہام و دافع الوساوس و ایامِ صلح میں مندرج ہیں مطلع فرماتے تھے یہ راقم الحرُوف ان کو لعن طعن سے بخیال اس کے کہ خلافِ شعائرِ اسلام ہے اور عکسِ ارشادِ مشائخ بھی رضی اللہ عنہم اجمعین روکتا رہا۔ آخر الامر جب نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہر محفل میں اظہارِ حقیت عقیدہ مرزائیہ اور تکذیب و تجہیل بلکہ تحقیر عُلماءِ کرام کی جن کا اعتقاد مُطابق سلف رضی اللہ عنہم کے تھا ہونے لگی۔ تو اس اثناء میں چند احباب نے مجھے کچھ مضامین مرزا صاحب کی تالیفات کے سُناتے۔ گو کہ میں بھی ابناءِ زمان کی طرح بسبب کم علمی اور محرُوم ہونے اشراقِ نوری سے قابل اس امر کے نہ تھا کہ ناظرین کو آج کل کے دھوکوں سے بچاؤں۔ مگر تحقیر اور تجہیل سلف و مشائخ زمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سُننے کی برداشت مجھ سے نہ ہو سکی۔ اور عقیدہ حقہ کا یوماً فیوماً اضمحلال گوارا نہ کر سکا۔ لہٰذا یہ چند مضامین متعلق آیاتِ رفع و احادیثِ نزُول محض حسبۃً للہ بغیر اس کے کہ محرک اس کا عناد یا حسد یا بُغض کسی مُسلمان بھائی سے ہو حسب رائے ناقص کے لکھے گئے تاکہ ابناءِ زمان اتنی جرأت سے باز آئیں اور معانی جو مُراد ہیں آیات اور احادیث سے اُن کو واضح ہو جائیں اور چند اعتراضات ابلہ فریب سے جو استشہاد آیات و احادیث ازالہ اوہام وغیرہ وغیرہ میں مذکور ہیں خوف کھا

marfat.com

Marfat.com

کرعقیدۂ اجماعیہ اہلِ اسلام سے انحراف کیا بلکہ آیت اور احادیث کو کچھ اور ہی نہ سمجھ لیویں کیونکہ اصول اُن کے ایسے ہیں جو عنقریب بلحاظ تعلیم یافتگانِ لندن باقی آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ صحیحہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو بھی ہاتھ ڈالیں گے۔

آج کل کے اُردُو خوانوں اور زعمی مولویوں فاضلوں کا قصور نہیں۔ اُن بےچاروں کو جب مثلاً کہا جائے کہ بتاؤ میاں آیۃ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ اور ایسے ہی فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ جس قرآن کے ساتھ تمہارا ایمان ہے اس میں موجود ہے یا نہیں۔ اور لفظ توفی کا تیئیس ۲۳ جگہ قرآنِ کریم میں معنے موت ہی میں مُستعمل ہے۔ اور وافقہ الناس عبداللہ ابن عباسؓ نے بھی یہی معنی لیا۔ بُخاری اور عباسی تفسیر ابن کثیر وغیرہ وغیرہ تو حسب قولہٗ تعالیٰ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ کے وعدہ وفات اور بمقتضائے فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ الخ تحقیق موت عیسٰی بن مریم اور رفع رُوحانی کا ہو چکا۔ اور آیۃ قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّۃَ، اور ایسے فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ اور ایسے ہی احادیثِ صحیحہ سب شہادت دے رہی ہیں کہ اَرواح مقربین بعد الوفات جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور بعد دخولِ جنت کے پھر نکلنا اس سے بحکم آیۃ وَمَا ھُمْ مِّنْھَا بِمُخْرَجِیْنَ کے ناممکن اور مستلزم ہے وقوعِ کذب کو آیۃ مذکورہ میں۔ ایک فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کیا بلکہ آیت قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اور اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ اور اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ بما ہما اور وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اور وَمَنْ نُّعَمِّرْہُ نُنَکِّسْہُ فِی الْخَلْقِ اور اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ اور فِیْھَا تَحْیَوْنَ وَفِیْھَا تَمُوْتُوْنَ اور وَلَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ اور کَانَا یَاْکُلٰنِ الطَّعَامَ اور وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا اور قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ ھَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا اور ھَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیَھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ اور ھَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِیَھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَوْ یَاْتِیَ رَبُّکَ اَوْ یَاْتِیَ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّکَ یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّکَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُھَا لَمْ تَکُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ کَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِھَا خَیْرًا۔ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ مَلَکٌ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَکًا لَّقُضِیَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا یُنْظَرُوْنَ ۝ وَلَوْ جَعَلْنٰہُ مَلَکًا لَّجَعَلْنٰہُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَیْھِمْ مَّا یَلْبِسُوْنَ اور حدیث صحیح کما قال العبد الصالح اور حدیث صحیح لَا یَاْتِیْ مِائَۃُ سَنَۃٍ عَلَی الْاَرْضِ نَفْسٌ مَّنْفُوْسَۃٌ اَلْیَوْمَ۔ یہ سب آیات اور احادیثِ صحیحہ باوازِ بلند موت ابن مریم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی خبر دے رہی ہیں۔ علاوہ اس کے عقلِ انسانی اور قصۂ عود ایلیا بھی جو انجیل میں مذکور ہے صعود اور نزولِ مسیح سے بعینہٖ بجسدہ العنصری مُنکر ہیں۔ احادیثِ نزولِ ابن مریم اور خروج دجال وغیرہ من جملہ مکاشفاتِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ہیں۔ اور کشفِ اجمالی مثل دیکھنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عورت پراگندہ بالوں والی کو کہ گرد اگرد مدینہ طیبہ کے گھوم رہی تھی وغیرہ وغیرہ تعبیر طلب ہوتا ہے۔ بحالتِ خواب دیکھنے میں کچھ اور آتا ہے اور ظہور میں کچھ اور ہوتا ہے جیسا کہ خواب میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس عورت کو دیکھا اور تعبیر اس کی وبا۔ مدینہ طیبہ سے (زادہا اللہ شرفاً) فرمائی معہذا تعبیر میں وقوعِ خطا بھی ممکن ہے جیسا کہ خواب میں آپ نے یہی سمجھا کہ اِمسال مکہ معظمہ زادہا اللہ تکریماً جانا ہوگا۔ اور بعد مراجعت فرمانے کے حدیبیہ سے معلوم ہوا کہ تعبیر میں تخصیص اِمسال کی غلطی ہوئی۔ الغرض آیات اور احادیثِ صحیحہ متذکرہ بالا باعث شدید ہیں ماوّل ٹھہرانے پر احادیث نزولِ مسیح وخروج دجال وغیرہ کے کیا معنے۔ احادیثِ نزول سے مُراد ظہور اس شخص کا ہے جو مماثل ہو ابنِ مریم کا جیسا کہ مُراد ایلیا کے دوبارہ آنے سے مثیلِ ایلیا یعنی ظہورِ یحییٰ کا بشہادت مسیح ابن مریم کے تھا۔ وہ شخص مثیلِ ابنِ مریم کا کون ہے۔ میں ہوں یعنی مرزا صاحب۔ کیونکہ الہام منجملہ براہینِ قاطعہ اور حجج ساطعہ کے ہے اور فتوحاتِ مکیہ اور میزان عبدالوہاب شعرانی وغیرہ۔"

بعد استماع اس کے بالضرور اُردوخوان اور نام کا مولوی تقریر مذکور کو جس کی بنا کی تشیید اور ترصیص کتاب اللہ اور سُنّت اور انجیل اور عقل سے ہو چکی ہے لامحالہ طوعاً و کرہاً مسلّم اور قبول کرے گا۔ نہ کرے تو کیا کرے۔ قرآن اور حدیث سے کیسے منکر ہو۔ لہٰذا یہ خزف ریزہ چند ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں تاکہ اس تقریر کے دھوکے میں نہ آجائیں۔ اور اُسی پیٹے پالٹے راستہ پر چلیں جو مُراد اس حدیث سے۔ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ مَا

marfat.com
Marfat.com

تَمَسَّکْتُمْ بِاَمْرَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّۃَ نَبِیِّہٖ (موطا امام مالک) اور قسمیہ کہتا ہوں کہ جناب مرزا صاحب سے کسی قسم کا حسد یا عناد باعث تحریر اس رسالہ کا نہیں ہوا۔ بالتخصیص اگرچہ مرزا صاحب عرصہ سے اُن مشائخ عظام کو جن کے ساتھ یہ بے ہیچ بھی اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ کا تعلق رکھتا ہے باآواز بلند اپنی تالیفات میں القاب مکروہہ سے پکار رہے تھے۔ اس وجہ سے جناب موصوف کو کچھ اگر لکھا بھی جاتا تو بمقابلہ آپ کی اُس جرأت کے محل شکایت اور موجب گستاخی میں شمار نہ ہوتا مگر تاہم بخیال اس کے کہ الحمد للہ کوئی شخص اہل اسلام میں سے بمقابلہ اعداء دین ہنود اور نصاریٰ کے کھڑا ہوا ہے۔ گو کہ ہم کو بُرا ہی کہے۔ ہم نے کچھ نہیں کہا بلکہ من وطعن والوں کو بھی کسی نہ کسی وجہ سے روکنا ہی چاہا ہم تو خود قائل ہیں۔ بیت :-

بطوافِ کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند
تو برونِ در چہ کردی کہ درونِ خانہ آئی

اور خاموشی بمقابلہ ہتک مشائخ کرام رضوان علیہم اجمعین کے اس وجہ سے نہ تھی کہ اُس کے سُننے کو ہم مکروہ اور موذی نہ سمجھتے تھے بلکہ موجب اس کا اتباع مشائخ عظام ہی تھا جو فی الحقیقت اتباع ہے سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کا سُلطان المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن سائر المشائخ کا مقولہ ہے۔ بیت :-

آنہا کہ بجائے من بدی ہا کردند
گر دست رسد بجُز نکوئی نکنم

مرزا صاحب ایام الصلح کے صفحہ ۱۳۱ میں لکھتے ہیں۔ "اس وقت زیر سقف نیلگوں ہیچ متنفس قدرت ندارد و لاف برابری من زند من آشکارا می گویم و ہیچ گز باک ندارم۔ اے اہالی اسلام درمیان شما جماعتے مے باشند کہ گردن بدعویٰ محدثیت و مفسریت برمے فرازند و طائفہ اند کہ از نازش ادب پا بر زمین نگذارند و گروہے اند کہ دم بلند از خدا شناسی زنند و خود را چشتی و قادری و نقشبندی و سہروردی و چہا چہا گویند ایں جملہ طوائف را نزد من بیارید" الخ

آپ نے بجا فرمایا۔ وُہ لوگ چونکہ مفسر اور محدث اور خدا شناس ہیں تو پھر کیسی لاف زنی اور گردن فرازی اُن سے ظاہر ہو۔ بلکہ وُہ لوگ تو چاہتے ہیں کہ آپ کو بھی اللہ تعالیٰ ایسی لافوں سے بچاوے اور فَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ۔ اور بلی عبد ما نحضر کی طرف توجہ دلاتے۔ بیت :-

خاکساران جہاں را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

بخدائے لایزال و لم یزل اپنی چشم دید عرض کرتا ہوں کہ مشاہیر اور مستورین کو بھی گروہ اہل اللہ سے دیکھا کہ کمالات باطنیہ از قسم مکاشفات وغیرہ اُن کے نفوس مطہرہ سے صِبْغَۃَ اللّٰہِ کی رنگت اور کُنْتُ سَمْعَہُ بِیْ یَسْمَعُ وَبَصَرَہُ بِیْ یَبْصُرُ کا تماشا دکھلا رہے تھے مگر کیا ممکن کہ نظر بر قدم اور ہوش دردم سے گردن اُٹھا کر کسی طرح کا دعویٰ یا لاف زنی کریں۔

اس گستاخی کے بعد معروض خدمت ہے کہ طالب عرفان کو خصوصیت چہا وچہا سے کیا غرض حصول مطلب چاہیئے جس سے ہو۔ آپ ہی معنے کلمہ طیبہ کا جو اصل ایمان اور عرفان کا ہے۔ فقط ظاہری طور پر فرما دیویں۔ محاورہ قرآن کریم میں لفظ اَللّٰہ کا در حالت اتصاف بالوحدۃ ہے مثل اِلٰہٌ وَّاحِدٌ کے۔ اور ایسا ہی وقت اضافت موحدین کی طرف مثل اِلٰھُکُمْ وَاِلٰہُ اٰبَائِکُمْ مراد اس سے معبود حقیقی ہوتا ہے اور وقت استغراق کے مثل وَمَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ اور جمعیت کی مثل لَوْ کَانَ ھٰٓؤُلَآءِ اٰلِھَۃً مَّا وَرَدُوْھَا اور ایسا ہی وقت اضافت کے

marfat.com
Marfat.com

مُشرکین کی طرف مُراد اس سے معبُودات ممکنہ مثل اصنام وغیرہ کے ہوتے ہیں۔ بنائً علیہ لفظ اِلٰہ جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میں واقع ہے مُراد اس سے آلِھَہ ممکنہ ہوں گے۔ اَور نیز تقریب بھی اسی صُورت میں تام ہوتی ہے کیونکہ براہینِ خمسہ میں مُراد اٰلِھَہ سے اصنام ہی ہیں مثلاً لَوْ کَانَ فِیْھِمَا اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا بعد تعیین ارادہ اصنام کے اِلٰہ سے کلمہ طیبہ میں تقدیر امکان یا وجُود کی مستلزم ہے وقوعِ کذب کو۔ (العیاذ باللہ) اہلِ اسلام میں جو کلمہ طیبہ ہے۔ کیونکہ اس وقت معنٰے یہ ہوگا کہ کوئی فرد افرادِ معبُوداتِ ممکنہ سے یعنی اصنام وکواکب وغیرہ ممکن نہیں یا موجُود نہیں۔ اَور استیلاء صفاتی بعضہا علیٰ البعض جیسا کہ منافی للوجُوب بر تقدیرِ وحدت وجُوب نہیں۔ ایسا ہی بر تقدیر تعدد بھی نہ ہوگا۔ بنائً علیہ اگر ارادہ استحقاق للعبادۃ کا حقیقی طور پر جو مساوق للوجُوب ہے عنوان موضوعی یا محمولی سے بھی کیا جائے تو مستلزم لَمَا کَانَتَا یا لَفَسَدَتَا کو نہیں ہو سکتا اَور ازلیت امکان چونکہ مستلزم ہے امکانِ ازلیت کو مادۂ وجُوب میں۔ لہٰذا ممکنہ عامہ موجبہ جزئیہ جو نقیض ہے ضروریہ سالبہ کلیہ کی یعنی لَآ اِلٰہَ موجُود بالضرورۃ کی۔ (العیاذ باللہ) صادق ہوگا۔ الغرض تقدیر ممکن یا موجُود یا مستحق زعمی کی مستلزم ہے وقوعِ کذب کو مدعیٰ میں۔ اَور ارادہ استحقاقِ واقعی کا مقتضی ہے بطلانِ براہین کو۔"

اس تقریر سے ناظرین پر ظاہر ہو گیا ہوگا کہ جواب تفتازانیؒ اَور شیخ اکبرؒ وغیرہ علماء کا دفع اشکال مذکور میں مفید نہیں۔ جواب اِس کا حسبِ محاورہ قرآنیہ چاہیئے۔ اَور یہ بھی معلوم ہو کہ فرق کرنا تعادق فیما بین الذوات اَور تعادق فیما بین الصفات میں بعد اشتراک فی الوجُوب کے مُفید نہ ہوگا۔ جیسا کہ وجُوب بالذات اَور بالغیر میں۔ کیونکہ یہ مجوز ہے سلبِ صفات کو ذاتِ واجبیہ سے فی مرتبۃ من المراتب ایسی گفتگو کہ جس سے خود نمائی کی بُو آتے۔ شانِ عیسویت اَور وضع مہدویت کو ہرگز شایان نہیں۔

حضرات ناظرین پر مخفی نہ رہے کہ دوبارہ متوجہ ہونا اِس بےہیچ کا اس امرِ غیر معتاد کی طرف جس کو آج کل بڑا کمال سمجھا جاتا ہے مشروط ہے بایں شرط کہ اگر کوئی صاحب برخلاف مضامین مسطورہ رسالہ ہٰذا کے اپنے مسلک کو یا تو تفاسیرِ معتبرہ سے مثل ابنِ جریر و ابنِ کثیر کے جن میں روایات صحابہ کرامؓ بالاسناد مذکور ہوں اَور احادیثِ صحیحہ سے ثابت کرے اَور یا فقط قرآنِ کریم سے حسبِ استنباط اپنے کے مدعیٰ کو مدلل کرے جس کو علماء ثقات، فصحاء و بلغا قبول فرمائیں۔ نہ کہ مثل ازالہ اَور ایام صُلح وغیرہ کے جن کی نقل اَور استنباط دونوں میں غلطی اَور سُقم ہے۔ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ۔ اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اَفْرِجْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاغْفِرْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَی الْمَظْھَرِ الْاَتَمِّ لِاِسْمِکَ الْاَعْظَمِ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ سَیِّدِنَا اَبِی الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَعِتْرَتِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

---

marfat.com

Marfat.com

**سوال** ۔ کیا ہے عقیدہ اجماعیہ اہلِ اسلام کا دربارہ مرفوع ہونے یعنی اُٹھائے جانے مسیح بن مریم کے آسمان پر۔

**جواب** ۔ کافہ اہلِ اسلام مسیح بن مریم کو مرفوع اِلیٰ السماء بجسدہ العنصری مانتے ہیں اِلّا بعض اہلِ تحقیق کہ جسمِ برزخی کے قائل ہیں۔ مگر نزولِ مسیح پر سب ہی اِتفاق رکھتے ہیں۔

**سوال** ۔ یہ عقیدہ محض اجماع کو رانہ اور لا اَصْلَ لَہٗ ہے جیسا کہ مرزا صاحب نے ازالہ اوہام میں لکھا ہے یا کوئی دستاویز قرآن اور حدیث سے بھی رکھتا ہے۔

**جواب** ۔ آیہ کریمہ مَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ دنصِ صریح ہے رفع جسمی میں۔

**سوال** ۔ بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ سے رفعِ رُوحانی مُراد ہے بشہادۃ محاورۃ قرآنیہ یَا اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً۔

**جواب** ۔ کلمہ بَلْ آیۃ مذکورہ میں جس کا ترجمہ ”بلکہ“ ہوتا ہے ابطال ماقبل کے لئے ہے یعنی اللہ تعالیٰ زعمِ یہود کو جو عیسےٰ بن مریم کی مقتولیت اور مصلُوبیت کے قائل تھے باطل کرتا ہے اور ماقبل اور مابعد بل اضرابیہ ابطالیہ کے متضاد ہوتے ہیں یعنی دونوں معاً متحقق نہیں ہوتے۔

# فائدہ جلیلہ

قولہٗ تعالیٰ وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ من جملہ اقسام قصر الموصوف علی الصفۃ کی ایک قسم ہے یعنی قصرِ قلب کلمہ بَلْ کا مفرد میں اضراب یعنی اعراض کے لیے ہوتا ہے۔ اگر بعد امر یا اثبات کے واقع ہو تو اثبات حکم کا مابعد کے لیے کرے گا اور معطوف علیہ کو کالمسکوت عنہ کر دے گا اور بعد نفی یا نہی کے حکم اوّل یعنی منفی یا منہی کو برحال خود رکھے گا اور ضد اُس حُکم کی مابعد کے لیے ثابت کرے گا۔ جیسے قَامَ زَیْدٌ بَلْ عمرو اور لِیَقُوْ بَکْرٌ بَلْ خَالِدٌ پہلی مثال میں قیام کا اثبات عمرو کے لیے ہوگا نہ زید کے لیے کیونکہ عمر بَلْ کے مابعد واقع ہوا ہے اور ماقبل اس کے قَامَ زَیْدٌ مقولہ غلطی پر مبنی ہے۔ اور دُوسری مثال لِیَقُوْ بَکْرٌ میں طلب قیام خالد سے ہے نہ بکر سے وغیرہ۔ اور نفی نہی کی صُورت میں ماقبل کے لیے حکم نفی کا بحال رہے گا اور مابعد کے لیے اثبات کا جیسا کہ :۔

لواکن فی مربع بل یتھما لاتضرب زیدًا بل عمروا

اور جس صُورت میں مابعد بَلْ کے جُملہ ہو تو ابطال جُملہ اُولیٰ اور اثبات جُملہ ثانیہ کے لیے ہوگا۔ قولہ تعالیٰ بَلْ عِبَادٌ مُّکْرَمُوْنَ یا اِنتقال من غرضٍ اِلیٰ غرضٍ آخر پر دال ہوگا۔ قولہٗ تعالیٰ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا۔ یہ بھی معلوم ہو کہ بَلْ دونوں صُورتوں یعنی مفرد و جُملہ میں عطف کے لیے ہوتا ہے۔ بنا بر تحقیق۔ اور مشہور عند النحاۃ عاطفہ ہونا اس کا مختص بالمفرد ہی ہے یعنی جس صُورت میں کہ بعد اُس کے مفرد واقع ہو اور جُملہ میں حرف ابتدا کا ہوگا۔ بنا بر مشہور بَلْ مشترک ٹھہرا عطف اور ابتدا میں۔ اور ظاہر ہے ذکی ماہر پر کہ عدم اشتراک صحیح ہے بہ نسبت اشتراک کے۔ فقط بودے لوگ سرسری جو امتیاز درمیان معنے وضعی اور اُس کے افراد میں نہیں کر سکتے جب اِستعمال لفظ کا افراد میں بھی معنی وضعی مطلق کی طرح پاتے ہیں تو اُن کو دھوکا اِشتراک اللفظ بین المطلق والافراد کا لگ جاتا ہے بلکہ فردِ معین ہی کو بلحاظ کثرت اِستعمال کے موضوع سمجھ لیتے ہیں جیسا کہ آج کل اُردُو خوانوں کو لفظ توفّی میں دھوکا لگا ہوا ہے۔ بیان اِس کا عنقریب آئے گا۔ کلمہ بَلْ کا موضوع لہٗ فقط اعراض ہے۔ پہلے کالمسکوت عنہ کرنا یا تقریر اُس کی۔ علیٰ ہذا القیاس اِنتقال ذات پہلے کی یا اِنتقال غرض سے۔ یہ سب انواع ہیں اعراض کے لیے جو معنے وضعی ہے

marfat.com

Marfat.com

(بحرالعلوم مُسلّم الثبوت) الغرض کلمہ بَلْ کا بنا بر تحقیق ہذا آیۃ مذکورہ میں حرفِ عطف ٹھہرا ابطال جملہ اُولیٰ یعنی قَتَلُوْہُ کے لیے۔ اور منجملہ طرق قصر کے قصر بالعطف بھی ہے جس میں متکلم پر واجب ہے کہ نص علی المثبت والمنفی کرے کیونکہ مطلق کلام قصری کو متکلم تمیز بین الخطاء والصواب کے لیے بولتا ہے تاکہ مخاطب کے اعتقاد میں جو خلط بین الصواب والخطاء ہے نکل جاوے اور بالخصوص قصر بالعطف میں کسی طرح ترک کرنا تصریح کا جائز نہیں۔

مَانَحْنُ فِیْہِ میں یہود کا افتراء دو وجہ سے تھا۔ ایک مسیح کا بذریعہ صلیب کے مقتول کہنا۔ دُوسرا اُس کی مقتولیت کو محقق بولنا۔ یعنے اِنَّا قَتَلْنَا سے تعبیر تاکیدی کرنی۔ وجہ اوّل کو متکلم بلیغ نے وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ سے ردّ کیا۔ دُوسرے کو وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ سے۔ اَب اگر بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ کو کنایہ اعزاز واکرام سے کہا جاوے جیسا کہ مرزا صاحب وَرَافِعُكَ اِلَیَّ میں فرماتے ہیں تو بمقتضائے قصرِ قلب کے چاہیئے کہ مابعد بَلْ یعنی اعزاز اور ماقبل اُس کا یعنی مقتولیت مجتمع نہ ہوں مع آنکہ مقتول مؤمنین میں سے اعلیٰ درجہ کا معزز و مکرم عنداللہ ہوتا ہے۔ قصر قلب میں اگرچہ تنافی بین الوصفین بنا بر تحقیق ضروری نہیں مگر احد الوصفین کا ملزوم نہ ہونا دُوسری وصف کے لیے نہایت ضروری ہے تاکہ مخاطب کا اعتقاد برعکس ما یذکرہ المتکلم کے متصور ہو۔ اور اگر رفع سے مُراد موت طبعی بعد واقعہ صلیب بعرصہ دراز مثل مرحوم مرزا صاحب کے لی جاوے تو بحسب مضمونِ بالا کے تصریح بہ بل بقی حیا ثم توفّٰہ اللہ ورفعہ الیہ کی ضروری ہے ورنہ فصاحت اور بلاغتِ قرآن کریم میں جو اعلیٰ وجوہ اعجاز اُس کے سے ہیں خلل واقع ہوگا متکلم بلیغ کی شان سے بالکل بعید ہے کہ مقتضائے مقام یعنی تمیز ضروری کو چھوڑ کر مزید براں ایسی کلام بولے جس کا معنے بحسب التبادر مخالف ہو معنے مُراد سے کیونکہ بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ سے تحقق رفع در وقتِ واقعہ صلیب یا قبل اُس کے بحسب محاورۂ قرآنیہ وغیرہ مفہوم ہوتا ہے۔ دیکھو بَلْ جَآءَ هُوَ بِالْحَقِّ جو بعد اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىہُ کے واقع ہے اور بارادہ موت طبعی کا رَفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ سے مع زعم تحقق اُس کے قبل از واقعہ صلیب مستلزم ہے وقوعِ کذب کو کلام الٰہی میں (العیاذ باللہ لانتفاء المحکی عنہ) بعد از قطعِ احتمالاتِ مذکورہ آیۃ بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ کی محکم ٹھہری رفعِ جسمی مسیح میں۔ لہٰذا اہلِ لسان اور محاورہ دان صحابہ اور سلف سے (رضوان اللہ علیہم اجمعین) رفع جسمی کو آیۃ ہذا سے ایسے سمجھے ہُوئے تھے کہ کسی سے اِس آیت کے معنے میں اختلاف مروی نہیں۔ اور اسی وجہ سے چُونکہ محکم ہے رفع جسمی میں تو مخصص ہوگی واسطے اُن آیات اور احادیث کے جو باعتبار عموم اپنے کے دال ہیں وفاتِ مسیح پر مثل قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اور مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوْسَةٍ الخ وغیرہ وغیرہ۔ اور یہی قرینہ صارفہ ہے ارادہ کرنے معنے موت کے تَوَفَّیْتَنِیْ سے اور مُتَوَفِّیْكَ سے بر تقدیر عدم تقدیم و تاخیر کے۔ اور یہی آیت بآواز بلند کہہ رہی ہے کہ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ میں حَیًّا ملحوظ نہیں ہے۔ اور یہی آیۃ قرینہ ہے حدیث فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ الخ میں فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ سے معنے غیر موت کا لینے کے۔ اور یہی آیۃ قرینہ ہے حدیث لَوْ كَانَ مُوْسٰى وَعِیْسٰى حَیَّیْنِ الخ میں بر تقدیر صحت کے حیات سے حیات فی الارض مُراد لینے کی۔ اور یہی آیۃ بعد از قطعِ احتمالاتِ مذکورہ کے اِستبعادِ عقلِ انسانی کو جو در بارہ مرفوع ہونے جسمِ مسیح کے بجسدہ العنصری آسمان پر تھا زائل کر رہی ہے۔

ھٰذہ الآیۃ تکفی جوابا لجمیع السوالات وان اجبنا لکل سوال تبرّعًا۔ محاورۂ قرآن کریم اور عرف بغیر تخصیص بلغۃ دون لغۃ اِس پر شاہد ہیں وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ○ ولدیت اور عبودیت تنافی ہیں تحقق میں۔ اَمْ یَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مجنونیت اور اتیان بالحق یعنی منجانب اللہ حق کو عباد کی طرف لانا متضاد نہیں۔ مثلاً زید کو میں نے مارا نہیں بلکہ اُس کو عزت دی۔ "عمر کو میں نے بھوکا نہیں چھوڑا بلکہ پیٹ بھر کے کھلایا۔" مارنا اور عزت دینی۔ ایسا ہی بھوک اور سیری باہم متضاد ہیں۔

بعد تمہید ہذا آیت وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ میں بھی حسب مقتضی کلمہ بَلْ مقتولیت اور مرفوعیت یعنی مسیح کے بارے

marfat.com
Marfat.com

جانے اور اُٹھائے جانے میں منافات اور عدم اجتماع فِی التحقق چاہیئے۔ اور ظاہر ہے کہ مابیَّن مارے جانے اور اُٹھائے جانے رُوح کے آسمان کی طرف کچھ منافات نہیں۔ دونوں امر معاً پائے جاتے ہیں۔ مقربین میں سے جو قتل کیا جاتا ہے اُن کی ارواح بھی عالم علوی کو اُٹھائی جاتی ہیں۔ اب بالضرور رفع جسمانی لینا پڑے گا کیونکہ مسیح کے قتل جسمی اور رفع جسمی دونوں میں تضاد اور تنافی ہے۔ اگر جسمِ مسیح یہُود کے ہاتھ مقتول ہو تو وہی جسم عالم بالا کی طرف مرفوع نہ ہوا۔ اور اگر مسیح بجسدہ العنصری بحفظ و امان اُٹھائے گئے تو یہُود کے ہاتھ میں مقتول نہیں ہو سکتے۔ اور یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ رَفَعَهُ اللّٰهُ میں رَفَعَ جو صیغہ ماضی ہے اس کی ماضویت کس کی نسبت ہے۔ اس کا ماضی ہونا بہ نسبت ماقبل بَلْ کے ہے جس کو باطل کرنا منظور ہے۔ وُہ کیا۔ قَتَلُوْهُ۔ اس امر کو ہم قرآنی شہادت سے ثابت کرتے ہیں دیکھو بَلْ جَآءَ هُمْ بِالْحَقِّ لانا آیاتِ قرآنی کا منجانب اللہ پہلے ہوا۔ بعدازاں نسبت جنُون کی کفار نے آپ کی طرف کی۔ اب بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ سے ثابت ہوا کہ تحقق رفع قبل از تحقق قتل زعمی یہُود کے ہوا ہے یعنی پہلے جسمِ مسیح بحفظ و امان آسمان کی طرف اُٹھایا گیا بعدازاں یہُود نے اُن کی شبیہ کو قتل کیا۔ اور بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کو قیاس يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ الخ پر کرنا بے جا ہے۔ کیونکہ اس میں خطاب نفس کی طرف ہے نہ جسم مع الرُّوح کو بخلاف رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کے۔ کہ مرجع ضمیر منصوب متصل کا یعنی رفع میں جو ضمیر ہے وُہ ہی مرجع ہے جو ماقبل اس کے مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ کے لیے ہے یعنی جسم مع الرُّوح۔

یہ بھی سمجھنا ضروری ہے کہ اصل واقعہ میں یا اُس کے علم میں تغیر کا ہونا اس امر کو نہایت مدخل ہے کلام کے حقیقت یا مجاز ہونے میں۔ ایک ہی کلام کبھی حقیقت ہوتی ہے معنے مُراد میں جب اصل واقعہ اعتقاداً یا بحسب نفس الامر ایک طرح ٹھہرایا جاتے اور اسی کلام کو بعینہ افراد

---

ﻟﮯ قولہ مابین الخ توضیح مقام آنکہ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ یا تو کنایہ ہوگا اعزاز اور رفع منزلت سے جیسا کہ مرزا صاحب بشہادت محاورہ اور حوالہ کتب لغت لیتے ہیں اس صورت میں ظاہر ہے کہ قتل اور قرب الٰہی میں تضاد نہیں بلکہ قتل اور شہادت موجب مستقل ہے رفع منزلت عنداللہ کے لیے سوائے نبوت کے اور یا مُراد اس سے رفع رُوحی بطریق موت طبعی کے ہوگا بقرینہ وعدہ توفی یعنی یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ۔ فقط لفظ مُتَوَفِّیْكَ اگرچہ مطلق موت پر دال ہے عام اس سے کہ اپنے آپ ہو یا بمباشرت قتل کے لیکن حصر جو مستفاد ہے ضمیر متکلم کے مسند الیہ اور صیغہ مشتق کے مسند بنانے سے مفید ہے موت طبعی کا۔ اس تقریر پر اگرچہ تضاد متحقق ہے مگر بلحاظ اس کے کہ ماضویت توفی اور رفع کی۔ بَلْ تَوَفَّاهُ اللّٰهُ وَرَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ میں بہ نسبت ماقبل کلمہ بَلْ کے ہوتی ہے چاہیئے کہ موت طبعی مسیح کی قبل از واقعہ قتل و صلیب زعمی متحقق ہو۔ حالانکہ کوئی مؤرخ نہ اسلامی نہ غیر اسلامی اس کی شہادت نہیں دیتا۔ بلکہ ابن عباس اور سائر اہل اسلام قاطبۃً الیٰ یومنا ہذا رفع جسمی مسیح کے قبل از واقعہ صلیب کے قائل ہیں۔ تفسیر نقلی صحابی کی چونکہ حکم مرفوع میں ہوتی ہے۔ بنا بر مسلمان کے لیے واجب التسلیم اور ضروری القبول ہوگی کیسے نہ ہو۔ رفع جسمی قبل از واقعہ صلیب کا مضمون جو اثر ابن عباسؓ میں عنقریب آئے گا نہ تو معتقد بہ یہُود اور نصاریٰ کا تھا تاکہ احتمال روایت ابن عباسؓ کا اہل کتاب سے ہو اور نہ خود ابن عباسؓ اس مضمون کو اپنے اختراع سے پیدا کر سکتے ہیں۔ لہٰذا یہی ماننا پڑے گا کہ بالضرور ابن عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ اور مؤرخ غیر اسلامی یعنی یہُود و نصاریٰ ——— ——— موت بالقتل والصلیب مسیح کے قائل ہیں۔ اور مرزا صاحب موت طبعی بعد از واقعہ صلیب کے معتقد ہیں حسب زعم ان کے بَلْ بَقِیَ حَیًّا ثُمَّ تَوَفَّاهُ اللّٰهُ وَرَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ چاہیئے تھا۔ الحاصل تقدیر مذکور مستلزم ہے فقدان محکی عنہ کی وجہ سے وقوع کذب کو۔ العیاذ باللہ آیت مذکور میں بعد بطلان احتمالات مذکورۃ الصدر کے یہی متعین ہوا کہ مُراد رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ سے رفع جسمی ہے اور تَوَفَّاهُ اللّٰهُ سے جو قبل از رَفَعَهُ اللّٰهُ کے بقرینہ وعدہ مقدر ہے معنے بَعَثَهُ اللّٰهُ کا۔ آیۃ مذکور جیسا کہ نص ہے ابطال افترا یہُود اور رفع جسمی مسیح میں ایسے ہی قرینہ صارفہ ہے ارادہ معنے موت کے لیے مُتَوَفِّیْكَ اور فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ سے اور یہی وجہ ہے قول بالتقدیم والتاخیر کی۔ آیۃ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ میں بر تقدیر ارادہ معنے موت کے مُتَوَفِّیْكَ سے۔ باقی رہا یہ زعم کہ لفظ توفی کا قرآن کریم میں فقط معنے موت ہی میں مستعمل ہے یہ صرف سادہ لوحوں اور بودوں کا خیال ہے۔ اس کی تحقیق عنقریب آئے گی۔ انشاء اللہ۔ ۱۲

marfat.com

Marfat.com

مجاز میں سے شمار کیا جاتا ہے جس حالت میں کہ اصل واقعہ دگرگوں قرار دیا جائے۔ مثلاً اَنْبَتَتِ الرَّبِیْعُ الْبَقْلَ یعنی موسم ربیع نے ترکاری اگائی جس حالت میں کہ قائل اس کا مومن ہو۔ مجاز ہوگا کیونکہ وُہ اسناد ہے الیٰ غیر ما ہو لہٗ عند المتکلم۔ اَور یہی قول حقیقت کی اشلہ میں شمار کیا جائے گا۔ جب کہ قائل اس کا جاہل ہو یعنی وُہ شخص جس کے اعتقاد میں فی الواقع اگانے والی موسم ربیع ہے کیونکہ حسب اعتقاد اس کے اسناد فعل کی الیٰ ما ہو لہٗ اس کلام میں واقع ہے۔ اقسام اس بحث کے بہت ہیں۔ ناظرین کی ملالت اَور تشویش کے باعث اِسی پر اکتفا کی جاتی ہے۔

ایسے کشف فلان عن ساقہٖ۔ فلانے نے اپنی پنڈلی سے پردہ اُٹھایا جس حالت میں کہ فلانے نے فی الواقع اپنی ساق کو بروقت گذرنے کے پانی سے یا کسی اَور تقریب سے برہنہ کیا۔ یہ کلام حقیقت ہوگی یعنی لفظ کشف اَور ساق اپنے اپنے معنے حقیقی میں مستعمل ہوں گے۔ اَور درحالیکہ فلانے نے پنڈلی کو برہنہ نہیں کیا بلکہ کسی کام کی تیاری میں مصرُوف ہو رہا ہے۔ اُس وقت یہی کلام کشف فلان عن ساقہٖ کنایہ ہوگی مُستعد ہونے سے اُس کام پر۔

اَب اگر کوئی ظاہر بین[1] اُردُو خوان نام کا مولوی کسی کتاب میں دُوسرے معنے کو جو حسب محاورہ ہے معنے کنائی اَور کلام مذکُور کو کنایہ لکھا ہُوا دیکھ کر منحصر ہونا اس کلام کا معنے استعدادہی میں بشہادت محاورہ سمجھ لے تو منشاء اس کا بجُز جہالت کے اَور کیا ہے۔ لفظ رفع کا صلہ جب الیٰ واقع ہو تو بہر حال اُس کو اسی معنے میں یعنی کسی کو کسی کے ساتھ نزدیک کرنا اَور مرتبہ دینا منحصر سمجھنا بشہادتِ محاورہ جس کو اہل لغت نے بھی بیان کیا ہے اِسی قبیل سے ہے جو بیان کر چکا ہُوں یعنی جہالت ہے۔ حدیث شریف میں یہی محاورہ ہے فرفعہٗ الیٰ یدہٖ۔ ای رفعہ الےٰ غایۃ طول یدہٖ لیراہ الناس فیفطرون (مجمع البحار) رفع جسمی میں وارد ہے بغیر رفع منزلت کے ایسا ہی یرفع الحدیث الےٰ عثمان اَور یرفعہ الی النبی صلعم۔ اَور ایسا ہی یرفع الیہ عمل اللیل قبل عمل النھار۔ ای الی خزائنہ لیضبط الی یوم الجزاء (مجمع البحار) اِن سب میں یہی محاورہ اُٹھانے چیز میں بعینہٖ جوہر ہو یا عرض مدخُول الیٰ کی طرف مستعمل ہے بغیر ارادہ رفع مرتبہ کے۔ مانحن فیہ میں جب اثر صحیح ابن عباس رضؓ وغیرہ کا دربارہ مرفوع ہونے جسم مسیح کے اَور نص بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کی جو کئی وجُوہ سے شہادت رفع جسمی مسیح پر دیتی عنقریب بیان ہوں گے۔ پھر اصل واقعہ کو خیال نہ کرنا اَور رفع کو فقط رفع بحسب المرتبہ میں منحصر سمجھ لینا خطاء در خطاء ہے۔ ایک تو صاحب صراح وغیرہ کی غرض نہ سمجھی اُنھوں نے تو استعمال رفع کا درحالتِ صلہ واقع ہونے الیٰ کے معنے رفع منزلت اَور علوِ قدر میں ذکر کیا یعنی لفظ رفع کا اس حالت میں معنے مذکور میں استعمال ہوتا ہے یعنی بشرطِ مطابقت اصل واقعہ اَور ارادہ اس معنے کے نہ یہ کہ جہاں رفع کا صلہ ہو الیٰ ہو بالضرور رفع منزلت بغیر رفع جسمی کے مدلُول لفظ رفع کا ہوگا۔ اگرچہ ارادہ متکلم کا ادا کرنے معنے رفع جسمی کا بعبارتِ مذکُورہ بھی ہو۔ کشف عن الساق کو جو کنایۃً[2] بحسبِ محاورہ تیار ہونے سے ٹھہراتے ہیں۔ اِس کا یہ مطلب نہیں کہ کسی وقت معنی حقیقی پر دال نہ ہوگا۔

الغرض صلہ الیٰ قرینہ صارفہ ارادہ معنے رفع جسمی سے نہیں بلکہ مجوّزہ ہے ارادہ معنے رفع منزلت کے لیے بروقت موجُود ہونے قرینہ

---

[1] حضرت مؤلف قدس سرہٗ چونکہ حکیم الامّت تھے اِس لیے آپؒ نے خُداداد نگاہِ بصیرت سے آنے والے دَور میں گمرہی کے دو بڑے سبب بیان فرمائے ایک دینی علوم اَور اُن کے موقوف علیہ الآلی علوم سے بے بہرہ ہونا اَور فقط سرسری طور پر اُردُو تراجم پڑھ کر ہمچوں ما دیگرے نیست کا دعویٰ جسے آپ موجودہ اُردو خوان اَور زعمی مولویوں کا کارنامہ قرار دیتے ہیں۔ دُوسرا مروجہ مغربی سائنس اَور فلسفہ کے اصُول کو قطعی سمجھ کر قرآن و احادیثِ متواترہ سے انکار، جس کا بانی تعلیم یافتگان لندن کو قرار دیا ہے کیونکہ وُہ برطانوی دَور کا عرُوج تھا۔ ورنہ اسلامی شعائر و احکام اَور دین کے اصُول کے خلاف نظریات رکھنے والے سب اِس میں داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے محفُوظ رکھے۔ فیض عفی عنہ

[2] معنے کنائی حقیقی کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے نہ مجازی۔ ۱۲ مطول

marfat.com
Marfat.com

صارفہ کے یعنی لفظ رفع سے مُراد رفع بحسب المرتبہ نہ ہوگا۔ مگر اُسی صُورت میں کہ صلہ اس کا کلمہ الیٰ واقع ہو نہ بالعکس یعنی یہ نہیں کہ جس جگہ صلہ اُس کا الیٰ ہو اُس جگہ بغیر اس رفع منزلت کے رفع جسمی پر دال نہ ہوگا مطلقہ عامہ کو محصُورہ کلیہ سمجھ لیا۔ دُوسری خطا یہ ہے کہ رفع جسمی اور رفع بحسب الدرجہ میں تبائن کلی اور منافاۃ فی التحقق سمجھ لی۔ حالانکہ ما نحن فیہ میں تو رفع جسمی کی صُورت میں رفع بحسب القدر بالاولیٰ اور بالاحسن معلوم ہوتا ہے۔

اِس تحقیق سے ناظرین کو اچھی طرح مرزا صاحب اور اُن کے مخلصین کا دھوکا کھانا معلوم ہو سکتا ہے۔ القول الجمیل تصدیق المثیل کے صفحہ ۵۹ و ۶۰ کو مُلاحظہ کریں۔ مرزا صاحب اور اُن کے اتباع فرماتے ہیں کہ قرآن یا حدیث میں لفظ سما جس کا معنے آسمان ہے متعلق رفع اور نزول مسیح کے نہیں آیا یعنی رفعہ اللہ الی السماء اور ینزل من السماء۔ بھلا صاحب یہ تو فرمایئے کہ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ جس کا مدلُول خدا کی طرف مرفوع ہونا ہے رفع رُوحانی ہی سہی کس طرح متحقق ہوگا۔ اور ایسا ہی اِرْجِعِيْ اِلٰى رَبِّكِ اپنے رب کی طرف رجُوع نفس کی صُورت کیا ہوگی۔ اور اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ میں چڑھ جانا کلماتِ طیبہ اور عملِ صالح کا مرفوع ہونا خُدا کی طرف کیسے ہوگا۔ یہی تو فرماویں گے جیسا احادیث میں وارد ہے کہ خُدا کی طرف مرفوع ہونا یا رجوع ہونا یا چڑھ جانا۔ اس کی یہی صُورت ہے کہ آسمان کو جو محل ہے عبادِ مکرمین کا قرارگاہ ان کی بنائی جائے۔ نہ کہ سوائے آسمان کے زمین میں یا آسمان اور زمین دونوں سے باہر رکھ دیا جائے۔ ایسا ہی رفع جسمی کی صُورت میں بھی لفظ اِلَيْهِ کا لاحظہ فرما کر سماء کو مذکور سمجھیں۔ پس رفع الی اللہ اور رفع الی السماء۔ ایسا ہی رجوع الی الرب اور صعود الی السماء متساوق فی المعنے ہیں۔ احادیث میں تو صراحۃً بھی آگیا ہے۔ اور رسالہ ہٰذا میں عنقریب ناظرین مُلاحظہ فرما سکتے ہیں۔

آیۃ مذکورہ یعنی بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ جیسا کہ اثبات رفع جسمی مسیح اور ابطال افتراء یہود کہ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ کہتے تھے۔ اور تردید عقیدہ نصاریٰ باتباعِ یہود فرما رہی ہے۔ ایسا ہی تکذیب عقیدہ فرقہ نیچریہ اور مرزائیہ کی بشہادت سیاق و آثارِ صحابہ و احادیثِ صحیحہ کر رہی ہے۔ احادیثِ صحیحہ کے نام لینے میں میں بھول گیا ہوں۔ حضرت سائل تحقیق اور استفسار سے ہی نہ رہ جائیں۔ کیونکہ ان کے اصُول موضوعہ میں سے تقابل قرآن اور حدیث صحیح بھی ہے۔ اِس مغالطہ سے بڑے کام نکلتے ہیں جب عوام کالانعام سے مخاطب ہو کر پُوچھتے ہیں کہ بتاؤ میاں خداوند کریم کی کلام پاک مقدم ہے یا بندہ کی۔ ناچار مخاطبین حسب لیاقت اپنی کے یہی بول اُٹھتے ہیں کہ خُدا کی کلام اور بندہ کی کلام میں اتنا فرق ہے جس قدر کہ دونوں متکلموں کا آپس میں یعنی خُدائے عزّوجل اور بندہ میں۔ خُدا خُدا اور بندہ بندہ۔ یہ کوئی نہیں کہتا۔ اجی حضرت آپ سوال تقدیم و تاخیر من حیث العظمۃ والمنزلت سے فرما رہے ہیں یا من حیث التفصیل والبیان سے۔ اگر من حیث العظمۃ ہے تو سب اہلِ اسلام کلامِ الٰہی کو زائد العظمۃ مانتے ہیں۔ لہٰذا نماز کا رُکن کلامِ الٰہی[1] ہو سکتی ہے نہ حدیث۔ اور اگر بجہت التفصیل و تشریح فرماتے ہیں تو حدیث شریف مقدم ہے۔ کیا معنے کہ پہلے مضمون تفصیلی حدیث شریف ہمارے اذہان میں آئے گا تب اجمالِ آیت کو ہم سمجھیں گے۔ ہاں صحت میں غور کرنا نہایت ضروری ہے۔ اُس رحمۃ للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو حکیم مطلق لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ نے اِسی لیے برزخ مابین اپنے اور ہمارے قرار دیا ہے کہ برزخ کی پرلی طرف کی بات برزخ ہی کے مُنہ مُبارک سے بعد تشریح سُن لیویں۔ کیونکہ جیسا کہ قولہٗ تعالیٰ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا اور اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا اور وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔ اور وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۔ اور حدیث شریف اَلَا اِنِّيْ اُوْتِيْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ یعنی اَلسُّنَّةَ اِسی برزخ سے

---

[1] یعنی بلحاظِ عظمت کلامِ الٰہی مقدم ہے۔ اِسی لیے نماز میں قرآن پڑھنا رُکن ہے حدیث پڑھنا نہیں۔ فیض عفی عنہ

marfat.com
Marfat.com

مخصُوص ہے ایسا ہی ذمہ واری اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ اُسی کو شایان ہے۔ فَسُبْحَانَ مَنْ خَلَقَهٗ وَاَجْمَلَهٗ وَاَکْمَلَهٗ وَعَلَّمَهٗ وَاَدَّبَهٗ فَاَحْسَنَ تَادِیْبَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

فرقہ مرزائیہ عیسیٰؑ بن مریم کے مصلُوب ہونے یعنی صلیب پر چڑھانے کے یہُود اور نصاریٰ کی طرح معتقد ہیں۔ فقط صلیب پر مر جانے میں باہم مختلف ہیں یہُود اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ مسیح صلیب پر مر گئے۔ اور مرزائیہ صلیب سے زندہ اُتار کر بعد ۸۷ سال کے کشمیر خاص سری نگر میں دفن کرتے ہیں۔ ایام الصلح صـ۱۱۲ [1]۔ اِس کا بطلان رَفَعَهُ اللّٰهُ کی ماضویت سے جو بہ نسبت ماقبل بَلْ یعنی مَاقَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ کے ثابت کی گئی ہے۔ اصل کتاب سے اور فائدہ جلیلہ سے جو منہیہ میں لکھ چکا ہُوں۔ بخوبی ناظرین معلوم کر چکے ہیں۔ اور یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ مُراد ماقبل بَلْ سے نفس قتل اور صلب ہے قطع نظر منفی ہونے اُس کے سے کیونکہ نفی حکایت میں ہے نہ محکی عنہ میں۔ اِس تقریر سے جو صراحۃً نظم قرآنی سے بھی جاتی ہے۔ ظاہر ہو گیا کہ سید احمد صاحب اور مرزا صاحب اور مصنف تفسیر حضرت شاہی کو مَاصَلَبُوْهُ کے معنے میں جو ان صاحبوں نے روایاتِ اناجیل کے مُلاحظہ سے لیا ہے سخت دھوکا ہُوا کہتے ہیں مَاصَلَبُوْهُ یعنی یہُود نے مسیح کی ہڈیوں کو نہ توڑا۔ ازالہ اوہام صـ۳۷۸ سے صـ۳۸۲ تک تفسیر حضرت شاہی صـ۱۹ فتامل۔ ایسا ہی اِستشہاد میں معنے مذکُور پر ساتھ عبارت قامُوس کے وَالْعِظَامَ اِسْتَخْرَجَ وَدَکَهَا۔ اور اس حدیث کے لَمَّا قَدِمَ مَکَّةَ اَتَاهُ اَصْحَابُ الصُّلْبِ بسکُون اللام وضمها وفتحها ای الذین یجمعون العظام ویستخرجون ودکها ویأتدمون به۔ کیونکہ قامُوس کی عبارت کا مفہوم چکنائی کا نکالنا اور شوربا بنانا ہے۔ اور اگر ہڈیوں کا توڑنا بخیال اس کے کہ شوربا بغیر اس کے نہیں بن سکتا صُلب کا معنے قرار دیا جائے تو چاہیے کہ موت طبعی اُس جانور کی یا ذبح اُس کا بھی مدلُول اُس کا ٹھہرایا جائے۔ اور حدیث میں لفظ اصحاب الصّلب سے معنے مذکُور سمجھا گیا۔ کیونکہ صُلب کا معنی چکنائی اور اصحاب الصّلب کا معنی چکنائی والے لوگ۔ ہڈیوں کا توڑنا تو لفظ اصحاب کا مدلُول ہے اور نہ صُلب کا۔ دیکھو قامُوس اور مجمع البحار۔ صلیب پر چڑھانے میں تو نظم قرآنی اور احادیث نزول کو جو اِستلزامًا رفع جسمی سے خبر دے رہی ہیں اُن سب کو سلام کہہ کر روایاتِ اناجیل سے کام لیا۔ بعد از واقعہ صلیب مسیح کا زندہ رہنا اور عرصہ دراز کے بعد کشمیر میں مدفُون ہونا۔ اِس میں اناجیل کو بھی چھوڑا۔

---

[1] سچ ہے ”دروغ گو را حافظہ نہ باشد“ مرزا جی ازالہ اوہام میں تو لکھتے ہیں کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں فوت ہُوا مگر ایام الصلح میں سری نگر یاد آ گیا۔ بہر حال اس دروغ کا پردہ عُلمائے اِسلام نے اپنی تصانیف میں اچھی طرح چاک کیا۔ اور حضرت مؤلف نے اِس کا سیفِ چشتیائی میں پُوری طرح رد فرمایا ہے۔

فیض عفی عنہ

marfat.com

Marfat.com

## وجوہاتِ بُطلانِ مذہبِ مرزائیّہ دربارۂ رفعِ عیسٰی علیہ السّلام

بُطلان اِس مذہبِ خانہ زاد کا آیۃ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ سے بشہادت کلمۂ بَلْ ایک وجہ سے تو ظاہر ہو چکا ہے۔ دُوسری وجہ بُطلان کی اِتحادِ مرجع ہے دونوں ضمیروں منصوب متصل کا جو واقع ہیں مَاقَتَلُوْهُ اور بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ میں مَاقَتَلُوْهُ میں مرجع ضمیر کا چونکہ جسم مع الرُّوح ہے بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ میں بھی نظر بہ اِتحاد وُہی مجمُوع مرجع ہوگا نہ فقط رُوح۔

تیسری وجہ بُطلان کی یہ ہے کہ حق سُبحانہٗ وتعالٰی سلکِ جرائمِ یہُود میں فقط اِفترا اور بہتان اُن کا ذکر فرماتا ہے یعنی وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ فرمایا۔ اور فقط ذکر قتل یا صلیب پر چڑھانے کا بغیر اِنضمام قول کے نہیں کیا۔ یعنی وَقَتْلِهِمُ الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وصلبھم نہیں فرمایا۔ صلیب پر چڑھانا اور کُوچہ بکُوچہ رُسوا کرنا اور مار پیٹ سے تکلیف دینا یہ تو بڑا سنگین جُرم اور مُوجبِ غضبِ اِلٰہی ہے بہ نسبت اِس کے کہ فقط اِفترا یا جھُوٹ بول دیا ہو۔ اِس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ فی الواقع مسیح مقتول اور مصلوب نہ تھے بلکہ ایک اور شخص مسیح کے حواریوں میں سے اللہ تعالٰی فرماتا ہے وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ط یعنی یہُود نے مشورہ مسیح کے قتل کرنے کا کیا تھا مگر ہم بڑے اسباب بچاؤ کے جانتے ہیں مسیح کو تو ہم نے اُٹھا لیا اور اس کی شبیہ کو مقتول اور مصلوب کرایا۔ یہُود نے حسبِ زعم اپنے کے یہ کہنا شروع کیا کہ ہم نے مسیح ابنِ مریم کو جو رسُول منجانب اللہ کہلاتا تھا مصلوب کر کے مار ڈالا۔ مگر یہُود اِس قتلِ مسیح کے بارہ میں مشکک تھے اور نصاریٰ بھی باتباعِ یہُود مسیح کی مقتُولیت اور مصلُوبیت کے قائل ہُوئے بغیر اُن چند حواریوں کے جو اُس گھر میں جس میں سے مسیح مرفُوع اِلی السماء ہُوئے موجُود تھے۔ القصہ اللہ جل شانہٗ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس واقعے سے خبر دی کہ یہُود اِس قول میں کہ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ مُفتری ہیں اور یقینی طور پر اِنَّا قَتَلْنَا نہیں کہتے بلکہ اِس میں بھی مشکک ہیں۔ اور واقعی امر تو یہ ہے کہ مسیح کو اُنھوں نے مقتول اور مصلُوب نہیں کیا بلکہ اُس کے شبیہ کو۔ اور مسیح کو تو ہم نے اُن کی اِیذا سے بچانے کے لیے آسمان پر اُٹھا لیا۔ اس کے بعد فرمایا وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا یعنی یہ خیال مت کرو کہ جسمِ عنصری آسمان پر کس طرح جا سکتا ہے۔ کیونکہ ہمارا نام عزیز ہے باعزت اور باغلبہ اور ہم اِس رفعِ جسمی پر غالب ہیں۔ ہمارے سامنے کوئی بڑی بات نہیں حَكِيْمًا ط یعنی ہم باحکمت ہیں۔ کوئی کام ہمارا حکمت سے خالی نہیں ہوا کرتا اِس مسیح کے اُٹھانے اور بقیہ ایامِ حیوۃ پُورے کرنے میں بھی ایک حکمت ہے۔ وُہ کیا؟ ان کو ہم اپنے حبیب النبی اور شاہدِ ہم رازی صلی اللہ علیہ وسلم کے خُدّام اور خلفا سے بنائیں کیونکہ اُس نے یہ منصب ہماری بارگاہ سے بہ نالہائے نیم شبی اور دُعاہائے سحری مانگا ہوا ہے۔ گو کہ ہم زمین میں بھی اُس کے محفُوظ رکھنے اور بچانے پر اِیذاءِ یہُود سے قادر ہیں۔ مگر ہماری حکمت کا مقتضٰے یہی ہے کہ ہر چیز کے ساتھ معاملہ حسبِ اِستعداد و مادۂ فطرتی اُس کے کیا جائے۔ نفخِ رُوح القدس مریم کے گریبان میں چونکہ منجملہ اس کے اسبابِ فطرتی کے تھا۔ اور تشبہ بالملائکہ ممتاز طرق پر اُس کو حاصل تھا۔ لہٰذا آسمان پر رہنا اُس کا مُوجبِ تعجب اور خلافِ حکمت نہیں۔ یہاں تک تو حاصل ہے اِس آیتِ کریمہ کا۔ وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ط وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ط مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ط وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

---

marfat.com
Marfat.com

# احادیثِ مُبارکہ

قال ابن ابی حاتم حدثنا احمد بن سنان حدثنا ابومعاویة عن الاعمش عن المنهال ابن عمرو عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال لما اراد اللہ ان یرفع عیسٰی الی السماء خرج علی اصحابہ وفی البیت اثنا عشر رجلا من الحواریین - یعنی فخرج علیھم من عین فی البیت ورأسہ یقطر ماء فقال ان منکم من یکفر بی اثنا عشر مرة بعد ان اٰمن بی قال ثم قال ایکم یلقی علیہ شبھی فیقتل مکانی ویکون معی فی درجتی فقام شاب من احدثھم سِنًّا فقال لہ اجلس ثم اعاد علیھم فقام ذٰلک الشاب فقال اجلس ثم اعاد علیھم فقام ذٰلک الشاب فقال انا فقال ھو انت ذٰک فالقی علیہ شبہ عیسٰی ورفع عیسٰی من روزنة فی البیت الی السماء قال وجاء الطلب من الیھود فاخذوا الشبہ فقتلوہ ثم صلبوہ فکفر بہ بعضھم اثنی عشر مرة بعد ان اٰمن بہ وافترقوا ثلاث فرق فقالت فرقة کان اللہ فینا ماشاء ثم صعد الی السماء وھؤلاء الیعقوبیة - وقالت فرقة کان فینا ابن اللہ ماشاء ثم رفعہ اللہ الیہ وھؤلاء النسطوریة وقالت فرقة کان فینا عبداللہ ورسولہٗ ماشاء اللہ ثم رفعہ اللہ الیہ وھؤلاء المسلمون - فتظاھرت الکافرتان علی المسلمة فقتلوھا فلم یزل الاسلام طامسا حتّٰی بعث اللہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم - وھذا اسناد صحیح الی ابن عباس ورواہ النسائی عن ابی کریب عن ابی معاویة بنحوہ وکذا ذکر غیر واحد من السلف انہ قال لھم ایکم یُلقی علیہ شبھی فیقتل مکانی وھو رفیقی فی الجنة - (انتہٰی - تفسیر ابن کثیر)

ترجمہ :- فرمایا ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جب خُداوندکریم نے عیسٰے علیہ السلام کے آسمان پر اُٹھانے کا ارادہ کیا تو حضرت عیسٰی علیہ السلام مکان میں جو چشمہ تھا اُس سے باہر نکل کر اس حال میں کہ آپ کے سرِمُبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے اپنے بارہ حواریوں کے پاس تشریف فرما ہُوئے اَور فرمایا کہ بے شک تم میں سے ایک شخص مجھ پر ایمان لانے کے بعد بارہ مرتبہ کافر ہوگا۔ بعدازاں فرمایا کہ کون شخص ہے تم میں سے جس پر میری شباہت ڈالی جائے اَور میری جگہ وُہ مقتول ہو اَور میرے درجہ میں میرے ساتھ رہے۔ پس ایک نوجوان شخص نے کھڑے ہوکر عرض کی کہ میں ہُوں یارسُول اللہ۔ تو حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اُس کو فرمایا کہ تُو بیٹھ جا۔ اَور آپ نے دوبارہ پھر اُسی لفظ کا اعادہ فرمایا پھر وُہی شخص کھڑا ہوا۔ غرض چوتھی مرتبہ عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا کہ تُو ہی وُہ شخص ہے پھر عیسٰی علیہ السلام کی شباہت اُس شخص پر ڈالی گئی۔ اَور عیسٰے علیہ السلام مکان کے روشندان سے آسمان کی طرف اُٹھائے گئے۔ بعدازاں یہُود کے جاسُوس آئے اَور اُس شبیہ کو پکڑا اَور اُسی شبیہ کو مقتُول اَور مصلُوب کیا۔ پھر بعض اشخاص بارہ مرتبہ عیسٰے علیہ السلام سے پھر گئے بعد ایمان کے۔ اَور اس کے بعد تین فرقے ہوگئے۔ ایک فرقہ اس امر کا قائل ہوا کہ ہم میں خُدا رہا جب تک چاہا۔ پھر آسمان کی طرف چڑھ گیا۔ اس فرقہ کو یعقوبیہ کہتے ہیں۔ دُوسرے فرقے نے کہا کہ خُدا کا بیٹا جب تک چاہا ہم میں رہا۔ بعدہٗ خُداوندکریم نے اُس کو اُٹھالیا۔ اِس گروہ کا نام نسطوریہ ہے۔ تیسرے فرقے کا یہ مذہب تھا کہ خُدا کا بندہ اَور اُس کا رسُول ہمارے گروہ میں رہا جب تک خُداوندکریم نے چاہا۔ پھر اللہ تعالٰی نے اپنی طرف اُٹھالیا۔ اِس گروہ کو مسلمان کہتے ہیں۔ پھر دونوں فرقے کافروں کے فرقہ مُسلمہ پر غالب آئے اَور اُس کو قتل کر ڈالا۔ پھر ہمیشہ اِسلام معدُوم رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالٰی نے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعُوث فرمایا۔ اَور یہ اسناد صحیح ہے ابنِ عباس کی طرف اَور روایت کیا اِس اثر کو نسائی نے ابی کریب سے اس نے ابی معاویہ سے مثل طریق مذکُور کے اَور اسی طرح ذکر کیا بہتیروں عُلماءِ سلف نے اس امر کو کہ فرمایا عیسٰے علیہ السلام نے تم میں سے جس پر ڈالی جائے شباہت میری اَور قتل کیا جائے میری جگہ وُہ رفیق میرا ہوگا جنت میں۔ انتہٰی۔

marfat.com

Marfat.com

ایضاً اخراج کیا اس اثر کو عبد بن حمید اور ابن مردویہ نے۔ واخرج عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر عن مجاهد فی قوله تعالیٰ شُبِّهَ لَهُمْ۔ قال صلبوا رجلا غیر عیسیٰ شبهوه بعیسیٰ یحسبونه ایاه ورفع الله الیه عیسیٰ حیًّا۔

ترجمہ۔ فرمایا مجاہد نے صلیب یعنی دار پر چڑھایا یہود نے شبیہ عیسٰی علیہ السلام کو اس حال میں کہ گمان کرتے تھے اُس شبیہ کو مسیح اور اُٹھالیا اللہ نے مسیح کو زندہ آسمان پر۔

واخرج عبد ابن حمید وابن جریر وابن المنذر عن قتادة وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ قال اولٰئك اعداء الله الیهود افتخروا بقتل عیسیٰ وزعموا انهم قتلوه وصلبوه وذکر لنا انه قال لاصحابه ایکم یقذف علیه شبهی فانه مقتول قال رجل من اصحابه انا یا نبی الله فقتل ذٰلك الرجل ومنع الله نبیه ورفعه الیه۔ (دُرِّ منثور)

ترجمہ۔ فرمایا قتادہ تابعی جلیل نے یہود نے جو دشمن اللہ کے ہیں فخر کیا اور گمان کیا ساتھ قتل اور صلب عیسٰی علیہ السلام کے فرماتے ہیں قتادہ یہ گمان غلط ہے اس لیے کہ پہنچی ہے ہم کو یہ بات کہ فرمایا عیسٰی علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو۔ کون ہے تم میں سے جس پر شباہت میری ڈالی جائے اور قتل کیا جائے۔ عرض کی ایک نے میں ہُوں اے رسول اللہ کے۔ پس قتل کیا گیا وُہ شخص اور باز رکھا اللہ نے عیسٰی علیہ السلام کو قتل ہونے سے بایں طور کہ اُٹھالیا اللہ نے اُن کو زندہ آسمان پر۔

واخرج ابن جریر عن السدی قال ان بنی اسرائیل حصروا عیسیٰ وتسعة عشر رجلا من الحواریین فی بیت فقال عیسیٰ لاصحابه من یاخذ صورتی فیقتل وله الجنة فاخذها رجل منهم وصعد بعیسیٰ الی السماء فذالك قوله وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ ۝

ترجمہ۔ اور اخراج کیا ابن جریر نے سدی سے۔ فرمایا سدی نے محاصرہ کیا یہود نے عیسٰی علیہ السلام کا بمعہ حواریوں کے بیچ ایک مکان کے پس فرمایا عیسٰی علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو تم میں سے کون قبول کرتا ہے صُورت میری تاکہ قتل کیا جائے بجائے میرے اور واسطے اُس کے جنت ہو۔ پس قبول کیا اُن میں سے ایک نے اور اُٹھائے گئے عیسٰی علیہ السلام طرف آسمان کی۔ یہی ہے مضمون خداوند کریم کے قول وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ ۝ کا۔

واخرج ابن جریر عن ابی مالك وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ قال ذٰلك عند نزول عیسیٰ ابن مریم لا یبقیٰ احد من اهل الکتٰب الا امن به اور اخراج کیا ابن جریر نے ابی مالک سے بیچ تفسیر قول خداوند کریم وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ کے۔ فرمایا اُنہوں نے یہ نزدیک نزول عیسٰی ابن مریم کے یعنی اُس زمانہ میں جو اہل کتاب ہوگا ایمان لائے گا ساتھ عیسٰی علیہ السلام کے۔

واخرج عبد ابن حمید وابن المنذر عن شهر ابن حوشب فی قوله وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ عن محمد بن علی بن ابی طالب هو ابن الحنفیة قال لیس من اهل الکتٰب احد الا اتته الملٰئکة یضربون وجهه ودبره ثم یقال یا عدو الله ان عیسیٰ روح الله وکلمته کذبت علی الله وزعمت انه الله۔ ان عیسیٰ لم یمت وانه رفع الی السماء وهو نازل قبل ان تقوم الساعة فلا یبقیٰ یهودی ولا نصرانی الا امن به۔

ترجمہ۔ روایت ہے محمد بن علی بن ابی طالب سے بیچ تفسیر آیۃ مذکورہ کے۔ ہر ایک اہل کتاب کو ملائکہ ماریں گے اور کہیں گے کہ جھوٹ بولا تم نے کہ مسیح خُدا ہے بلکہ عیسٰی علیہ السلام رُوح اور کلمہ خُدا کا ہے۔ اور عیسٰی علیہ السلام فوت نہیں ہُوئے اور وُہ اُٹھائے گئے آسمان پر پھر نازل ہوں گے پہلے قیامت کے پس کُل اہل کتاب ایمان لائیں گے ساتھ عیسٰی علیہ السلام کے۔

وکان من خبر الیهود علیهم لعائن الله وسخطه وغضبه وعقابه انه لما بعث الله عیسیٰ ابن مریم بِالْبَیِّنٰتِ

marfat.com
Marfat.com

والهذے حسدوہ علی ما آتاہ اللہ تعالیٰ من النبوة والمعجزات الباهرات التی کان یبرء بها الاکمه والابرص ویحی الموتیٰ باذن اللہ ویصور من الطین طائرا ثم ینفخ فیه فیکون طائرا یشاهد طیرانه باذن اللہ عزوجل الی غیر ذٰلک من المعجزات التی اکرمه اللہ بها واجراها علی یدیه ومع هذا کذبوه وخالفوه وسعوا فی اذاته بکل ما امکنهم حتی جعل نبی اللہ عیسٰی علیه السّلام لا یساکنهم فی بلدة بل یکثر السیاحة هو وأمّه علیهما السّلام ثم لم یقنعهم ذٰلک حتی سعوا الی ملک دمشق فی ذٰلک الزمان وکان رجلا مشرکا من عبدة الکواکب وکان یقال لاهل ملته الیونان وانهوا الیه ان فی بیت المقدس رجلا یفتن الناس ویضلهم ویفسد علی الملک رعایاه فغضب الملک من هذا وکتب الی نائبه بالقدس ان یحتاط علی هذا المذکور وان یصلبه ویضع الشوک علی رأسه ویکف اذاه عن الناس فلما وصل الکتاب امتثل والی بیت المقدس ذٰلک وذهب هو وطائفة من الیهود الی المنزل الذی فیه عیسٰی علیه السلام وهو فی جماعة من اصحابه اثنی عشرا او ثلاثة عشر وقیل سبعة عشر نفرا وکان ذٰلک یوم الجمعة بعد العصر لیلة السبت فحصروه هنالک فلما احس بهم وانه لا محالة من دخولهم علیه او خروجه الیهم قال لاصحابه ایکم یُلقیٰ علیه شبهی وهو رفیقی فی الجنة فانتدب لذلک شابٌّ منهم فکانه استصغره عن ذٰلک فاعاده ثانیة وثالثة وکل ذٰلک لا ینتدب الا ذٰلک الشاب فقال انت هو والقی اللہ علیه شبه عیسٰی حتی کانه هو وفتحت روزنة من سقف البیت واخذت علیه السّلام سنة من النوم فرفع الی السماء وهو کذلک کما قال اللہ تعالیٰ اِذۡ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیۡسٰۤی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ ۔الآیۃ۔ فلما رفع خرج اولٰئک النفر فلما رأی اولٰئک ذٰلک الشاب ظنوا انه عیسٰی فاخذوه فی اللیل وصلبوه ووضعوا الشوک علی رأسه واظهر الیهود انهم سعوا فی صلبه وابتهجوا بذٰلک وسلّم لهم طوائف من النصاریٰ ذٰلک لجهلهم وقلة عقلهم ما عدا من کان فی البیت مع المسیح فانهم شاهد وارفعه واما الباقون فانهم ظنوا کما ظن الیهود انّ المصلوب هو المسیح ابن مریم حتّٰی ذکروا ان مریم جلست تحت ذٰلک المصلوب وبکت ویقال انه خاطبها واللہ اعلم۔ وهذا کله من امتحان اللہ عباده لماله فی ذٰلک من الحکمة البالغة وقد اوضح اللہ الامر وجلاه وبینه واظهره فی القرآن العظیم الذی انزله علی رسوله الکریم المؤید بالمعجزات والبیّنات والدلائل الواضحات فقال تعالیٰ وهو اصدق القائلین ورب العٰلمین المطلع علی السرائر والضمائر الذی یعلم السر فی السمٰوٰت والارض العالم بما کان وما یکون وما لم یکن لو کان کیف یکون وَمَا قَتَلُوۡهُ وَمَا صَلَبُوۡهُ وَلٰكِنۡ شُبِّهَ لَهُمۡ ای رأوا شِبۡهَه فظنوا انه ایاه۔ ولهذا قال وَاِنَّ الَّذِیۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِیۡهِ لَفِیۡ شَكٍّ مِّنۡهُ مَا لَهُمۡ بِهٖ مِنۡ عِلۡمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ۔ یعنی بذٰلک من ادعیٰ انه قتله من الیهود ومن سلمه الیهم من جهال النصاریٰ کلهم فی شک من ذالک وحیرة وضلال وسعر ولهذا قال وَمَا قَتَلُوۡهُ یَقِیۡنًا ای وما قتلوه متیقنین انه هو بل شاکین متوهمین بَلۡ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیۡهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِیۡزًا ای منیع الجناب لا یرام جنابه ولا یضام من لاذ ببابه حَكِیۡمًا۔ ای فی جمیع ما یقدره ویقضیه من الامور التی یخلقها وله الحکمة البالغة والحجة الدامغة والسلطان العظیم والامر القدیم۔

وقوله تعالیٰ وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ وَیَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ یَكُوۡنُ عَلَیۡهِمۡ شَهِیۡدًا۔ قال ابن جریر اختلف اهل التأویل فی معنی ذٰلک فقال بعضهم معنی ذٰلک وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ یعنی قبل موت عیسٰی یوجه ذٰلک الی ان جمیعهم یصدقون به اذا نزل لقتل الدجال فتصیر الملل کلها واحدة وهی ملة الاسلام الحنیفیة دین ابراهیم علیه السلام۔ ذکر من قال ذٰلک حدثنا ابن حدثنا ابن بشار حدثنا عبدالرحمٰن عن سفیان عن

marfat.com

Marfat.com

ابی حصین عن سعید بن جبیر عن ابن عباس وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ قال قبل موت عیسٰی ابن مریم علیہ السلام۔ وقال العوفی عن ابن عباس مثل ذٰلک۔

قال ابو مالک فی قوله اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ قال ذٰلک عند نزول عیسٰی بن مریم لا یبقی احد مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ۔

وقال ابن جریر حدثنی یعقوب حدثنا ابن علیة حدثنا ابو رجاء عن الحسن وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ قال قبل موت عیسٰی واللّٰه انه لحیّ الاٰن عند اللّٰه ولکن اذا نزل اٰمنوا به اجمعون۔

وقال ابن ابی حاتم حدثنا ابی حدثنا علی ابن عثمان اللاحقی حدثنا جویریة ابن بشیر قال سمعت رجلا قال للحسن یا اباسعید قول اللّٰه عزوجل وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ قال قبل موت عیسٰی ان اللّٰه رفع الیه عیسٰی وهو باعثه قبل یوم الْقِيٰمَةِ مقامًا یؤمن به البرّ والفاجر وکذا۔

قال قتادة وعبد الرحمٰن ابن زید بن اسلم وغیر واحد وهذا القول هو الحق کما سنبینه بالدلیل القاطع انشاء اللّٰه۔

قال ابن جریر القول الصحیح فی تفسیر الاٰیة انه لا یبقی احد من اهل الکتب بعد نزول عیسٰی علیه السلام الا اٰمن به قبل موته ای قبل موت عیسٰی علیه السلام۔ ولا شك ان هذا الذی قاله ابن جریر هو الصحیح لانه المقصود من سیاق الاٰیة فی تقریر بطلان ما ادعته الیهود من قتل عیسٰی وصلبه وتسلیم من سلم لهم من النصارٰی لجهله ذٰلک فاخبر اللّٰه انه لم یکن الامر کذٰلک وانما شبه لهم فقتلوا الشبه وهم یتبینون ذٰلک ثم انه رفعه اللّٰه الیه وانه باق حیّ وانه سینزل قبل یوم القیامة کما دلّت علیه الاحادیث المتواترة التی سنوردها ان شاء اللّٰه قریبًا فیقتل مسیح الضلالة ویکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة یعنی لا یقبلها من احد من اهل الادیان بل لا یقبل الا الاسلام او السیف فاخبرت هذه الاٰیة الکریمة انه یؤمن به جمیع اهل الکتب حینئذ ولا یتخلف عن التصدیق به واحد منهم و لهذا قال وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ای قبل موت عیسٰی علیه السلام الذی زعم الیهود ومن وافقهم من النصارٰی انه قتل وصلب وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ای باعمالهم التی شاهدها منهم قبل رفعه الی السماء وبعد نزوله الی الارض فاما من فسر هذه الاٰیة بان المعنی ان کل کتابی لا یموت حتی یؤمن بعیسٰی او بمحمد علیهما السلام فهذا هو الواقع وذٰلک ان کل احد عند احتضاره ینجلی له ما کان جاهلا به فیؤمن به ولکن لا یکون ذٰلک ایمانا نافعا له اذا کان قد شاهد الملک کما قال تعالٰی فی اول هذه السورة وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْاٰنَ۔ الاٰیة۔ وقال تعالٰی فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ۔ (الاٰیتین) افقه الناس عبد اللّٰه ابن عباس وان روی عنه فی تفسیر هذه الاٰیة ما یفهم منه ان ضمیر قَبْلَ مَوْتِهٖ راجع الی اهل الکتب لکنه لیس مذهبه ومراده بهذه الاٰیة بل هو من جملة المباحث الیومیه وبیان امر واقعی لانه روی عنه ایضًا فی تفسیر هذه الاٰیة ما یدل علی ان الضمیر المذکور راجع الی عیسٰی علیه السلام کما عرفت وستعرفه ایضًا ومذهبه ومراده بهذه الاٰیة هذا لانه یؤیدها السیاق ویؤیده ما روی عنه فی تفسیر وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ای نزول عیسٰی علیه السلام قبل یوم القیٰمة فی جمیع الطرق وما روی عنه فی تفسیر هذه الاٰیة غیر هذا فعلم من هذا ان الاحتمال الاول لیس مرادا ههنا کما قال الحافظ ابن کثیر

marfat.com

Marfat.com

لکن لایلزم منه ان یکون المراد بهذه الآیة هذا بل المراد بہا ما ذکرناه من تقریر وجود عیسیٰ علیه السلام وبقاء حیاته فی السماء وانه سینزل الی الارض قبل یوم القیمة لیکذب هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ من الیهود والنصاریٰ الذین تباینت اقوالهم فیه وتصادمت وتعاکست وتناقضت وخلت عن الحق ففرط هٰؤُلَاءِ الیهود وافرط هٰؤُلَاءِ النصاریٰ تنقصه الیهود بما رموه به وامه من العظائم واطراه النصاریٰ بحیث ادعوا فیه ما لیس فیه فرفعوه فی مقابلة اولئك عن مقام النبوة الی مقام الربوبیة تعالی الله عما یقول هٰؤُلَاءِ وهٰؤُلَاءِ علوا کبیرا وتنزه وتقدس لَا اِلٰهَ اِلَّا هو۔

## ذکر الاحادیث

الواردة فی نزول عیسٰی بن مریم الی الارض من السماء فی آخر الزمان قبل یوم القیمة وانه یدعوا الی عبادة الله وحده لا شریك له۔

قال البخاری رحمة الله علیه فی کتاب ذکر الانبیاء من صحیحه المتلقی بالقبول نزول عیسٰی بن مریم علیه السلام حدثنا اسحٰق ابن ابراهیم حدثنا یعقوب بن ابراهیم عن ابی صالح عن ابن شهاب عن سعید بن المسیب عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتی لا یقبله احد حتی یکون السجدة خیرا له من الدنیا وما فیها ثم یقول ابو هریرة اقرؤا ان شئتم وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكُوْنُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا۔

وکذا رواه مسلم عن الحسن الحلوانی وعبد بن حمید کلاهما عن یعقوب به واخرجه البخاری ومسلم ایضا من حدیث سفیان ابن عیینة عن الزهری به واخرجاه من طریق اللیث عن الزهری به۔

ورواه ابن مردویه من طریق محمد ابن ابی حفصة عن الزهری عن سعید بن المسیب عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یوشك ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا یقتل الدجال ویقتل الخنزیر ویکسر الصلیب ویضع الجزیة ویفیض المال وتکون السجدة واحدة لله رب العٰلمین قال ابو هریرة اقرؤا ان شئتم وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ موت عیسٰی ابن مریم۔

ثم یعیدها ابو هریرة ثلاث مرات۔ طریق اخری عن ابی هریرة قال الامام احمد حدثنا روح حدثنا محمد بن ابی حفصة عن الزهری عن حنظلة بن علی الاسلمی عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لیهلن عیسٰی ابن مریم بفج الروحاء بالحج والعمرة اولیثنیهما جمیعا وکذا رواه مسلم منفردا به من حدیث سفیان بن عیینة واللیث بن سعید ویونس بن یزید ثلاثتهم عن الزهری به۔

---

لے یہاں تک آیاتِ مذکورہ اور ان کی مستند تفسیروں سے یہ ثابت کیا گیا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو یہود نے نہ تو سُولی پر لٹکایا نہ قتل کیا بلکہ وُہ زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے اور اُن کے ایک صحابی کو سُولی پر لٹکایا گیا جس کی شکل حضرت عیسٰی علیہ السلام کی طرح ہوگئی تھی اور اس بات کا علم فقط آپ کے ساتھیوں کو تھا جو اُسی کمرہ میں تھے۔ باقی یہود اور بعض نصاریٰ اُن کے متعلق جو کچھ کہتے ہیں محض گمان و وہم ہے۔ اس کے بعد احادیثِ صحیحہ سے اِسی مقصد کی تائید پیش کی گئی ہے جس کا خلاصہ ترجمہ آخر میں درج ہے۔ فیض عفی عنہ

marfat.com
Marfat.com

وقال احمد حدثنا یزید حدثنا سفیان هو ابن حسین عن الزهری عن حنظلۃ عن ابی هریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عیسٰی بن مریم فیقتل الخنزیر ویمحی الصلیب وتجمع له الصلوٰۃ ویعطی المال حتی لایقبل ویضع الخراج وینزل الروحاء فیحج منها او یعتمر او یجمعهما قال وتلا ابو هریرۃ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ۔ الآیۃ۔

فزعم حنظلۃ ان ابا هریرۃ قال یؤمن به قبل موت عیسٰیؑ فلا ادری هذا کله حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم او شیٔ قاله ابو هریرۃ وکذا رواه ابن ابی حاتم عن ابیه عن ابی موسٰی محمد بن المثنٰی عن یزید ابن هرون عن سفیان بن حسین عن الزهری به طریق اخرٰی۔

قال البخاری حدثنا ابو بکر حدثنا اللیث عن یونس عن ابن شهاب عن نافع مولی ابی قتادۃ الانصاری ان ابا هریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف بکم اذا نزل فیکم المسیح بن مریم وامامکم منکم تابعه عقیل والاوزاعی وهکذا۔

رواه الامام احمد عن عبدالرزاق عن معمر عن عثمان ابن عمر عن ابن ابی ذئب کلاهما عن الزهری به واخرجه مسلم من روایۃ یونس والاوزاعی وابن ابی ذئب به (طریق اخرٰی) قال الامام احمد حدثنا عفان حدثنا همام انبأنا قتادہ عن عبدالرحمٰن عن ابی هریرۃ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الانبیاء اخوت العلات امهاتهم شتّٰی ودینهم واحد وانی اولی الناس بعیسٰی ابن مریم لانه لم یکن نبیٌّ بینی وبینه وانه نازل فاذا رأیتموه فاعرفوه رجل مربوع الی الحمرۃ والبیاض علیه ثوبان ممصران کان رأسه یقطر وان لم یصبه بلل فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیه ویدعو الناس الی الاسلام ویهلک اللہ فی زمانه الملل کلها الا الاسلام ویهلک اللہ فی زمانه المسیح الدجال ثم تقع الامانۃ علی الارض حتی ترتع الاسود مع الابل والنمار مع البقر والذئاب مع الغنم ویلعب الصبیان بالحیات لاتضرهم فیمکث اربعین ثم یتوفی ویصلی علیه المسلمون وکذا۔

رواه ابو داؤد عن هدیۃ بن خالد عن همام بن یحیٰی ورواه ابن جریر ولم یورد عند هذه الآیۃ سواه عن بشر بن معاذ عن یزید بن هرون عن سعید بن ابی عروبۃ کلاهما عن قتادۃ عن عبدالرحمٰن بن آدم وهو مولٰی ام برثن صاحب السقایۃ عن ابی هریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وذکر نحوه وقال یقاتل الناس علی الاسلام وقد روی البخاری عن ابی الیمانی عن شعیب عن الزهری عن ابی سلمۃ عن ابی هریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انا اولی الناس بعیسٰی ابن مریم والانبیاء اولاد علات لیس بینی وبینه نبیٌّ۔

ثم رواه محمد بن سنان عن فلیح بن سلیمان عن هلال بن علی عن عبدالرحمٰن بن ابی عمرۃ عن ابی هریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اولی الناس بعیسٰی ابن مریم فی الدنیا والآخرۃ الانبیاء العلات اُمّهٰتهم شتّٰی ودینهم واحد۔

وقال ابراهیم ابن طهمان عن موسٰی ابن عقبۃ عن صفوان بن سلیم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

**حدیث** اٰخر قال مسلم فی صحیحه حدثنی ظهیر بن حرب حدثنا یعلی بن منصور حدثنا سلیمان بن بلال حدثنا سهیل عن ابیه عن ابی هریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتقوم الساعۃ

marfat.com

Marfat.com

حتی تنزل الروم بالاعماق اوبدابق فیخرج الیهم جیش من المدینة من خیار اهل الارض یومئذ فاذا تصافوا قالت الروم خلوا بیننا وبین الذین سبوا منا نقاتلهم فیقول المسلمون لا واللّٰہ لا نخلی بینکم وبین اخواننا فیقاتلونهم فیهزم ثلث لا یتوب اللّٰہ علیهم ابدا ویقتل ثلث هم افضل الشهداء عند اللّٰہ ویفتح الثلث لا یفتنون ابدا فیفتحون قسطنطنیة فبینما هم یقسمون الغنائم قد علقوا سیوفهم بالزیتون اذ صاح فیهم الشیطان ان المسیح قد خلفکم فی اهلیکم فیخرجون وذلك باطل فاذا جاؤا الشام خرج فبینما هم یعدون للقتال یسوون الصفوف اقیمت الصلوٰة فینزل عیسٰی ابن مریم فیؤمهم فاذا راٰه عدو اللّٰہ ذاب کما یذوب الملح فی الماء فلو ترکه لانذاب حتی یهلك ولکن یقتله اللّٰہ بیده فیریهم دمه فی حربته۔

**حدیث** اٰخر قال احمد حدثنا هشیم عن العوام بن حوشب عن جبلة بن سحیم عن موثر بن عفازة عن ابن مسعود عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال لقیت لیلة اسریٰ بی ابراهیم وموسٰی وعیسٰی علیهم السلام فتذاکروا الساعة فردوا امرهم الی ابراهیم فقال لا علم لی بها فردوا امرهم الی موسٰی فقال لا علم لی بها فردوا امرهم الی عیسٰی فقال اما وجبتها فلا یعلم بها احد الا اللّٰہ وفیما عهد الی ربی عزوجل ان الدجال خارج ومعی قضیبان فاذا راٰنی ذاب کما یذوب الرصاص قال فیهلکه اللّٰہ اذا راٰنی حتّٰی ان الحجر والشّجر یقول یا مسلم ان تحتی کافرا فتعال فاقتله قال فیهلکهم اللّٰہ ثم یرجع الناس الی بلادهم واوطانهم فعند ذلك یخرج یأجوج ومأجوج وَهُمْ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ فیطئون بلادهم فلا یأتون علی شیئ الا اهلکوه ولا یمرون علی ماءٍ الا شربوه قال ثم یرجع الناس یشکونهم فادعو اللّٰہ علیهم فیهلکهم ویمیتهم حتی تجری الارض من نتن ریحهم وینزل اللّٰہ المطر فیجترف اجسادهم حتی یقذفهم فی البحر ففیما عهد الی ربی عزوجل ان ذٰلك اذا کان کذلك ان الساعة کالحامل المتم لا یدری اهلها متی تفجئهم بولادها لیلا او نهارًا رواه ابن ماجة عن محمد بن بشار عن یزید بن هٰرون عن العوام ابن حوشب به نحوه۔

**حدیث** اٰخر قال الامام احمد حدثنا یزید بن هٰرون حدثنا حماد بن سلمة عن علی ابن زید عن ابی نضرة قال اتینا عثمان بن ابی العاص فی یوم الجمعة لنعرض علیه مصحفا لنا علی مصحفه فلما حضرت الجمعة امرنا فاغتسلنا ثم اتانا بطیب فتطیبنا ثم جئنا المسجد فجلسنا الی رجل فحدثنا عن الدجال ثم جاء عثمان بن ابی العاص فقمنا الیه فجلسنا فقال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول یکون للمسلمین ثلاثة امصار مصر بملتقی البحرین ومصر بالحیرة ومصر بالشام ففزع الناس ثلاث فزعات فیخرج الدجال فی اعراض الناس فیهزم من قبل المشرق فاول مصر یرده المصر الذی بملتقی البحرین فیصیر اهلها ثلاث فرق فرقة تقول نقیم نشامه فننظر ما هو وفرقة تلحق بالاعراب وفرقة تلحق بالمصر الذی یلیهم ومع الدجال سبعون الفا علیهم التیجان واکثر من معه الیهود والنساء وینحاز المسلمون الی عقبة افیق فیبعثون سرحا لهم فیصاب سرحهم فیشتد ذٰلك علیهم ویصیبهم مجاعة شدیدة وجهد شدید حتی ان احدهم لیحرق وتر قوسه فیاکله فبیناهم کذلك اذ نادیٰ مناد من البحر یا ایها الناس اتاکم الغوث ثلاثاً فیقول بعضهم لبعض ان هذا الصوت رجل شبعان وینزل عیسٰی بن مریم علیهم السلام عند صلوٰة الفجر فیقول له امیرهم یا روح اللّٰہ تقدم صل فیقول هٰذه الامة امراء بعضهم علی بعض فیتقدم امیرهم فیصلی حتی اذا قضٰی صلوٰته اخذ عیسٰیؑ حربته فیذهب نحو الدجال فاذا راٰه الدجال ذاب کما یذوب الرصاص فیضع حربته بین ثندوته[1]

---

[1] ثندوتیه پستان مرد صراح یعنی جب عیسٰی علیہ السلام نازل ہوں گے تو اپنا خنجر دجّال کے دو پستانوں کے درمیان ماریں گے۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

marfat.com
Marfat.com

فيقتله ويهزم اصحابه فليس يومئذ شئ يوارى منهم احداً حتى ان الشجرة تقول يا مؤمن هذا كافر ويقول الحجر يا مؤمن هذا كافر تفرد به احمد من هذا الوجه۔

**حديث** آخر قال ابو عبدالله محمد بن يزيد بن ماجة فى سننه حدثنا على بن محمد حدثنا عبدالرحمٰن المحاربى عن اسمٰعيل بن رافع عن ابى زرعة اليمانى يحيى بن ابى عمرو عن ابى امامة الباهلى قال خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فكان اكثر خطبته حديثا حدثناه عن الدجال وحذرناه فكان من قوله ان قال لم تكن فتنة فى الارض منذ ذرأ الله ذرية آدم عليه السلام اعظم من فتنة الدجال وان الله لم يبعث نبياً الا حذر امته الدجال وانا آخر الانبياء وانتم آخر الامم وهو خارج فيكم لامحالة فان يخرج وانا بين ظهرانيكم فانا حجيج كل مسلم وان يخرج من بعدى فكل حجيج نفسه وان الله خليفتى على كل مسلم وانه يخرج من خلة بين الشام والعراق فيعيث يمينا ويعيث شمالا الا يا عباد الله ايها الناس فاثبتوا وانه ساصفه لكم صفة لم يصفها اياه نبى قبلى انه يبدأ فيقول انا نبى فلا نبى بعدى ثم يثنى فيقول انا ربكم ولا ترون ربكم حتى تموتوا وانه اعور وان ربكم عزوجل ليس باعور وانه مكتوب بين عينيه كافر يقرأه كل مؤمن كاتب وغير كاتب وان من فتنته ان معه جنة ونارا فناره جنة وجنته نار فمن ابتلى بناره فليستغث بالله وليقرأ فواتح الكهف فتكون عليه برداً وسلاما كما كانت النار برداً وسلاما على ابراهيم وان من فتنته ان يقول لاعرابى ارأيت ان بعثت لك امك واباك اتشهد انى ربك فيقول نعم فيتمثل له شيطان فى صورة ابيه وامه فيقولان يا بنى اتبعه فانه ربك وان من فتنته ان يسلط على نفس واحدة فينشرها بالمنشار حتى يلقى شقين ثم يقول انظروا الى عبدى هذا فانى ابعثه الآن ثم يزعم ان له رباً غيرى فيبعثه الله فيقول له الخبيث من ربك فيقول ربى الله وانت عدو الله الدجال والله ماكنت بعد اشد بصيرة بك منى اليوم۔

قال ابو الحسن الطنافسى حدثنا المحاربى حدثنا عبيدالله بن الوليد الوصافى عن عطية عن ابى سعيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ذلك الرجل ارفع امتى درجة فى الجنة قال قال ابو سعيد والله ماكنا نرى ذلك الرجل الا عمر بن الخطاب حتى مضى لسبيله ثم قال المحاربى رجعنا الى حديث ابى رافع قال وان من فتنته ان يأمر السماء ان تمطر فتمطر ويأمر الارض ان تنبت فتنبت وان من فتنته ان يمر بالحى فيكذبونه فلا يبقى لهم سائمة الا هلكت وان من فتنته ان يمر بالحى فيصدقونه فيأمر السماء ان تمطر فتمطر ويأمر الارض ان تنبت فتنبت حتى تروح مواشيهم من يومهم ذلك اسمن ماكانت واعظمه وامده خواصر وادره ضروعا وانه لا يبقى شئ من الارض الا وطئه وظهر عليه الا مكة والمدينة فانه لا يأتيهما من نقب من نقابها الا لقيته الملئكة بالسيوف صلتة حتى ينزل عند الضريب الاحمر عند منقطع السبخة فترجف المدينة باهلها ثلاث رجفات فلا يبقى منافق ولا منافقة الا خرج اليه فينفى الخبث منها كما ينفى الكير خبث الحديد ويدعى ذلك اليوم يوم الخلاص فقالت ام شريك بنت ابى العكر يا رسول الله فاين العرب يومئذ قال هم قليل وجلهم يومئذ ببيت المقدس وامامهم رجل صالح قد تقدم يصلى بهم الصبح اذ نزل عيسٰى بن مريم

---

(حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ) اور اُسے ہلاک کر دیں گے پھر تو اُس کے لشکری جو ستر ہزار یہودی ہوں گے ہزیمت اُٹھا کر بھاگنے کی کوشش کریں گے اور مسلمان اُن کا تعاقب کریں گے یہاں تک کہ اگر یہودی کسی درخت کی آڑ میں چھپا ہوگا تو درخت سے آواز آئے گی اے مسلم یہ کافر ہے اِسے قتل کر۔ فیض عفی عنہ

marfat.com

Marfat.com

عليه السلام فرجع ذٰلك الامام يمشي القهقرى ليتقدم عيسٰى عليه السلام فيضع يده عيسٰى بين كتفيه ثم يقول تقدم فصل فانها لك اقيمت فيصلي بهم امامهم فاذا انصرف قال عيسٰى افتحوا الباب فيفتح ووراءه الدجال معه سبعون الف يهودي كلهم ذو سيف محلى وتاج فاذا نظر اليه الدجال ذاب كما يذوب الملح في الماء وينطلق هاربا فيقول عيسٰى ان لي فيك ضربة لن تسبقني بها فيدركه عند باب اللد الشرقي فيقتله ويهزم الله اليهود فلا يبقى شئ مما خلق الله يتوارى به يهودي الا انطق الله ذٰلك الشئ لا حجر ولا شجر ولا حائط ولا دابة الا الغرقدة فانها من شجرهم لا تنطق الا قال يا عبد الله المسلم هذا يهودي فتعال فاقتله قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وان ايامه اربعون السنة كنصف السنة والسنة كالشهر والشهر كالجمعة واخر ايامه كالشررة يصبح احدكم على باب المدينة فلا يبلغ بابها الاخر حتى يمسي فقيل له كيف نصلي يا نبي الله في تلك الايام القصار قال تقدرون الصلوة كما تقدرون في هذه الايام الطوال ثم صلوا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فيكون عيسٰى بن مريم في امتي حكما عدلا واماما مقسطا يدق الصليب ويذبح الخنزير ويضع الجزية ويترك الصدقة فلا يسعٰى على شاة ولا بعير وترفع الشحناء والتباغض وتنزع حمة كل ذات حمة حتى يدخل الوليد يده في الحية فلا تضره ويقرب الوليد من الاسد فلا يضره ويكون الذئب في الغنم كانه كلبها وتملأ الارض من السلم كما يملأ الاناء من الماء وتكون الكلمة واحدة فلا يعبد الا الله وتضع الحرب اوزارها وتسلب قريش ملكها وتكون الارض لها نور الفضة وتنبت نباتها كعهد آدم حتى يجتمع النفر على القطف من العنب فيشبعهم ويجتمع النفر على الرمانة فتشبعهم ويكون الثور بكذا وكذا من المال ويكون الفرس بالدريهمات قيل يا رسول الله وما يرخص الفرس قال لا يركب لحرب ابدا قيل له فما يغلي الثور قال تحرث الارض كلها وان قبل خروج الدجال ثلاث سنوات شداد يصيب الناس فيها جوع شديد ويأمر الله السماء في السنة الاولى ان تحبس ثلث مطرها ويأمر الارض فتحبس ثلث نباتها ثم يأمر الله السماء في السنة الثانية فتحبس ثلثي مطرها ويأمر الله الارض فتحبس ثلثي نباتها ثم يأمر الله عز وجل السماء في السنة الثالثة فتحبس مطرها كله فلا تقطر قطرة ويأمر الارض ان تحبس نباتها كله فلا تنبت خضراء فلا تبقى ذات ظلف الا هلكت الا ما شاء الله قيل فما يعيش الناس في ذٰلك الزمان قال التهليل والتكبير والتسبيح والتحميد يجري ذٰلك عليهم مجرى الطعام۔

قال ابن ماجة سمعت ابا الحسن الطنافسي يقول سمعت عبد الرحمٰن المحاربي يقول ينبغي ان يرفع هذا الحديث الى المؤدب حتى يعلمه الصبيان في الكتب هذا حديث غريب جدا من هذه الوجه ولبعضه شواهد من احاديث اُخر ولنذكر حديث النواس بن سمعان ههنا لشبهه بهذا الحديث۔

قال مسلم في صحيحه حدثنا ابو خيثمة زهير بن حرب حدثنا الوليد بن مسلم حدثني عبد الرحمٰن بن يزيد بن جابر حدثني يحيٰى بن جابر الطائي قاضي حمص حدثني عبد الرحمٰن بن جبير عن ابيه جبير بن نفير الحضرمي انه سمع النواس بن سمعان الكلابي وحدثنا محمد بن مهران الرازي حدثنا الوليد بن مسلم حدثنا عبد الرحمٰن بن يزيد بن جابر عن يحيٰى بن جابر الطائي عن عبد الرحمٰن بن جبير عن ابيه جبير بن نفير عن النواس بن سمعان قال ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم الدجال ذات غداة فخفض ورفع حتى ظنناه في طائفة النخل فلما رحنا اليه عرف ذٰلك في وجوهنا فقال ما شأنكم قلنا يا رسول الله ذكرت الدجال فخفضت

marfat.com
Marfat.com

فیه ورفعت حتی ظنناه فی طائفة النخل قال غیر الدجال اخوفنی علیکم ان یخرج وانا فیکم فانا حجیجه دونکم وان
یخرج ولست فیکم فامرؤ حجیج نفسه والله خلیفتی علی کل مسلم انه شاب قطط عینه طافیة کانی اشبهه بعبد العزی
بن قطن من ادرکه منکم فلیقرأ علیه فواتح سورة الکهف انه خارج من خلة بین الشام والعراق فعاث یمینا وعاث شمالا
یا عباد الله فاثبتوا قلنا یا رسول الله فما لبثه فی الارض قال اربعون یوما یوم کسنة ویوم کشهر ویوم کجمعة وسائر ایامه
کایامکم قلنا یا رسول الله وذلک الیوم الذی کسنة ایکفینا فیه صلوة یوم قال لا اقدروا له قدره قلنا یا رسول الله وما اسراعه
فی الارض قال کالغیث استدبرته الریح فیأتی علی قوم فیدعوهم فیؤمنون ویستجیبون له فیأمر السمآء فتمطر والارض
فتنبت فتروح علیهم سارحتهم اطول ما کانت ذریً واسبغه ضروعا وامده خواصر ثم یأتی القوم فیدعوهم فیردون علیه
قوله فینصرف عنهم فیصبحون ممحلین لیس بایدیهم شیءٌ من اموالهم ویمر بالخربة فیقول لها اخرجی کنوزک فتتبعه
کنوزها کیعاسیب النحل ثم یدعو رجلاً ممتلئاً شاباً فیضربه بالسیف فیقطعه جزلتین رمیة الغرض ثم یدعوه فیقبل و
یتهلل وجهه ویضحک فبینما هو کذلک اذ بعث الله المسیح بن مریم علیه السلام فینزل عند منارة البیضاء شرقی
دمشق بین مهرودتین واضعا کفیه علی اجنحة ملکین اذا طاطأ رأسه قطر واذا رفعه تحدر منه جمان کاللؤلؤ ولا یحل
لکافر یجد ریح نفسه الا مات ونفسه ینتهی طرفه فیطلبه حتی یدرکه بباب لد فیقتله ثم یأتی عیسی علیه السلام قوماً قد
عصمهم الله منه فیمسح عن وجوههم ویحدثهم بدرجاتهم فی الجنة فبینما هو کذلک اذ اوحی الله عز وجل
الی عیسی انی قد اخرجت عبادا لی لا یدان لاحد بقتالهم فحرز عبادی الی الطور ویبعث الله یأجوج ومأجوج وَهُمْ
مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ فیمر اوائلهم علی بحیرة طبریة فیشربون ما فیها ویمر اخرهم فیقولون لقد کان بهذه مرة
فیحصر نبی الله عیسی واصحابه حتی یکون رأس الثور لاحدهم خیرٌ من مائة دینار لاحدکم الیوم فیرغب نبیّ الله
عیسی واصحابه فیرسل الله علیهم النغف فی رقابهم فیصبحون فرسی کموت نفس واحدة ثم یهبط نبی الله عیسی و
اصحابه الی الارض فلا یجدون فی الارض موضع شبر الا ملأه زهمهم ونتنهم فیرغب نبیّ الله عیسی واصحابه الی الله
فیرسل الله طیرا کاعناق البخت فتحملهم فتطرحهم حیث شاء الله ثم یرسل الله مطرا لا یکن منه مدر ولا وبر
فیغسل الارض حتی یترکها کالزلفة ثم یقال للارض اخرجی ثمرک وردی برکتک فیومئذ تاکل العصابة من الرمانة
ویستظلون بقحفها ویبارک الله فی الرسل حتی ان اللقحة من الابل لتکفی الفئام من الناس فبینما هو کذلک اذ
بعث الله ریحا طیبة فتأخذهم تحت اباطهم فیقبض الله روح کل مؤمن وکل مسلم ویبقی شرار الناس یتهارجون
فیها تهارج الحمر فعلیهم تقوم الساعة۔

ورواه الامام احمد واهل السنن من حدیث عبد الرحمن بن یزید بن جابر به وسنذکره ایضاً من طریق احمد
عند قوله تعالی فی سورة الانبیاء حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ الآیة حدیث اخر۔ قال مسلم فی صحیحه ایضاً
حدثنا عبد الله بن معاذ العنبری حدثنا ابی حدثنا شعبة عن النعمان بن سالم قال سمعت یعقوب بن عاصم بن
عروة بن مسعود الثقفی یقول سمعت عبد الله بن عمرو وجاءه رجل ما هذا الحدیث الذی تحدث به تقول ان
الساعة تقوم الی کذا وکذا فقال سبحان الله او لا اله الا الله او کلمة نحوهما لقد هممت ان لا اُحدث احدا شیئاً ابداً
انما قلت انکم سترون بعد قلیل امرا عظیما یحرق البیت ویکون ویکون ثم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

marfat.com
Marfat.com

يخرج الدجال فی امتی فيمكث اربعين لا ادری اربعين يومًا واربعين شهرا واربعين عاما فيبعث الله تعالیٰ عيسیٰ بن مريم كانه عروة بن مسعود فيطلبه فيهلكه ثم يمكث الناس سبع سنين ليس بين اثنين عداوة ثم يرسل الله ريحا باردة من قبل الشام فلا يبقی علی وجه الارض احد فی قلبه مثقال ذرة من خير او ايمان الا قبضته حتی لو ان احدكم دخل كبد جبل لدخلته عليه حتی تقبضه قال سمعتها من رسول الله صلی الله عليه وسلم قال فيبقی شرار الناس فی خفة الطير واحلام السباع لا يعرفون معروفا ولا ينكرون منكرا فيتمثل لهم الشيطان فيقول الا تستجيبون فيقولون فما تأمرنا فيأمرهم بعبادة الاوثان وهم فی ذلك دارّ رزقهم حسن عيشهم ثم ينفخ فی الصور فلا يسمعه احد الا اصغی ليتا ورفع ليتا قال واول من يسمعه رجل يلوط حوض ابله قال فيصعق ويصعق الناس ثم يرسل الله او قال ينزل الله مطرا كانه الطل او قال الظل نعمان الشاك فتنبت منه اجساد الناس ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ ثم يقال يا ايها الناس هلموا الی ربكم وَقِفُوهُمْ إِنَّهُم مَّسْئُولُونَ ۞ ثم يقال اخرجوا بعث النار فيقال منكم فيقال من كل الف تسع مائة وتسعة وتسعين قال فذاك يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا وذلك يَوْمَ يُكْشَفُ عَن سَاقٍ ثم رواه مسلم والنسائی فی تفسيره جميعا عن محمد بن بشار عن غندر عن شعبة عن نعمان بن سالم به۔

**حديث** اخر۔ قال الامام احمد اخبرنا عبد الرزاق اخبرنا معمر عن الزهری بن عبد الله بن ثعلبة الانصاری عن عبد الله بن زيد الانصاری عن مجمع بن جارية قال سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول يقتل ابن مريم المسيح الدجال بباب لد او الی جانب لد ورواه احمد ايضا عن سفيان بن عيينة من حديث الليث والاوزاعی ثلاثتهم عن الزهری عن عبد الله بن عبيد الله بن ثعلبة عن عبد الرحمن بن يزيد عن عمه مجمع بن جارية عن رسول الله صلی الله عليه وسلم قال يقتل ابن مريم الدجال بباب لد وكذا رواه الترمذی عن قتيبة عن ليث به وقال هذا حديث صحيح۔

قال وفی الباب عن عمران بن حصين ونافع بن عيينة وابی برزة وحذيفة بن اسيد وابی هريرة وكيسان وعثمان بن ابی العاص وجابر وابی امامة وابن مسعود وعبد الله بن عمرو وسمرة بن جندب والنواس بن سمعان وعمرو بن عوف وحذيفة بن اليمان رضی الله عنهم ومراده برواية هؤلاء مافيه ذكر الدجال وقتل عيسیٰ بن مريم عليه السلام له فاما احاديث ذكر الدجال فقط فكثيرة جدا وهی اكثر من ان تحصی لانتشارها وكثرة روايتها فی الصحاح والحسان والمسانيد وغير ذلك۔

**حديث** اخر۔ قال الامام احمد حدثنا سفيان عن فرات عن ابی الطفيل عن حذيفة بن اسيد الغفاری قال اشرف علينا رسول الله صلی الله عليه وسلم من عرفة ونحن نتذاكر الساعة فقال لا تقوم الساعة حتی تروا عشر ايات طلوع الشمس من مغربها والدخان والدابة وخروج يأجوج ومأجوج ونزول عيسیٰ بن مريم والدجال وثلاثة خسوف خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف بجزيرة العرب ونار تخرج من قعر عدن تسوق او تحشر الناس تبيت معهم حيث باتوا وتقيل معهم حيث قالوا وهكذا رواه مسلم واهل السنن من حديث القزاز به ورواه مسلم ايضا من رواية عبد العزيز بن رفيع عن ابی الطفيل عن ابی سريحة عن حذيفة بن اسيد الغفاری موقوفا۔ والله اعلم۔ فهذه احاديث متواترة عن رسول الله صلی الله عليه وسلم من رواية ابی هريرة وابن مسعود وعثمان بن ابی العاص وابی امامة والنواس بن سمعان

marfat.com
Marfat.com

وعبد اللہ بن عمرو بن العاص ومجمع بن جاریۃ وابی شریحۃ وحذیفۃ بن اسید رضی اللہ عنہم وفیہا دلالۃ علی صفۃ نزولہ ومکانہ من انہ بالشام بل بدمشق عند المنارۃ الشرقیۃ وان ذلک یکون عند اقامۃ صلوۃ الصبح وقد بنیت فی ھذہ الاعصار فی سنۃ احدی واربعین وسبع مائۃ منارۃ للجامع الاموی بیضاء من حجارۃ منحوتۃ عوضا عن المنارۃ التی ھدمت بسبب الحریق المنسوب الی صنیع النصاری علیہم لعائن اللہ المتتابعۃ الی یوم القیامۃ وکان اکثر عمارتہا من اموالہم وقویت الظنون انہا ھی التی ینزل علیہا المسیح بن مریم علیہ السلام فیقتل الخنزیر ویکسر الصلیب ویضع الجزیۃ فلا یقبل الا الاسلام کما تقدم فی الصحیحین وھذا من اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم بذلک وتقریر وتشریع وتسویغ لہ علی ذلک فی ذلک الزمان حیث تنزاح عللہم وترتفع شبہہم من انفسہم ولہذا کلہم یدخلون فی دین الاسلام متابعین لعیسٰی علیہ السلام وعلی یدیہ ولہذا قال تعالٰی وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ الآیۃ وھذہ الآیۃ کقولہ وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ وقری لَعَلَمٌ بالتحریک ای امارۃ ودلیل علی اقتراب الساعۃ وذلک لانہ ینزل بعد خروج المسیح الدجال فیقتلہ اللہ علی یدیہ کما ثبت فی الصحیح ان اللہ لم یخلق داءً الا انزل لہ شفاءً ویبعث اللہ فی ایامہ یاجوج وماجوج فیہلکہم اللہ تعالٰی ببرکۃ دعائہ وقد قال تعالٰی حَتّٰی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَھُمْ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ۔ الآیۃ۔

حاصل اس عربی عبارت کا بطریق اختصار یہ ہے۔ کہ:۔

قتل اور صلب عیسٰی علیہ السلام کا نہیں ہوا جیسا کہ زعم یہود اور اکثر نصاریٰ کا تھا بلکہ اُس حواری نوجوان کا جس پر شباہت مسیح علیہ السلام کی ڈالی گئی تھی اور عیسٰی علیہ السلام زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے۔ اور دونوں ضمیریں بِہٖ اور مَوْتِہٖ عیسٰی علیہ السلام کی طرف ہیں۔ آیت وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ الآیۃ میں کیونکہ ماقبل میں ذکر انہی کا ہے۔ یا ضمیر بہٖ مضمون بالا کی طرف یعنی مرفوع ہونا عیسٰی علیہ السلام کا۔ اور آثار صحابہ اور تابعین مثل ابن عباس وابی ہریرہ وعبداللہ بن مسعود ومجاہد وقتادہ وغیرہم کے اسی پر دال ہیں۔ اور ضمیر بہٖ کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا عیسٰی علیہ السلام کی طرف پھیرنی اور موتہٖ کی اہل کتاب کی طرف یہ احتمال واقعہ میں درست ہے لیکن آیت مذکورہ سے اس مقام میں مراد نہیں اور عیسٰی علیہ السلام اُتریں گے آسمان سے قبل قیامت کے حاکم عادل توڑیں گے صلیب کو یعنی دین اسلام کے سوا اور دینوں کو باطل کریں گے دفع کرائیں گے خنازیر کو یعنی حکم قتل کا دیں گے۔ اہل کتاب سے سوا دین اسلام کے اور کچھ قبول نہ کریں گے۔ مال اس قدر ہوگا کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔ لذت عبادت کی ایسی ہوگی کہ ایک سجدہ کل دُنیا سے زیادہ لذیذ ہوگا حسد بغض، عداوت اور باقی صفات ذمیمہ نہ رہیں گی۔ شیر، اُونٹ، چیتا، گائے، بھیڑیا، بکری، سانپ۔ وغیرہ ایک دُوسرے کے ساتھ چریں گے اور کھیلیں گے۔ ضرر نہ دیں گے عیسٰی علیہ السلام حج عمرہ ادا کریں گے۔ مسیح سے قبل دجال کے زمانہ میں سخت قحط سالی ہوگی۔ اُس زمانہ میں طعام کی جگہ تہلیل تکبیر اور تسبیح سے حیات بسر کریں گے جب آسمان سے نازل ہوں گے تو امام مہدی علیہ السلام کو نماز میں آگے کھڑا کریں گے اور خود بھی بعد کو امام ہوں گے قتل کریں گے دجال کو جو ایک شخص معین ہے۔ اور ہلاک ہوگی قوم یاجوج ماجوج اُن کی برکت سے۔

واخرج البخاری فی تاریخہ والطبرانی عن عبد اللہ بن سلام قال یدفن عیسٰی بن مریم مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصاحبیہ فیکون قبرہ رابعاً۔ اخراج کیا بخاری نے بیچ تاریخ اپنی کے اور طبرانی نے عبداللہ بن سلام سے۔ فرمایا عبداللہ بن سلام نے دفن کیے جائیں گے عیسٰی بیٹے مریم کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کے پس ہوگی قبر مبارک اُن کی چوتھی۔

واخرج الترمذی وحسنہ عن محمد بن یوسف بن عبد اللہ بن سلام عن ابیہ عن جدہ قال مکتوب فی التوراۃ صفۃ محمد وعیسٰی بن مریم یدفن معہ۔ اور اخراج کیا ترمذی نے ساتھ تحسین کے فرمایا عبداللہ بن سلام نے کہ صفت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

کی تورات میں موجود ہے اور یہ بھی تورات میں ہے کہ عیسٰی ابنِ مریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدفون ہوں گے۔

عن عائشۃ قالت قلتُ یارسول اللہ انی اریٰ انی اعیش بعدک فتأذن لی ان اُدفن الی جنبک فقال وانی لی بذالک الموضع مافیہ الا موضع قبری وقبرابی بکر وعمر وعیسٰی بن مریم۔ فرمایا حضرت عائشہؓ نے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں عرض کی کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی۔ اگر اجازت ہو تو میں آپ کے پاس مدفون ہوں۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے پاس تو ابوبکر اور عمر اور عیسٰی علیہ السلام کی قبر کے سوا اور جگہ نہیں ہے۔

عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عیسٰی بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد لہ یمکث خمسا واربعین سنۃ ثم یموت ویدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسٰی بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکرؓ وعمرؓ۔ رواہ ابن الجوزی فی کتاب الوفاء۔ روایت کیا ابن جوزی نے بیچ کتاب وفا کے عبداللہ بن عمرو سے کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتریں گے عیسٰی بن مریم آسمان سے پس نکاح کریں گے اور صاحب ولد ہوں گے جب فوت ہوں گے مدفون ہوں گے ساتھ میرے پس کھڑے ہوں گے ہم دونوں ایک قبر (یعنی مقبرہ) درمیان ابوبکرؓ اور عمرؓ کے۔

اور روایت کیا ترمذی نے بعض اس حدیث کا جس میں روایت کیا بعض راویوں سے۔ وقد بقی فی البیت موضع قبر۔ یعنی قبر مبارک کے پاس جگہ خالی ہے واسطے عیسٰی علیہ السلام کے محقق ابن جرزی فرماتے ہیں پاس عمرؓ کے مدفون ہوں گے۔ کیونکہ ہم کو خبر دی ہے بہتیروں نے حجرہ شریف کے اندر جانے والوں میں سے کہ خالی جگہ عمرؓ کی جنب میں ہے۔

آثار دربارہ مرفوع ہونے جسم مسیح اور احادیث نزول عیسٰی علیہ السلام کی سوا ان کے جو بیان کر چکا ہوں اور بھی بکثرت موجود ہیں جس کا جی چاہے تفسیر ابن کثیر اور تفسیر درمنثور اور تفسیر ابن جریر کو ملاحظہ فرمائے۔ اگر ان سے بھی اطمینان حاصل نہ ہو تو کنز العمال و مسند امام احمد وغیرہ کتب احادیث کو مطالعہ فرمائے۔ مگر مومن فہیم کے واسطے اس قدر آثار اور احادیث سے جو بیان کر چکا ہوں۔ یہ احادیث متواترہ ہیں۔ نزول مسیح کا جو مستلزم ہے رفع کو سب میں اتفاقی ہے زیادہ بیان ہونا افعال اور صفات کا بعض حدیثوں میں اور بعضوں میں کم۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ جس قدر اوصاف بذریعہ وحی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوتے ان کو بیان فرمایا۔ سامع نے ان کو یاد رکھا۔ پھر جب اور معلوم ہوتے ان کو پھر بیان فرمایا۔ علیٰ ہذا القیاس۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى۔ یہی وجہ ہے کہ بعض راویوں میں سے بعض صفات اور احوال مروی ہیں دوسرے سے کچھ اور کبھی ایک راوی کی روایت میں کمی بیشی ہوا کرتی ہے۔ اس کی بھی یہی وجہ ہے۔

احادیث نزول مروی ہیں ان اصحاب کبار وغیرہم سے۔ ابوہریرہ۔ عبداللہ بن مسعود۔ عثمان بن ابی العاص۔ ابی امامہ۔ نواس ابن سمعان۔ عبداللہ بن العاص۔ مجمع بن جاریہ۔ ابی شریحہ۔ حذیفہ بن اسید۔ جابر۔ سمرہ بن جندب۔ عمرو بن عوف۔ عمران بن حصین۔ کیسان۔ حذیفہ بن یمان۔ عائشہ۔ عبداللہ بن عباس۔ انس رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

**توضیح**۔ معنے آیت وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ کا یہ ہے کہ اہل کتاب موجودہ میں سے وقت نزول مسیح کے قبل از موت ان کے ہر ایک ایمان لائے گا ساتھ واقعیت مضمون بالا کے یعنی اٹھایا جانے ان کے آسمان کی طرف۔ اور ساتھ اس کے کہ وہ نبی صادق گذرے ہیں اپنے وقت میں۔ یہود گذشتہ ہمارے مفتری اور کافر یہ نبی صادق تھے۔ یہی مراد ہے آیۃ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ سے۔ اسی لیے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا ابوہریرہؓ وقت بیان حدیث بخاری والذی نفسی بیدہ لیوشکن الخ کے آیۃ مذکورہ کو نزول مسیح ابن مریم پر شاہد لاتے ہیں۔ اور اس استشہاد سے ہر ایک عاقل ادنیٰ تدبر سے معلوم کر سکتا ہے کہ اس حدیث مذکور میں جس کا مضمون یہ ہے۔ قسم ہے مجھ کو اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ضرور ہی اتریں گے تم میں مریم کے بیٹے حاکم بشرع محمدی

marfat.com
Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم منصف ہو کر اور خنزیر کو حلال جاننا اور صلیب پرستی یہ سب امور جو ان کے پیچھے ان کی شرع میں داخل سمجھے گئے ہیں ان سب کو موقوف کریں گے یہاں تک کہ ان کے عہد میں ملتِ اسلام ہی باقی رہے گی۔ اور محبت عبادت اور اعراض دنیا سے ایسا ہوگا کہ ایک سجدہ بہتر سمجھا جائے گا سب دنیا اور دنیوی اشیاء سے۔ مراد وہی ابن مریم ہے جو نبیِ وقت اور صاحب انجیل ہے۔ ورنہ بیان حدیثِ مذکور کے وقت استشہاد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا ابوہریرہؓ کا بآیتِ مذکورہ کیا معنے رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب آیتِ مذکورہ میں اس نبی وقت کا ذکر ہے تو حدیث میں بھی ضرور اسی کے نزول سے حلفی طور پر خبر دی گئی ہے۔ جیساکہ استشہاد بآیت مذکورہ وقت بیان حدیث کے ارادہ مثیلِ مسیح کو باطل کرتا ہے ایسا ہی عدم وقوع ان امور کا زمانہ حال میں جو حدیث میں بیان ہوتے ہیں۔ جناب مرزا صاحب اس حدیث شریف کا مصداق بتاویل مثیل اپنے زعم میں تو بنے مگر موقوف کرنا صلیب پرستی اور خنزیر خوری کا اور سب ملتوں کا ایک ملتِ اسلام ہی ہو جانا اور کثرت مال کی یہاں تک کہ اس کو کوئی قبول نہ کرے۔ اور ایک سجدہ کا عزیز تر ہونا سب دنیا سے یہ علاماتِ نزولِ مسیح کہاں؟ اور نیز اگر آپ مراد ہیں حدیث مذکور سے تو آپ کے پیدا ہونے میں کسی کو حضار مجلسِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعجب اور استعظام ہی کیا تھا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قسم اٹھا کر بعد ازاں نزول اور قرب کو لام تاکید اور نون ثقیلہ سے مؤکد کر کے یعنی لَيُوشِكَنَّ فرما کر حاضرین کا تردد دفع فرماتے رہے۔

جاننا چاہیئے کہ یہ معنے آیۃ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ کا جو لکھ چکا ہوں یہی معنے کیا ہے ابوہریرہؓ نے۔ اور ایک روایت میں عبداللہ ابن عباس نے بھی۔ اور اسی معنے کو ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں بشہادت سیاقِ کلام یعنے چسپاں ہونے اس معنے کے ماقبل سے ترجیح دی ہے۔ اور دوسرا معنے جو ایک روایت میں ابن عباسؓ سے مروی ہے وہ بیان ایک وجہ کا ہے وجوہ آیت میں سے۔ اور واقعی ہونا اس معنے کا مقتضیٰ اس کا نہیں کہ مراد آیۃ سے وہی ہو۔ واقعیتِ مضمون اور ہے اور مراد ہونا کلام سے اور۔ وہ معنے یہ ہے کہ ہر ایک اہل کتاب اپنی موت سے پہلے عیسیٰ بن مریم کے ساتھ جب عند الموت متجلی ہوں گے ایمان لاتے گا۔

**چوتھی** وجہ بطلان اس مذہب کی یہ آیت یعنی وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ بھی ہے کیونکہ منطوقہ دال ہے نزولِ مسیح بن مریم پر جو مستلزم ہے رفع جسمی کو۔

**پانچویں** وجہ بطلان کی وعدہ فرمانا اللہ تعالیٰ کا ہے مسیح بن مریم سے کہ میں تجھ کو یہود کے ہاتھ سے بچاؤں گا۔ تو پھر تعجب ہے کہ بعد تسکین بخشی کے اس قول سے یعنی اِنِّیْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ۔ یہود کے ہاتھ میں گرفتار کرا کر کو بکو رسوا کرنا اور مارپیٹ کے بعد صلیب پر انہی کے ہاتھ سے دلانا اتنی تکلیف کے بعد صلیب سے زندہ اتار لانا آیا یہی ثمرہ ایفاء عہدِ خداوندی اور اثر اجابت دعاؤں مسیحیہ کا نکلا جو رات بھر روتے چلاتے مانگی جاتی تھیں۔

**چھٹی** وجہ بطلان کی اتصال رفع کا ساتھ کلمہ بَلْ کے یعنے بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کہنا اور حسب مرقوم جناب مرزا صاحب یوں چاہیئے تھا بَلْ بَقِیَ حَیًّا ثُمَّ تَوَفّٰهُ اللّٰهُ وَرَفَعَهُ اِلَیْهِ۔

**ساتویں** وجہ آیۃ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ہے یعنی بالتحقیق نزولِ مسیح ابنِ مریم اسبابِ علمِ قیامت میں سے ہے۔ اخرج الفریابی و سعید بن منصور ومسدد وعبد بن حمید وابن ابی حاتم والطبرانی من طرق عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی قولہ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ قال خروج عیسٰی قبل یوم القیٰمۃ واخرج عبد بن حمید عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ قال خروج عیسٰی یمکث فی الارض اربعین سنۃ تکون تلک الاربعون اربع سنین یحج ویعتمر۔ واخرج عبد بن حمید وابن جریر عن مجاھد رضی اللہ تعالیٰ عنہ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ قال اٰیۃ للساعۃ خروج عیسٰی بن مریم قبل یوم القیامۃ۔ واخرج عبد بن حمید وابن جریر عن الحسن رضی اللہ عنہما وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ قال نزول عیسٰی واخرج ابن جریر من طرق عن

marfat.com
Marfat.com

ابن عباس رضی اللہ عنہما وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ قال نزول عیسٰے۔ (تفسیر دُرِ منثور)

حاصل یہ ہے کہ عبد اللہ ابن عباس اور ابو ہریرہ اور مجاہد اور حسن رضی اللہ عنہم سے بطرقِ متعددہ مروی ہے کہ ضمیر اِنَّهٗ جو آیت وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ میں ہے عیسٰی علیہ السلام کے نزول کی طرف پھرتی ہے۔ وقال الامام احمد حدثنا هاشم بن القاسم حدثنا شیبان عن عاصم بن النجود عن ابی رزین عن ابی یحیٰی مولی بن عقیل الانصاری قال قال ابن عباس رضی اللہ عنہما لقد علمت اٰیة من القراٰن الخ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ قال هو خروج عیسٰے بن مریم علیه السلام قبل یوم القیٰمة وقوله سبحانه وتعالٰی وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ تقدم تفسیر ابن اسحاق ان المراد من ذٰلك مابعث به عیسٰی علیه السلام من احیاء الموتٰی وابراء الاکمه والابرص وغیر ذٰلك من الاسقام وفی هذا نظر وابعد منه ماحکاه قتادة عن الحسن البصری وسعید بن جبیر ان الضمیر فی انه عائد علی القراٰن بل الصحیح انه عائد علی عیسٰے علیه السلام فان السیاق فی ذکره ثم المراد بذٰلك نزوله قبل یوم القیٰمة کما قال تبارك وتعالٰی وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ای قبل موت عیسٰی علیه السلام ثم یوم القیٰمة یکون علیهم شهیدا ویؤید هذا المعنی القرأة الاخرٰی وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ای امارة ودلیل علی وقوع الساعة۔ قال مجاهد وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ خروج عیسٰی ابن مریم علیه السلام قبل یوم القیٰمة۔ وهکذا روی عن ابی هریرة وابن عباس وابی العالیة وابی مالك وعکرمة والحسن وقتادة والضحاك وغیرهم وقد تواترت الاحادیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم انه اخبر بنزول عیسٰی علیه السلام قبل یوم القیامة اماما عادلا الخ (تفسیر ابن کثیر)

حاصل۔ روایت کی امام احمد نے عبد اللہ ابن عباس سے اسنادِ صحیح کے ساتھ کہ فرمایا انہوں نے وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ اے خروج عیسٰی علیہ السلام یعنی نزول اُن کا قبل قیامت کے یہی مروی ہے مجاہد۔ ابوہریرہ۔ ابوعالیہ۔ ابومالک۔ عکرمہ حسن۔ قتادہ ضحاک وغیرہم سے۔ اور یہی صحیح ہے بنظر ماقبل کے۔ اور اسی کو تائید دیتی ہے دوسری قراۃ۔ اور آیۃ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ احادیث نزول کی بطریق تواتر بھی اسی کی تائید کرتی ہیں پس ضمیر اِنَّهٗ کی قرآن کی طرف پھیرنی غیر صحیح ہے سیاق اور اقوال صحابہ اور تابعین کی رُو سے۔ اور عیسٰی علیہ السلام کی طرف پھیرنی باعتبار زندہ کرنے اُن کے مُردوں کو وغیرہ وغیرہ یہ بھی غیر صحیح ہے بلحاظ تفسیر صحابہ اور تابعین کے اور بلحاظ سیاق ایضاً بنظر دقیق اعلم بالقرآن ابن عباس بروایت ابی صالح بھی اس آیت میں یونہی فرماتے ہیں۔

اب بخوبی واضح ہو چکا کہ مرزا صاحب ازالہ اوہام میں جو اِنَّهٗ کی ضمیر کا مرجع قرآن لکھتے ہیں غیر صحیح ہے۔ سیاق آیۃ اور تفاسیر صحابہ و تابعین کی رُو سے قولہ تعالیٰ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ الخ اس آیۃ میں مِنْهُ کی ضمیر اور ایسا ہی اَمْ هُوَ اور اِنْ هُوَ اور اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ اور جَعَلْنٰهُ یہ سب ضمائر ابن مریم کی طرف ہی راجع ہیں۔ مرزا صاحب اگر وَاِنَّهٗ کی ضمیر کو قرآن کی طرف پھراتے ہیں تو ان ضمائر مذکورہ کو بھی قرآن کی طرف راجع فرمائیں۔ تاکہ تحریف مضمون قرآن کریم کی بخوبی ہو جائے۔ نزول مسیح مستلزم ہے رفع جسمی اور حیات مسیح الی الآن اور بطلان مذہب مذکور کو۔

آٹھویں وجہ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے من جملہ علامات قیامت کے خروج شخص معین مسمّی بہ دجّال یہود میں سے اور مسیح ابن مریم کا بعد نزول اُس کو قتل کرنا بیان فرمایا بمقتضائے آیت مذکورہ ہم کو ایمان بما جاء بہ الرسول علیہ السلام واجب اور انکار اس کا موجب کفر ہے۔ خیال رکھنا چاہیے کہ رفع جسمی مسیح اور نزول کا ثبوت چونکہ قرآن کریم اور احادیثِ صحیحہ متواترہ سے نہایت واضح طریق پر ہو گیا تو بعد اس کے مومن بما جاء بہ الرسول علیہ السلام کو ہرگز ہرگز متوجہ ہونا اناجیل کی طرف بباعث دھوکا کھانے یہود اور نصارٰی کے اس مقام میں بوجہ القاء شبہ جائز نہیں اسی دھوکا کھانے اور تشکیک کی وجہ سے تواتر

marfat.com

Marfat.com

اُن کا بھی قابلِ اعتبار نہیں کیونکہ اجتماعِ شکوک سے یقین حاصل نہیں ہوتا۔ واقعہ قتل اور صلب مسیح جو اناجیل میں مذکور ہے۔ اور ایسا ہی افترار یہود کہ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ الخ کہتے تھے ان کی تکذیب نص وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ اور مَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ سے ہو چکی جیسا کہ مسیح ابن مریم نے خود برنباس کو فرمایا تھا کہ اے برنباس چونکہ واری اور والدہ ہماری دُنیا دی محبت سے مجھے ابن اللہ کہتے تھے یعنی اُس معنے سے جو کسی کے لائق نہیں۔ خُداوند نے چاہا کہ قیامت کے دن مجھ پر ہنسی نہ ہو۔ تو دُنیا میں یہُود کی مصلوبیت اور موت سے مجھے بدنام نہ کرنا لیکن یہ غلطی تا وقتِ تشریف آوری محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوگی جب وُہ تشریف لائیں گے تو اس غلطی کو دفع فرمائیں گے انجیل برنباس ادریس کا قول نامہ یہودا میں اسی مضمون پر دال ہے کہ لوگ صاحب یعنی مسیح پہ ہنسیں گے اور جب محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں گے تب لوگوں کو سزا دیں گے۔ مطابق اس پیشین گوئی مسیح کے قرآن کریم نے برأت مسیح کی تہمت قتل اور مصلوبیت سے بیان فرمائی جیسا کہ اصل واقعہ یعنی رفع مسیح علی السمار کو ذکر کیا کیونکہ رفع الی اللہ اور رفع علی السمار مساوق ہیں۔

الغرض کتب سابقہ میں سے جس مضمون کی تکذیب قرآن کریم یا احادیث صحیحہ متواترہ سے ہو گئی ہو ہرگز قابلِ اعتبار نہیں۔ اور جس مضمون کا مصدق قرآن کریم ہو اُس کی نقل بطریقِ استشہاد لا من حیث الاعتضاد جائز ہوگی جیسا کہ حدیث بخاری بلّغوا عنی ولو اٰیۃً وحدثوا عن بنی اسرائیل ولاحرج الخ کے محمل کی یہی صورت ہے اور جس کی تصدیق اور تکذیب دونوں سے قرآن کریم ساکت ہو اُس کے بارہ میں مومن کو چاہیے کہ مطابق حدیث شریف لاتصدقوھو ولاتکذبوھو کے نہ تصدیق اُس کی کرے اور نہ تکذیب۔ (تفسیر ابن کثیر) بناءً علیہ جس مقام میں روایت اناجیل کی مطابق نص قرآن کریم یا احادیث متواترہ کے ہو نقل اس کی جائز ہے۔ جیسا کہ رسُولوں کے اعمال۔ پہلا باب۔ ۹ درس۔ اور وُہ یہ کہہ کے اُن کے دیکھتے ہُوئے اُوپر اُٹھایا گیا اور بدلی نے اُسے اُن کی نظروں سے چھپا لیا۔ ۱۰۔ اور اُس کے جاتے ہُوئے جب وے آسمان کی طرف تک رہے تھے دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے اُن کے پاس کھڑے تھے۔ ۱۱۔ اور کہنے لگے۔ اے جلیلی مردو تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو۔ یہی یسُوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اُٹھایا گیا ہے اُسی طرح جس طرح تم نے آسمان کو جاتے دیکھا پھر آوے گا۔ اس میں فقرہ (پھر آوے گا) مطابق آیۃ وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ الخ اور آیۃ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ اور احادیث نزُول کے ہے۔

**سوال**۔ افقہ الناس ابن عباس نے مُتَوَفِّیْكَ کا معنے مُمِیْتُكَ کا لیا ہے بناءً علیہ یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ کا معنے یہ ہوا کہ اے عیسےٰ میں تجھے مارنے والا ہُوں۔ اِسی طرح فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ میں بھی۔ اس سے جب وفاتِ مسیح بن مریم ثابت ہو چکی تو بالضرور بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ میں رَفعْ سے رَفعْ رُوحانی لینا پڑے گا۔ اور احادیث نزُولِ مسیح واجب التاویل ہوں گی۔ کیونکہ مرنے کے بعد ارواحِ مقربین بشہادت قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ اور فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ اور احادیثِ صحیحہ کے جنت میں داخل ہوتی ہیں۔ بعد ازاں بموجب آیۃ وَمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ جنت سے نکالی نہیں جاتیں۔ بناءً علیہ مسیح ابن مریم بعد مر جانے کے دوبارہ دُنیا میں ہرگز نہیں آسکتے۔

**جواب**۔ افقہ الناس ابنِ عباسؓ کا فیصلہ ہم کو بسر وچشم منظور ہے۔ مگر پہلے آپ علی رؤس الاشہاد اقرار کر لیویں کہ ہم بھی افقہ الناس کے قول سے منحرف نہ ہوں گے۔ اِنسان معاملہ سے پہچانا جاتا ہے۔ ناظرین ازالہ اور ایام الصلح سے معلوم کر سکتے ہیں۔ کیا آپ نے قصۂ صعود ایلیا سے جو کتاب سلاطین میں مذکور ہے اپنے دعوٰے پر تمسک نہیں پکڑا۔ اور اُسی کتاب میں صعُودِ ایلیا بجسدہ العنصری جو مذکور ہے پھر اس سے منحرف نہیں ہُوئے۔ یا مسیح کے مصلُوب ہونے میں پہلے اناجیل اربعہ سے کام لے کر بعد ازاں رفع جسمی سے جو کتاب اعمال میں صراحۃً مذکور ہے منحرف نہیں ہُوئے۔ یا توفّی کے معنے لینے میں ابنِ عباس کو اَعْلَمْ بالقرآن سمجھ کر مقتدیٰ بنا کے اور اُن کی اتباع کا دم بھر کے بعد ازاں آیت بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ اور ایسا ہی وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ اور فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ اور قَبْلَ مَوْتِهٖ کے معنے میں جو وَاِنْ مِّنْ

marfat.com
Marfat.com

اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ میں مذکور ہے۔ اور ایسا ہی وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ ان سب میں قول افقہ الناس ابن عباس کو سلام نہیں کہا۔ یا اجماع اُمّتِ مرحومہ کو عقیدہ رفع جسمی مسیح پر پہلے اجماع کو رانہ ازالہ اوہام میں اور اہل اجماع کو حزب نادان اور بے حیا ایام الصلح میں قرار دے کر پھر سب کے عقیدہ کو مطابق اپنے عقیدہ کے بدلائل واہیہ ازالہ اور ایام الصلح میں ثابت نہیں کیا۔ اور احادیث نزول اور ظہور دجال کو پہلے بعض کو ضعیف اور بعض کو مضطرب اور بعض کو مخالف توحید ٹھہرا کر بعد ازاں اُنہیں کا مصداق خود ہی نہیں بن گئے۔

بعد اس کے اوّلاً تو یہ معروض ہے کہ اثر مذکور ابن عباس کا علی بن ابی طلحہ کے مروی ہے۔ اور اہل الجرح والتعدیل کو اس میں کلام ہے چنانچہ قسطلانی نے تضعیف اور عدم ثبوت ملاقات اُس کی کو ساتھ ابن عباس کے ذکر کیا ہے۔ اور تقریب میں ہے علی بن ابی طلحۃ سالم مولی بنی العباس سکن حمص ارسل عن ابن عباس ولم یرہ من السادسۃ صدوق قد یخطی۔ انتھی۔ وفی الخلاصۃ قال احمد لہ اشیاء منکرات۔ وفی المیزان قال احمد بن حنبل لہ اشیاء منکرات۔ قال دُحیم لم یسمع علی بن ابی طلحۃ التفسیر عن ابن عباس۔

اور ثانیاً بر تقدیر صحت کے مثبت اس امر کا نہیں ہو سکتا کہ معنے مذکور کو یعنے مُمِیْتُکَ مذہب ابن عباسؓ کا قرار دیا جائے۔ بلکہ جائز ہے کہ من جملہ دیگر مباحثات یومیہ صحابہ کرام کے بطریق بیان احتمال ہو۔ پہلے مفسرین کے زمانہ میں چونکہ اسالیب تقریر منقح ہونے میں نہیں آئے تھے۔ لہٰذا تحریر احتمالی ان کی تقریر بالجزم سے مشتبہ ہو جاتی ہے۔ مثلاً ابن عباس آیت فَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ کے متعلق فرماتے ہیں لا اجد فی کتاب اللہ الا المسح ولکنھم ابوا الا الغسل یعنی قرآن کریم میں بغیر مسح پاؤں کے میں نہیں پاتا ہوں لیکن یہ لوگ یعنی صحابہ کرام نہیں مانتے مگر غسل کو۔ اب جو شخص حقیقت روزمرہ مباحثہ صحابہ سے واقف ہوگا وہ مسح قدموں کو مذہب ابن عباسؓ کا سمجھ لے گا۔ حالاں کہ ابن عباسؓ کو ایک اشکال کی تقریر کرنی منظور ہے تاکہ امتحان کریں کہ علماء عصر اس اشکال کے دفع میں کیا کہتے ہیں۔ مذہب آپ کا وہی غسل قدمین ہے۔ مانحن فیہ میں بھی محمل ہے کہ تفسیر مُتَوَفِّیْکَ مُمِیْتُکَ کے ساتھ اسی قبیل سے ہو۔ اور یہ کوئی خیال نہ فرمائے کہ اس تقریر پر نقل سے امان اُٹھ جائے گا کیونکہ محمل مذکور پر آثار صریحہ ابن عباس کے جو متعلق بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ اور وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ الخ اور وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ کے بالاسناد لکھ چکا ہوں شاہد ہیں۔ ماسوا اُن کے احادیث نزول مرویہ ابن عباسؓ کی بھی مؤید احتمال مذکور ہیں۔ وذکر العینی۔ وروی ابو نعیم فی کتاب الفتن من حدیث ابن عباس ان عیسٰی اذ ذاک یتزوج فی الارض فیقیم بھا تسع عشرۃ سنۃ الی ان قال وعن ابن عباس یتزوج الی قوم شعیب وختن موسٰی علیہ السلام وھو جذام فولد لہ فیھم ویقیم تسع عشرۃ سنۃ۔ انتھی۔

اور ثالثاً اگر ابن عباسؓ کا مذہب بھی مانا جائے تاہم عقیدہ اجماعیہ اسلامیہ کو مضر نہیں کیونکہ ابن عباسؓ بلحاظ نص بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ جس میں موت طبعی کا معنے لینا ممکن نہیں جیسا پہلے گذر چکا ہے آیت یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ میں بعد ارادہ معنی مُمِیْتُکَ کے قائل بہ تقدیم و تاخیر ہے۔ اخرج اسحٰق بن بشر و ابن عساکر من طریق جوھر عن الضحاک عن ابن عباس فی قولہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ یعنی رافعک ثم متوفیک فی اٰخر الزمان۔ (درمنثور) حاصل۔ ابن عباس سے قول اللہ تعالیٰ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ میں تقدیم و تاخیر مروی ہے یعنی یوں عبارت آئی ہے کہ رافعک ثم متوفیک فی اٰخر الزمان اور ایسا ہی تفسیر عباسی میں بھی۔ اور ظاہر ہے کہ کوئی باعث قول تقدیم و تاخیر کا آیۃ مذکورہ میں سوائے تطبیق کے مابین نصوص کے نہیں۔ شواہد تقدیم و تاخیر کے آیات قرآنیہ میں یہ ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰہَ جَھْرَۃً میں بھی ابن عباسؓ سے تقدیم و تاخیر مروی ہے یعنی اُنہوں نے یوں تفسیر کی فقالوا جھرۃً ارنا اللہ اور ابن حاتم نے قتادہ سے قولہ تعالیٰ فَلَا تُعْجِبْکَ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ بِھَا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا میں تقدیم و تاخیر روایت کی ہے۔

marfat.com

Marfat.com

یعنی فرمایا کہ اصل عبارت اِس طرح ہے فلا تعجبك اموالهم ولا اولادهم فی الحیوة الدنیا انما یرید الله لیعذبهم بها فی الاخرة۔ اور مجاہد سے قوله تعالیٰ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا قَيِّمًا یعنی انزل علی عبده الکتب قیمًا ولم یجعل له عوجًا مروی ہے۔ اور قتادہ سے قوله سبحانه اِنِّیْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ میں اِنِّیْ رَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُتَوَفِّيْكَ مروی ہے۔ اور عکرمہ سے قول باری عزاسمہ۔ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ میں لهم عذاب شدید یوم الحساب بما نسوا مروی ہے۔ اگر زیادہ مرویات صحابہ کرام و تابعینؒ وغیرہ دربارہ تقدیم و تاخیر دیکھنے منظور ہوں تو بالتفصیل تفسیر اتقان سے ملاحظہ فرمائیں۔ و نیز فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَذٰلِكَ يُوْحِیْ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ۔ اِنَّا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ كَمَا اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ الخ میں معطوف باعتبارِ تحقق خارجی کے معطوف علیہ سے مقدم ہے۔ اور قرآن شریف میں ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ جن میں معطوف معطوف علیہ سے تحقق میں مقدم ہے۔

الغرض آپ کو قول ابنِ عباسؓ کا مُتَوَفِّيْكَ مُمِيْتُكَ فقط مفید نہیں ہو سکتا جب تک قول اُن کا متعلق فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِیْ کے ہیں ساقط عن الاعتبار ٹھہرائیں۔ یا ہم قول ابن عباس کا متعلق فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِیْ کے جو دال ہو اراده معنے غیرموت پر بیان کرتے ہیں۔ اخرج ابوالشیخ عن ابن عباس اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ یقول عبیدك قد استوجبوا العذاب بمقالتهم وان تغفر لهم ای من ترکت منهم ومد فی عمره (یعنی عیسٰی علیه السلام) حتی اهبط من السماء الی الارض یقتل الدجال فنزلوا عن مقالتهم ووحدوك واقروا انا عبید وان تغفر لهم حیث رجعوا عن مقالتهم فانك انت العزیز الحکیم۔ (جلال الدین سیوطی دُرِ منثور)

ایسا ہی تفسیر عباسی میں تَوَفَّيْتَنِیْ کا معنے رفعتنی مذکور ہے۔ اگر آپ کو ابنِ عباسؓ کا مسلک لینا ضروری ہے تو قبول فرمادیں یہ تو نہ ہو کہ تارکِ صلوٰۃ نے تمسک آیۃ وَلَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ سے پکڑا۔ دُوسرے نے کہا میاں ابھی مضمون پُورا نہیں ہوا۔ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى کو بھی ساتھ ملاحظہ کرو جس کا مضمون یہ ٹھہرا کہ حالتِ نشہ میں ملازمت پڑھو۔ تو متمسک (اوّل) نے کہا کہ سارے قرآن پر تمہارا باپ عمل کرتا ہوگا ہم سے اگر ایک آیت پر بھی ہو تو بڑی بات ہے۔ قولِ ابنِ عباس اگر قابلِ احتجاج ہے تو اس کو اوّل سے آخر تک ملاحظہ فرمادیں۔ پھر دیکھئے رفعِ جسمی کس طرح کھلے کھلے طور پر بشہادت تفسیر ابنِ عباس ثابت ہوتا ہے۔

اَب ناظرین بانصاف سمجھ چکے ہوں گے کہ تفسیر ابنِ عباس کا پیرو اور متبع کون ہے۔ اَور یہ بھی ظاہر ہو گیا ہو گا کہ مرزا صاحب نے اتباع ابنِ عباس کو تو بجائے خود چھوڑا اُلٹا بہتان صحابی پر باندھا جیسا کہ امام بُخاری کے اُوپر کہ وُہ بھی حدیثِ نزول ابنِ مریم میں مثیلِ ابنِ مریم مُراد لیتے ہیں بلکہ سب ائمہ سلف کا یہی اعتقاد تھا یعنی وفات مسیح ابنِ مریم۔

مَیں کہتا ہُوں امام بُخاری تو احادیثِ نزول کے تراجم میں آیات سُورۂ مریم اَور آلِ عمران کو لاکر بعد ازاں بیان احادیث فرماتے ہیں۔ اَب ہر ایک مُنصف سمجھ سکتا ہے کہ اگر آیاتِ قرآنی میں ذکر مسیح بن مریم کا ہے جو نبی وقت تھے تو اُن احادیث میں بھی اُن کا ذکر ہوگا۔ اَور اگر آیات میں ذکرِ خیر جناب مرزا صاحب کا ہے تو احادیث میں بھی مثیلِ بن مریم مُراد ہوگا۔ میں نہایت متعجب ہُوں کہ مرزا صاحب ازالۂ اوہام میں بڑے زور سے علماءِ اسلام پر اعتراض کرتے ہیں کہ حدیثِ بُخاری والذی نفسی بیده الخ میں مولوی صاحبان فقرہ یکسر الصلیب اَور ایسا

---

لہ دُوسری وجہ بُہتان کی امام بُخاری پر وُہ حدیث ہے جس کو امام بُخاری نے تاریخ میں بیان کیا ہے جس کو مَیں لکھ آیا ہُوں۔ تیسری وجہ بُہتان کی کہنا بُخاری کا باب نزول عیسٰی بن مریم اگر مذہب امام بُخاری کا مثیلِ عیسٰی ہوتا تو استعارہ کے طور پر بیان کرتا بلکہ تصریح بہ مذہب خود ضروری تھی۔ ۱۲ منہ

marfat.com

Marfat.com

ہی یقتل الخنزیر میں تو تاویل سے کام لیتے ہیں اور ابنِ مریم سے مثیل اُن کا مُراد لینے میں ماوّل کو مُجد قرار دیتے ہیں) معروض خدمت ہے کہ علماء اِسلام کس طرح پر تاویل کر سکیں۔ بعدازاں کہ نصُوصِ قرآنیہ سے بہ تفسیر ابنِ عباس رفعِ جسمی اور نزولِ مسیح صاحبِ انجیل کے ساتھ ایمان لا چکے ہوں۔ اور پیشین گوئیاں حلفی اور تاکیدی طور پر اُسے مسیح کے بارہ میں آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بطریقِ تواتر معنوی سُن چکے ہوں جس میں امکانِ تاویل بہ مثیل بھی گنجائش نہیں رکھتا۔ مثلاً شبِ معراج مسیح ابنِ مریم کا بوقت گفتگو ہونے کے قیامِ قیامت کے بارہ میں فرمانا کہ تعیینِ وقت تو میں نہیں کر سکتا مگر میرے ساتھ میرے رب نے عہد کیا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تو زمین پر اُتر کر دجال اور قوم یاجوج ماجوج کو ہلاک نہ کرے گا۔ الخ (تفسیر دُرِّ منثور اور ابنِ کثیر اور خازن) اخرجہ احمد جیسا کہ اُوپر بیان کیا گیا اسناد اور متن اِس حدیث کا احادیث نزول میں جس کا اوّل یہ ہے قال احمد حد ثنا ھشیم عن العوام بن حوشب عن جبلۃ بن سحیم عن مؤثر بن غفارۃ عن ابن مسعود عن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قال لقیت لیلۃ اسری بی ابراھیم و موسیٰ و عیسےٰ علیھم السّلام۔ اور بھی روایت کیا اِس حدیث کو ابنِ ماجہ نے ساتھ اسناد دُوسرے کے۔ شاید مرزا صاحب ہی نے شبِ معراج میں بیان معاہدہ رب کا جواب مذکور ہوا ہے کیا ہو۔ اِس مضمون کا اِقرار کرنا بہ نسبت باقی افتراآت کے اُن کے سامنے کچھ بڑی بات نہیں۔

الغرض عُلماء اِسلام بعد ایمان بما جاء بہ الرسول علیہ السّلام کس طرح حدیث مذکور میں ابنِ مریم سے مثیل اُن کا مُراد لیں اور ایمان اپنا ضائع کریں اور دُنیا میں بھی مولوی کے مولوی رہیں۔ جناب مرزا صاحب کو اِتنا فائدہ تو ہے کہ لقب عیسویت اور شانِ مہدویت چند سادہ لوحوں کے سامنے حاصل کیا۔ عُلماء بے چاروں کو کیا فائدہ؟ جناب عالی! یہی وجہ ہے کہ عُلماء کی ابنِ مریم سے مثیل اُن کا نہ لینے کی۔ باقی رہا فقرہ یکسر الصلیب اور ایسا ہی ویقتل الخنزیر میں تعذر حقیقت دلیل ہے ارادہ مجاز کی۔ شاید آپ کے نزدیک وقوع مجاز ایک فقرہ کلام میں دلیل ہے سب کے سب فقراتِ کلام کے مجاز ہونے پر۔ ایسے خانہ زاد اصُول کے ایسے ہی نتائج ہوا کرتے ہیں۔ اور رابعاً تطبیق بین الآیات میں بعد اس کے کہ اِستشہاد بہ محاورہ قرآنیہ و عرف قرنِ اوّل و لُغت کے ہو کچھ ضرور نہیں کہ وجہ تطبیق ایک ہی معنے اور احتمال میں منحصر رکھی جاوے۔ ابنِ عباس اور سائر مفسرین صحابہ میں سے بعد مراعاۃ مذکور کے وجُوہ تطبیق میں اقوال متعددہ بیان فرماتے ہیں۔ بلکہ بحسب لایکون الرجل فقیھا کل الفقہ حتّٰی یرٰی للقراٰن وجوھًا کثیرۃ کے کمال تفسیر دانی کا معیار عدم حصر کو ٹھہرایا گیا ہے۔

اب ہم لفظ توفّٰی کا معنے سوائے معنے موت کے قرآنِ کریم اور لغت سے ثابت کر کے وجہ تطبیق بین الآیات بیان کرتے ہیں۔ توفّٰی ماخوذ ہے وفا سے۔ وفا کا معنے پُورا ہونا کہتے ہیں۔ فلانی شے کافی وافی ہے یعنی پُوری۔ ایفاء کا معنے پُورا کرنا۔ اور توفّٰی تفعّل ہے بمعنے استفعال کے یعنے اِستیفاء جس کا ترجمہ پُورا لینا۔ لغت کی کتابیں مثل صحاح اور صراح اور قاموس وغیرہ۔ اور ایسا ہی تفاسیر سب متفق ہیں معنے مذکور پر۔ اور یہ امر بھی نہایت ہی قابلِ غور ہے کہ لغت اور تفاسیر میں مستعمل فیہ کو بیان کرتے ہیں۔ گو کہ موضوع لہٗ نہ بھی ہو۔ بلکہ فرد ہی اس کا ہو۔ یا کسی نوع کا علاقہ معنے موضوع لہٗ سے رکھتا ہو جیسا کہ لفظ الٰہ جس کا معنے معبُودِ مُطلق ہے واجب ہو یا ممکن اور اٰلہۃ بمعنے معبُوداتِ مطلقہ کے۔ کواکب ہوں یا بُت یا آدمی۔ حالاں کہ بہت اہلِ لُغت اور مفسرین بھی تفسیر الٰہ کی اصنام کے ساتھ کر دیتے ہیں۔ صراح وغیرہ کُتبِ لُغت کو الٰہ کے متعلق دیکھیں۔ اور تفسیر ابنِ عباس کو متعلق اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ کے مُلاحظہ فرمائیں کہ اَمْوَاتٌ۔ اَصْنَامٌ لکھتے ہیں۔ ہر سلیم الطبع پر ظاہر ہے کہ اصنام یعنی بُت معنی موضوع لہٗ لفظ الٰہ کا نہیں بلکہ ایک فرد ہے معنی موضوع لہٗ کا جو معبُوداتِ مطلقہ اُوپر بیان کیا گیا ہے۔ بودے لوگ اُردو خوان رسمی مولوی ایسے مقامات کو دیکھ کر دھوکا کھا جاتے ہیں یعنی یہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ بھی بیان معنے وضعی کا ہے۔ بلکہ اُسی کو حصر کے طور پر بہ نسبت اس مطلق کے موضوع لہٗ قرار دیتے ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ مطلق کو فرد سے ممتاز نہیں کر سکتے۔ الغرض۔ الفاظ مشتقہ میں معنے حقیقی کبھی اور ہوتا ہے اور مستعمل فیہ اور۔ مانحن فیہ میں بھی مرزا صاحب اور اُن کے اتباع کو یہی دھوکا لگا ہوا ہے۔ لُغت کی کتابوں میں جو دیکھا کہ توفّٰی کا معنے موت بھی ہے۔ اور صحیح

marfat.com

Marfat.com

بُخاری میں مُتَوَفِّيكَ کی تفسیر ابن عباسؓ نے مُمِيتُكَ سے کی تو اس اشتباہ مذکور میں پڑ گئے۔

مَیں جانتا ہُوں کہ یہ لوگ اِلٰہ اور اموات کا معنےٰ اصنام ہی خیال کرتے ہوں گے۔ ورنہ توَفّی سے معنےٰ موت ہی کا لینے میں ایسے مستحکم نہ ہوتے۔ فی الواقع یُوں ہے کہ توَفّی اور استیفاء میں بجز پُورا لینے کے اور کچھ ماخوذ نہیں۔ توَفّی نے جس کے ساتھ تعلق پکڑا ہے دیکھا جائے گا وُہ کیا چیز ہے۔ رُوح ہوگی یا غیر رُوح۔ اگر رُوح ہے تو پکڑنا رُوح کا پھر منقسم ہے دو قسموں پر۔ ایک تو اس کا پکڑنا مع الامساک یعنے پکڑنے کے بعد نہ چھوڑنا اس کا نام تو موت ہے۔ موت کے مفہوم میں دو امر توَفّی کے مفہوم سے علاوہ اعتبار کیے گئے۔ ایک رُوح دُوسرا اِمساک۔ دُوسرا قسم توَفّی کا نیند ہے جس کے مفہوم میں قیدِ رُوح اور ارسال یعنے چھوڑ دینا ماخوذ ہے۔ الحاصل موت اور نیند دونوں فرد ہوتے توَفّی کے (تفسیر کبیر، ابن کثیر، شرح کرمانی صحیح بخاری) اور متعلق توَفّی کا اگر غیر رُوح ہو تو وُہ بھی یا جسم مع الرُّوح ہوگا جیسا کہ اِنِّیْ مُتَوَفِّيكَ یا اور چیز جیسا کہ توفیت مالی (قاموس) بیان اس امر کا جو مذکور ہو چکا ہے یعنی توَفّی کا معنےٰ فقط کسی شے کا پُورا لے لینا ہے۔ عام اس سے کہ وُہ شے رُوح ہو یا غیر رُوح اور بر تقدیر رُوح ہونے کے مقید بارسال ہو یا بامساک نص سے بھی ثابت ہے یعنی قرآن کریم کی اس آیت سے جس سے خُداوند کریم کو اظہار تصرف اور قُدرت اپنی کا اسی پیرایہ میں منظور ہے کہ اللہ تعالیٰ ارواح کو بعد القبض کہیں تو بند کر رکھتا ہے اور کبھی چھوڑ دیتا ہے۔ اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا الخ اللہ تعالیٰ قبض فرماتا ہے ارواح کو حالتِ موت اور نیند میں فقط اتنا ہی فرق ہے کہ موت میں اِمساک اور نیند میں ارسال ماخوذ ہے۔ اس آیت میں تو استعمال لفظ توفی کا مُشترک میں ظاہر ہے یعنی فقط قبض اور ارواح مدلول ہے لفظ انفس کا اور آیت وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ الخ میں مستعمل ہے نیند میں جو فرد ہے مفہوم توفی کا یعنی قبض کا۔ اور آیت وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ الخ وغیرہ آیات میں مدلول اس کا موت ہے جو منجملہ افراد اُسی توَفّی کے ہے یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ میں اور ایسا ہی فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ میں بھی معنی موت کا مُطابق بعض نظائرِ قرآنیہ اور غیر قرآنیہ کے جیسا کہ توفی اللہ زیدا توفی اللہ عمروا توفی اللہ بکرا وغیرہ وغیرہ لیا جاتا۔ اگر نص بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ کی رفع جسمی مسیح بن مریم پر شہادت نہ دیتی جیسا کہ لکھ چکا ہوں۔ یا آیات وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ اور وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ۔ اور احادیثِ صحیحہ جو دال ہیں اُسی رفع جسمی پر استلزاماً وارد نہ ہوتیں۔ کیونکہ جب ایک شخص کا بخصوصہ نص سے حکم معلوم ہو جائے تو عموم آیات میں جو برخلاف اُس حکم کے ہوں داخل نہیں ہوتا۔ اور نہ وُہ لفظ جو مستعمل اُس کے بارہ میں ہے محمُول ہوتا ہے اپنے نظائر پر۔ دیکھو آدم علیہ السّلام کی پیدائش کا حال جب نص خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ سے معلوم ہو چکا تو پھر اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ اور ایسا ہی خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ یَّخْرُجُ مِنْۢ بَیْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ سے مستثنےٰ ہے اور قول قائل کا خلق اللہ آدم محمُول نہ ہوگا اپنے نظائر پر یعنی خَلَقَ اللّٰهُ زَیْدًا خَلَقَ اللّٰهُ بَكْرًا وغیرہ وغیرہ جو کروڑہا سے زائد ہیں یعنی یہ نہ کہا جائے گا کہ کیفیتِ خلقتِ آدم وغیرہ بنی نوع یکساں ہے۔ ایک معنی کا بکثرت مستعمل فیہ ہونا دلیل ارادہ اُس کی درصورت قیام قرینہ صارفہ کے جو یہاں پر نص بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ کی ہے نہیں ہو سکتی۔ اب ہر ایک صاحب فہم اور مُنصف پر ظاہر ہو گیا ہوگا کہ یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ اور ایسا ہی فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ میں توَفّی سے معنے موت کا لینا اور تقدیم تاخیر نہ کہنی اور معنی موت کے ارادہ پر شہادت نظائر مثل وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وغیرہ وغیرہ پیش کرنی منشا اس کا بغیر از جہالت اور کیا قرار دیا جائے۔

تعجب ہے کہ جناب مرزا صاحب ازالہ اوہام اور ایام الصلح میں کہیں تو استعمال لفظ توَفّی کو حسب محاورہ قرآن کریم کے معنے موت ہی میں منحصر کہتے ہیں اور کہیں وجہ اطلاق توَفّی کی نیند پر النوم اخ الموت کو قرار دیتے ہیں۔ ایک تو دھوکا موضوع لہٗ کے فرد کو عین موضوع لہٗ سمجھنے کا کھایا اور دُوسرا اطلاق المطلق علی بعض افرادہ کو از قبیل اطلاق الفرد علی الفرد سمجھ لیا۔ ازالہ صفحہ ۳۳۲ اور پھر بعد دعویٰ حصر مذکور کے قائل باستعمال توَفّی نیند میں بھی حسب محاورہ قرآن کریم ہُوئے۔

الغرض۔ آیۃ یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّيكَ میں یا تو معنے موت کا لے کر مع قول بہ تقدیم تاخیر فی الآیۃ اور فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ سے معنے رفع کا

marfat.com

Marfat.com

ابن عباسؓ کی طرح لینا پڑے گا۔ یا ہر دو جگہ معنی قبض کا لیں گے۔

پھر مکرر عرض کرتا ہوں کہ جب حسب نص بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کے رفع جسمی اور حیات الی الآن مسیح کی ثابت ہو چکی تو پھر آپ کو تاویلِ احادیث پر کون سا باعث رہا کیونکہ باعثِ تاویل تو یہی تھا کہ آپ مُتَوَفِّيْكَ اور فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ سے موت مسیح ثابت کر کے رفع کو قربِ منزلت اور نزول کو ظہور پر محمول فرماتے تھے۔ اور مسیح بن مریم سے بطریق استعارہ مثیل مسیح لیتے تھے تشریح سب آیات کی حسب محاورۂ قرآن کریم و شہادت سیاق سے اثباتِ حقیت عقیدہ اجماعیہ کا کامل طور پر ہو گیا لکھ چکا ہوں۔ بعد عدم تعذر معنے حقیقی بلکہ واجب الارادہ ٹھہرنے اس کے وقوع استعارات کی اگر لاکھوں نظیریں آپ بیان فرماویں تو بھی ما نحن فیہ میں دلیل ارادہ مجاز نہیں ہو سکیں گی۔

## مرزاجی اور اُن کے مُریدوں سے ایک دلچسپ واجبی مطالبہ

مَیں کہتا ہوں آپ علماء کرام سے بڑے اصرار سے ہر معنے پر شہادت محاورہ قرآنیہ طلب فرماتے ہیں آپ لفظ عیسیٰ بن مریم سے مثیل اُن کا مُراد لینے پر محاورۂ قرآنی یا سوائے ما نحن فیہ یعنی احادیث نزول کی کوئی حدیث صحیح بتلادیں ہرگز نہیں بتلا سکتے۔ نہایت حیرت انگیز تو یہ امر ہے کہ آج تک مسیح موعود یعنی آپ نے فقرہ يَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ کے سارے کرۂ زمین کے اُوپر سے فقط اپنے معتقدوں کو مسلمان کیا۔ کیا بغیر اُن کے یہود و نصاریٰ و ہنود سب حق پر ہیں اور یہی بے چارے خنزیر خور اور صلیب پرست علاوہ تمام دُنیا کے تھے جن کو آپ ہی نے قتل اور کسر فرما کر موحد بنایا ؟ ہرگز نہیں۔ یہ لوگ تو اوّل ہی سے موحد تھے۔

**سوال**۔ ابن عباس کی تفسیر جو متعلق بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ اور وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اور وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ اور فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ کے ہے۔ بخاری میں تو مذکور نہیں اُس میں فقط مُتَوَفِّيْكَ کی تفسیر مُمِيْتُكَ مذکور ہے۔

**جواب**۔ عدم ذکر بخاری دلیل عدم صحت کی نہیں ہو سکتی۔ امام بخاری خود فرماتے ہیں۔ ما ادخلت فی کتاب الجامع الا ما صح و ترکت کثیرا من الصحاح لحال الطول یعنی بہتیری حدیثیں صحیح میں نے ذکر نہیں کیں اپنی کتاب جامع یعنی صحیح بخاری میں۔ نہایت تعجب ہے کہ اگر عدم ذکر امام بخاری دلیل صحیح نہ ہونے کی ہے تو پھر آپ استدلال اُن احادیث سے جو بخاری میں نہیں کیوں پکڑتے ہیں۔ مثلاً لَا مَهْدِيَّ اِلَّا عِيْسٰى۔ لَوْ كَانَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى الخ وغیرہ وغیرہ۔ یا بغیر بخاری کے اور کوئی کتاب قابل استشہاد نہیں تو ازالۂ اوہام کے صفحہ ۲۴۱ میں آپ کشاف اور معالم اور تفسیر رازی اور ابن کثیر اور مدارک اور فتح البیان کے حوالے کیوں دیتے ہیں ہم بھی اُسی ابن کثیر کو پیش کرتے ہیں۔

**سوال**۔ آیۃ يٰعِيْسٰى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ میں تقدیم تاخیر کہنا اور ترتیب قرآنی کو بگاڑنا اور ایسا ہی فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ سے معنی رفع کا مُراد لینا یہ الحاد اور تحریف ہے۔ قرآن شریف میں اوّل سے آخر تک بلکہ صحاح ستہ میں بھی انہی معنے کا یعنی موت کا التزام ہے۔ ازالۂ اوہام کے صفحہ ۹۰۱ اور صفحہ ۹۲۲ کا خلاصہ یہ ہے۔

**جواب** مَیں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ آپ ابن عباسؓ کی اتباع سے آخر کار منحرف ہوں گے۔ اب ویسا ہی ظاہر ہوا۔ مزید برآں (العیاذ باللہ) اُن کو ملحد اور محرف بھی ٹھہرایا جیسا کہ باقی مفسرین اہل اسلام کو سلف سے خلف تک جنہوں نے معنے قبض یا رفع کا لیا ہے جناب عالی! اتنی جرأت اور گستاخی ایک عامی مسلمان کے بارہ میں بھی نہ چاہیے چہ جائے کہ صحابہ کرام اور ائمہ سلف کے حق میں۔

ناظرین! آیات قرآنیہ کو جن میں وقوع تقدیم و تاخیر سب کے نزدیک واجب التسلیم ہے جیسا کہ پہلے لکھ چکا ہوں ملاحظہ فرمالیں[1]۔ اور معنے

---

[1] فقالوا ارنا اللّٰه جهرة کے تفسیر ابن عباس وغیرہ وغیرہ۔ ۱۲ منہ۔

marfat.com
Marfat.com

رفع اور قبض توفی سے مُراد لینا بشہادتِ قرآن کریم پہلے اسی رسالہ میں ثابت ہو چکا ہے۔ آپ ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۰۳ میں فرماتے ہیں: "غرض یہ بات کہ مسیح جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا اور اُسی جسم کے ساتھ اُترے گا۔ نہایت لغو اور بے اصل بات ہے۔ صحابہ کا ہرگز اس پر اجماع نہیں۔ بھلا اگر ہے تو کم سے کم تین سَو یا چار سَو صحابہ کا نام لیجیے جو اس بارہ میں اپنی شہادت ادا کر گئے ہیں۔ ورنہ ایک یا دو آدمی کے بیان کا نام اجماع رکھنا سخت بد دیانتی ہے۔"

مَیں عرض کرتا ہُوں قرآن اور حدیث اور اجماع اُمّتِ مرحُومہ تو اس بیان کی شہادت دے رہے ہیں۔ پھر معلوم نہیں لغو اور بے اصل کیوں ٹھہرایا جاتا ہے۔ ہاں! آپ کے مسیح موعُود ہونے میں بے شک خلل اندازہیں اِسی خلل اندازی کی وجہ سے سب اہلِ اسلام سلف سے خلف تک مُلحد قرار دیئے گئے۔ (یَاهَادِیْ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ) جناب! آپ پہلے کسی مسئلہ اجماعیہ میں روایاتِ صحابہ باسانید اور بقیدِ اسامی تین چار سَو تک بیان فرمادیں بعد ازاں ہم تین چار ہزار تک بیان کریں گے۔ اجی حضرت! آپ ایسے مغالطوں اور دھوکا دینے سے اُردُو خوانوں اور عوام کو کس لیے گمراہ کرتے ہیں۔ صحابہ کرام کے نام رسالہ ہٰذا میں آپ دیکھ چکے ہوں گے۔ پھر جب تک آپ پانچ دس کا بھی اِنکار ثابت نہ کریں تو اجماع منقوض نہ ہوگا۔ حضرتِ من! صحابہ کو قرآنِ کریم کے واقعاتِ منصُوصہ کے ساتھ ایمان تھا۔ اور چونکہ اہلِ لسان اس مضمُون کو آیت مذکورہ سے بلا تکلف اور بلا احتمال غیرِ رفع جسمی کے سمجھ چکے تھے تو پھر کیا ضرُورت واقع ہوئی جو مُوجب ذِکر اس مضمُون کا بین الصحابہ اختلافیات کی طرح ہو۔ بلکہ یہی بڑی دلیل ہے اس کے مجمع علیہ ہونے پر۔ آپ ہی کسی قصّہ میں قصص قرآنیہ سے جو صریح طور پر سمجھے گئے ہیں مثلاً قصّہ اصحاب کہف میں اقوال صحابہؓ کے دس تک بھی ذکر فرمائیں۔ پانچ سَو کی آپ کو مُعافی ہے۔ اسی لیے آج تک ذِکر نزُولِ مسیح نص محکم قرآنی سے عُلماء کرام تلاش کرتے آئے بخلاف صعُودِ جسمی کے کہ وُہ تو صراحۃً مذکور تھا۔

**سوال** ہم نے مانا کہ ابنِ عباسؓ آیۃ یعنی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ میں تقدیم اور تاخیر کے قائل ہیں مگر وجہ تقدیم ماحقہ التاخیر کی کیا ہے یعنی مقدم ذِکر کرنا متوفّی کا جس کا وقوع بعد نزُول کے ہوگا۔

**جواب** مسیح ابن مریم کے ذہن میں بعد مشورہ یہُود کے یہی امر مُوجبِ قلق و اضطراب ہُوا کہ یہُود ہی حسب تشاور میرے متوفّی اور ذریعہ وفات ہوں گے۔ لہٰذا پہلے ہی سے اللہ جل شانہٗ نے بہ تقدیم لفظ مُتَوَفِّیْكَ سے دفع مرکوز خاطر اُن کا بصیغہ حصر فرما کر پھر رَافِعُكَ سے تسلی بخشی۔ اگرچہ مُتَوَفِّیْكَ تحقیق میں مؤخر ہے۔

جاننا چاہیے کہ فرق ہے مابین سَاَتَوَفّٰكَ اور اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ میں ضمیر متکلم کا مسند الیہ اور مشتق یعنے متوفّی کا مسند بنانا مُفید حصر ہے یعنی میں ہی تیرا متوفّی ہُوں۔ ایسا نہیں جیسا تمہارے ذہن نشین ہُوا ہے کہ میرے توفّی کا ذریعہ یہُود ہوں گے۔ بلاغت کا مقتضیٰ یہی ہے کہ حسب حال مخاطب القاء کلام کیا جائے۔ بخلاف سَاَتَوَفّٰكَ کے کہ وُہ مطابق حال مخاطب نہیں اور یہ بھی معلُوم ہو کہ ایسا ہی فرق ہے مابین اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ بصیغہ مشتق اور اِنِّیْ سَاَتَوَفّٰكَ میں کہ مضارع فقط حدُوثِ فعل توفّی سے خبر دیتا ہے بخلاف صیغہ مشتق کے کہ مزید براں صفتِ مختصہ پر حسب محاورہ دلالت کرتا ہے یعنی تمہارا مارنا میری ہی صفتِ مختصہ اور میرے ہی ذمّہ پر ہے۔ مثلاً یہ کہ میں ہی تجھ کو دُوں گا اس میں اور اس قول میں کہ میں ہی تیرا دینے والا ہُوں فرق ہے کہ پہلا فقط وعدہ دینے پر مشتمل ہے۔ اور دُوسرا مزید برآں افادہ اس مضمون پر کہ دینا تمہارا میرا ہی کام اور میری ہی شان ہے۔ الغرض اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ سے وُہ اطمینان دہی مستفاد ہوتی ہے جو دُوسرے صیغوں میں نہیں۔ علیٰ ہٰذا القیاس۔ معنے قبض کو بھی حسب تقریر مذکور خیال فرمادیں۔ اسی طرح یہُود کا کہنا اِنَّا قَتَلْنَا مفیدِ اختصاص اور حصر ہے جو اُن کے فخر کا مُوجب حسب زعم اُن کے قرار دیا گیا یعنی ہم نے ہی یہ بڑا کام کیا نہ کسی اور نے۔ لہٰذا قَتَلْنَا پر بغیر اِنَّا کے کفایت نہیں کی۔ اور پھر متعلق فعل یعنی مسیح کو موصُوف بنا کر ذکر کیا ہے یعنی اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ کہا۔ اور اِنَّا قَتَلْنَا پر اکتفا نہ کی۔ یہ دلیل ہے اس پر کہ مناط افتراء اور موجب

marfat.com

Marfat.com

خوشی اُن کا فقط صدورِ فعل نہیں بلکہ وقوعِ قتل کا محلِ خاص پر یعنی مسیح بن مریم جو رسُولِ خدا کہلاتے ہیں۔ بعد تمہید ہذا اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید اور تکذیب میں جو وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ فرمایا بعد ادنیٰ تامّل کے ناظرین کی سمجھ میں آسکتا ہے کہ اس کی یعنی وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ کی مناط بھی اُسی نسبتِ وقوع پر ہے یعنی مسیح کو انہوں نے قتل نہیں کیا نہ نسبتِ صدُوری پر یعنی صدورِ نفسِ قتل پر۔ اس تقریر سے بعد غور کے محاورہ دان عقلمند پر بطلانِ تقریرِ جناب مرزا صاحب کا جو ازالہ اوہام میں متعلق وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ کے انہوں نے لکھی ہے ظاہر ہو سکتا ہے کہ انہوں نے مناط تردید کی نسبتِ صدُوری کو سمجھا ہے۔ اور آیاتِ مذکورہ کی تفسیر میں روایات اُن لوگوں سے لی ہیں جن کی تکذیب اور تضلیل قرآن کریم انہیں آیات سے فرماتا ہے۔

افسوس! جہالت ایسی مرض ہے کہ ہزاروں اُردُو خوانوں سادہ لوحوں کے لیے یوماً فیوماً مُہلک ہو رہی ہے۔ نہ تو مثل صحابہ کی مہارت لسانی اور اشراق نوری ہے کہ راہِ راست پر فہم مُراد میں چلیں اور نہ استعدادِ علمی کی فصاحت اور بلاغت اور سیاق اور مقتضی حال کے ملاحظہ کرنے کے بعد معنی مُراد کو سمجھیں فقط مشعلِ راہ ایک شخص خانہ زاد کو جو مستی بقانونِ قدرت ہے بنا رکھا ہے۔ اللہ کریم اپنے فضل و کرم سے ہدایت فرماوے۔

**سوال**۔ بیضاوی تفسیر کبیر تفسیر ابن کثیر معالم التنزیل کشّاف وغیرہ نے توفّی سے معنے موت کا لیا ہے جیسا کہ مرزا صاحب نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۴۱ میں استشہاداً ذکر کیا ہے۔

**جواب**۔ یہ استشہاد ان کا ویسا ہی ہے جیسا کہ ابنِ عبّاسؓ کے قول سے پکڑا تھا سب تفاسیر کے دیکھنے سے ناظرین اس دھوکا سے بھی مطلع ہو سکتے ہیں۔ سب کا خلاصہ یہ ہے کہ آیت بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کے حکم کو زیرِ نظر رکھ کر اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ کے معنے میں دو مسلک اختیار کرتے ہیں۔ ایک تو ابنِ عبّاسؓ کا یعنے تقدیم تاخیر بر تقدیر ثبوت ارادہ معنے مُمِیْتُكَ کا مُتَوَفِّیْكَ سے۔ یعنی اے عیسٰی میں تجھے بالفعل اُٹھانے والا ہُوں اور بعد نزُول تجھے مارنے والا ہُوں۔ اور دُوسرا مُتَوَفِّیْكَ سے معنے قبض اور رفع کا لینا یعنی اے عیسٰی مَیں تجھے پکڑنے والا اور اُٹھانے والا ہُوں۔ اور بعض مثل صاحب کشّاف کے مُتَوَفِّیْكَ کو کنایہ ٹھہراتے ہیں عصمت اور بچا لینے سے یعنی اے عیسٰی مَیں تجھے یہُود کے ایذا سے بچانے والا ہُوں۔

جنابؐ مرزا صاحب نے مُمِیْتُكَ کو جو تفسیر معنے کنائی کے ضمن میں صاحب کشّاف کے قول میں واقع ہے معنے مُتَوَفِّیْكَ کا سمجھ لیا ہے۔ یہ نہیں خیال فرمایا کہ اس احتمال کو یعنی مُتَوَفِّیْكَ سے معنی مُمِیْتُكَ لینے کو تو خود صاحب کشّاف بعد اس کے تضعیف کر رہا ہے عبارتؔ کشّاف کی یہاں پر نقل کی جاتی ہے تا کہ ناظرین دھوکا سے بھی مطلع ہو جاویں۔

مُتَوَفِّیْكَ ای مستوفی اجلك ومعناه انی عاصمك من ان یقتلك الکفار ومؤخرك الی اجل کتبته لك ومميتك حتف انفك لا قتلا بایدیهم وَرَافِعُكَ اِلَیَّ الی سمائی ومقر ملائکتی وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا من سوء جوارهم وخبث صحبتهم وقیل مُتَوَفِّیْكَ قابضك من الارض من توفیت مالی علی فلان اذا استوفیته۔ وقیل مميتك فی

---

؎ مُرید مخلص مرزا صاحب کے کشّاف کی عبارت (مستوفی اجلك ومؤخرك الی اجل مسمّی) کو دلالت کنندہ غیر معنی موت پر ٹھہرا رہے ہیں دیکھو سطر تیسری صفحہ ۹۱ کی اور مرزا صاحب ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۴۱ کی سطر اخیر پر کشّاف کو شاہد معنی موت کا قرار دے رہے ہیں معلوم نہیں مُرید مخلص بڑھ گئے ہیں۔ یا امام الزمان یہ مودُودی امر ہے۔ مرزا صاحب ازالہ اوہام میں متعلق تفسیر سُورہ القدر نزُول ملائکہ کے قائل ہیں! ایام الصلح میں قریب اختتام کے اس سے مُنکر ہو گئے! القول الجمیل کے صفحہ ۱۶ سطر پانچویں میں مُرید مخلص عُلماء سلف رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حق میں فرماتے ہیں (سُبحان اللہ مفتری ہوں تو ایسے ہوں) حیا بھی نہیں آتی خود پھسلنا اور دُوسروں پر ہنسی و تمسخر کرنا بلکہ مُشرک کہنا کیا مہدی اور اُس کے مصداق کی یہی شان ہے۔ ۱۲ منہ۔

marfat.com
Marfat.com

ومتك بعد النزول من السماء ورافعك الآن ۔ وقيل متوفی نفسك بالنوم من قوله وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا وَرَافِعُكَ وانت نائم حتى لا يلحقك خوف وتستيقظ وانت فی السماء ۔ انتهٰی ۔

رفع جسمی مسیح کا چونکہ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ اور وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ الخ اور وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ اور احادیث متواترہ صحیحہ سے استلزاماً ثابت اور مومن بہ اہل اسلام کا سلف سے خلف تک ہوچکا۔ اور بظاہر آیت یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ منافی اس کی معلوم ہوتی تھی کیونکہ مفاد اس کا یہ نکلتا ہے کہ اے عیسٰی میں تجھ کو مار کر بعد ازاں اُٹھانے والا ہوں۔ لہٰذا ابن عباسؓ نے رفع منافات یوں فرمائی کہ آیت میں تقدیم تاخیر کہی یعنی میں تجھ کو اول اُٹھانے والا ہوں آسمان کی طرف اور بعد از نزول تجھ کو مارنے والا ہوں۔ اور باقی مفسرین میں سے کسی نے توفی سے معنے قبض کا لیا ہے اور کسی نے نیند کا۔ سب کا مقصود یہی تھا کہ یہ آیت مخالف نہ ہو اُس نص بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ سے جس کا مدلول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بوضاحت تامہ استلزاماً بیان ہوچکا ہے۔ صاحب کشاف نے ان سب مسالک کو ضعیف سمجھ کر حتّٰی کہ مُمِیْتُكَ کو بھی جیسا کہ قیل ممیتك فی وقتك الخ سے تمریض اور تضعیف اس کی ظاہر ہے۔ ایک اور راستہ پکڑا۔ وہ کیا اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ کنایہ ہے عَاصِمُكَ سے یعنی میں تمہارا بچانے والا ہوں شر یہود سے۔ استیفاء اجل اور عصمت لازم ہیں توفی کو بعد ملاحظہ حصر کے جو مستفاد ہے ضمیر متکلم کی مسند الیہ اور مشتق کے مسند بنانے سے یعنی جب اللہ ہی اُن کا مارنے والا ہوا بغیر مداخلت ایذاء یہود کے تو ضرور ہی معنے استیفاء اجل اور عصمت کا متحقق ہوگا۔ اس معنے کنائی کی تشریح میں صاحب کشاف نے ومعناه انی عاصمك الخ ذکر کیا۔ اب قول اس کا ومميتك حتف انفك ۔ یہ معنے کنائی کے ضمن میں داخل ہوا نہ یہ کہ مراد مُتَوَفِّیْكَ سے مُمِیْتُكَ ہے۔ اس کو تو خود صاحب کشاف وقيل مميتك فی وقتك الخ سے تضعیف کر رہا ہے۔ اور وجہ تضعیف کی یہ ہے کہ استیفاء اجل بسبب مشتمل ہونے اس کے تاخیر اجل پر منافی حیات اور زندگی بسر کرنی مسیح کی آسمان پر نہیں بخلاف ممیتک کے کہ بغیر انضمام قیود خارجہ عن المدلول کے یعنی الآن اور بعد النزول دفع منافاۃ میں مفید نہ ہوگا۔

**سوال** ۔ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ سے معنے مُمِیْتُكَ بشہادت محاورہ قرآنیہ کیوں نہ لیا جائے اور ایسا ہی فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ میں اور بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ سے رفع روحانی جیسا کہ یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً اور آیت وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ الخ کا معنے جو تفسیروں میں لکھا ہے وہ بالکل غلط اور مستلزم وقوع کذب ہے کلام الٰہی میں۔ کیونکہ جب مفاد آیت یہ ٹھہرا کہ ہر ایک یہود بعد نزول مسیح اُس کے ساتھ ایمان لاوے گا تو جو یہود کہ قبل از نزول اُس کے فوت ہوچکے ہیں وہ تو اس آیت کے حکم میں داخل نہیں ہوسکتے۔ پھر استغراق آیت کا جو وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ سے مستفاد ہے صحیح نہ ہوا۔ معنی صحیح اُس کا یہ ہے کہ کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو ہمارے اس بیان مذکورہ بالا پر جو ہم نے اہل کتاب کے خیال کی نسبت ظاہر کیا ہے ایمان نہ رکھتا ہو۔ قَبْلَ مَوْتِهٖ یعنی قبل اس کے جو وہ اس حقیقت پر ایمان لائے جو مسیح اپنی طبعی موت سے مرگیا۔ یہ معنے مرزا صاحب نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۷۲ پر بیان کیا ہے۔ اور اس کے بعد اس معنے کا اُسی وقت الہام ہونا حلفاً بیان کیا ہے اور بڑے شکر اور محامد اس کے ہونے پر کیے ہیں اور علماء زمان کو "نادان مولویوں" کا لقب دے کر ایسے راز سربستہ سے اُن کا محروم ہونا ذکر فرمایا ہے انہیں صفحات پر ناظرین ملاحظہ کر لیویں۔

**جواب** ۔ پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ نص بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ کی قطعی طور پر دلیل صارف ہے ارادہ کرنے سے معنے موت کے مُتَوَفِّیْكَ

---

۱؎ اس تحقیق سے غرض ہماری بیان کرنا مقصود صاحب کشاف کا ہے اور غلطی مرزا صاحب کی۔ نہ کہ یہ مسلک مختار ہمارا ہے۔ ۱۲۔ منہ۔

marfat.com

Marfat.com

اُور فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ سے۔ ہاں صرف متوفیک سے بعد التزام قول بتقدیم و تاخیر فی الآیۃ کے لے سکتے ہیں۔ اُور یہ مانع ہونا اس نص کا ارادہ معنی مذکور سے بوجہ ثلثہ ثابت ہے۔

وجہ اوّل اثر ابنِ عباسؓ ہے متعلق اس نص کے جس میں احتمال اسرائیلی ہونے کا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اہلِ کتاب قبل از واقعہ صلیب مرفوع ہونے مسیح کے قائل ہی نہیں۔ اُور ظاہر ہے کہ ابنِ عباسؓ اپنی رائے سے بھی نہیں فرماتے کیونکہ یہ مضمون اثر مذکورہ بالا محض نقلی ہے۔ بعد دفع احتمالات یہی ثابت ہوا کہ ابنِ عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔

وجہ دوئم مستفاد ہے وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ سے۔ کیونکہ بعد تعین معنے (صلیب پر نہ چڑھانے کے) مَا صَلَبُوْهُ کے بشہادت لغت جیساکہ اُوپر لکھ چکا ہوں صورت تشبیہ یا التباس کی یہی ٹھہری کہ مصلوب پر مسیح کا حلیہ ڈالا گیا۔ نہ یہ کہ التباس فی القتل ہو۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مسیح کو بکلیۃً حق سبحانہ و تعالیٰ نے ایذاء یہود سے بچا کر اپنی طرف اٹھا لیا یعنی آسمان پر۔

تیسری وجہ ہونا آیۃ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ الخ از قبیل قصر قلب من جملہ اقسام قصر الموصوف علی الصفۃ کے اُور تنافی الصفین اگرچہ بنا بر تحقیق شرط نہیں قصر قلب کے لیے۔ مگر احد الوصفین کا ملزوم نہ ہونا دُوسری وصف کے لیے بالاتفاق ضروری ہے تاکہ مخاطب کا اعتقاد برعکس ما ذکرہ المتکلم کے متصور ہو[1]۔ اُور ظاہر ہے کہ ما نحن فیہ میں رفع عزت لازم ہے موت بالقتل کو در صُورت ہونے مقتول کے من جملہ عباد مقربین کے۔ اُور ارادہ رفع رُوح کا موت طبعی کے طور پر مستلزم ہے جمع کو بین الحقیقۃ والمجاز حسب زعم آپ کے کیونکہ آپ درصُورت ہونے کلمہ الیٰ کے صلہ رفع کا اس ترکیب کو مجاز فی التقرب ٹھہراتے ہیں۔ اُور نیز مقتضی ہے وقوعِ کذب کو آیۃ مذکورہ میں (العیاذ باللہ) کیونکہ محکی عنہ منتفی ہے بعد ملاحظہ ماضویت[2] اضافیہ کے۔

اِس تقریر سے ظاہر ہوا ابطلان قول بعض نحاۃ کا جو قائل ہیں بانحصار کلمہ بَلْ کے معنے استعمال ہی میں جس وقت ما بعد اُس کے جملہ ہو کیونکہ آیۃ مذکورہ منجملہ افراد قصر قلب سے ہے جس میں متکلم کو مزعوم مخاطب کا ابطال مقصود ہوتا ہے۔ آپ جو بڑے زور و شور سے شہادت نظائر لفظ توفی سے ارادہ معنی موت پر پیش فرماتے ہیں بعد مانع ہونے نص مذکور کے ارادہ مذکور سے مسموع نہیں ہوسکتی۔ بلکہ میں عرض کرتا ہوں کہ بالفرض اگر نص مذکور مانع نہ بھی ہو، تاہم شہادت مذکورہ علتِ مُوجبہ ارادہ معنے موت کے لیے مُتَوَفِّيْكَ اُور فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ سے نہیں ہوسکتی۔ ایک لفظ ہزار جگہ گو ایک ہی معنے میں مستعمل ہو۔ تو بھی بعد قیام قرینہ صارفہ کے اُس سے اُور معنے مغائر معنے اوّل کے لے سکتے ہیں۔ وُہ قرینہ اگرچہ حدیث ہی ہو اخبار الحاد میں سے یا کوئی اُور۔ ذرا غور سے ملاحظہ کیجیے کہ ہر جگہ قرآن کریم میں بعل کا معنے زوج ہے مگر اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا میں بعل سے مُراد بُت ہے۔ اُور ہر جگہ قرآن کریم میں اَسَف کا معنے حزن ہے۔ مگر فَلَمَّا اٰسَفُوْنَا کا معنے فَلَمَّا اَغْضَبُوْنَا یعنے غصّہ دلایا اُنھوں نے ہم کو۔ اُور ہر جگہ قرآن کریم میں مِصْبَاح سے مُراد کوکب ہے۔ مگر مِصْبَاح جو سُورۃ نُور میں ہے اُس سے مُراد چراغ ہے۔ ہر جگہ قرآن کریم میں صلوٰۃ سے مُراد عبادت یا رحمت

---

[1] اُور مخاطب بکلام قصری چُونکہ اعتقاد اس کا صواب اُور خطاء سے ملا ہوا ہوتا ہے اُور غرض متکلم کی اثبات صواب اُور نفی خطاء کی ہوتی ہے اُور بالخصوص بطریق العطف وجوباً نص علی المثبت والمنفی کا مقتضی ہوتا ہے۔ بناءً علیہ آیۃ میں بر تقدیر ارادہ موت طبعی کے تصریح بحیوۃ مسیح بعد از واقعہ صلیب ضروری تھی۔ بعد ازاں ذکر موت طبعی چاہیے تھا یعنی یُوں کہا جاتا بَلْ بَقِيَ حَيًّا ثُمَّ تَوَفَّاهُ اللّٰهُ وَرَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ۔ والا فصاحت و بلاغت قرآن کریم جو اعلیٰ مرتبہ اعجاز کا اس میں خلل واقع ہوگا۔ یہاں تک کلام بر تقدیر عاطفہ ہونے کلمہ بَلْ کے ہے جیساکہ مذہب صحیح ہے۔ اُور اگر اس کو حرف ابتداء کا کہا جاتے تو بھی ارادہ معنی موت طبعی کا مُخل ہوگا فصاحت بلاغت میں کیونکہ متکلم پر وقت تمیز خطاء و صواب اُور دعوٰی کا نکالنے کی تصریح بمثبت و منفی ضروری ہے۔ ۱۲۔ منہ۔

[2] یعنی بہ نسبت ماقبل بَلْ کے۔ اُور ماضویت بالاضافۃ اِلیٰ زمان النزول مخل ہے فصاحت میں۔ ۱۲۔ منہ۔

marfat.com

Marfat.com

ہے۔ مگر بِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسَاجِدُ میں صَلَوٰت سے مُراد اماکن یعنی مقامات۔ ہر جگہ قرآن کریم میں کنز سے مُراد مال ہے۔ مگر کنز جو سُورۃ کہف میں ہے اُس سے مُراد صحیفۂ علم کا ہے۔ ہر جگہ قرآن کریم میں قنوت سے مُراد اطاعت ہے مگر کُلٌّ لَّهٗ قَانِتُوْنَ میں قَانِتُوْن کا معنے اِقرار کرنے والے ہے۔ ہر جگہ بروج سے مُراد کواکب ہیں مگر فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ میں بروج سے مُراد محل پُختہ ہے۔ نظائر اس کے اور بھی بکثرت موجُود ہیں تفسیر اتقان وغیرہ تفاسیر سے ملاحظہ فرمائیں۔ علیٰ ہذا القیاس اکثر جگہ توَفّی کا معنے قرآن کریم میں موت یا نیند ہے۔ مگر فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ میں قبضتنی یا رفعتنی یا اخذتنی وافیاً مُراد ہے بقرینہ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ کے اور ایسا ہی مُتَوَفِّیْكَ سے بر تقدیر عدم تقدیم و تاخیر کے۔ بڑا تعجب ہے کہ مانحن فیہ میں احادیثِ متواترہ بھی نہیں سُنی جاتیں۔ ہم تو بحسبِ مطالبہ آپ کے نصِ قرآنی محکم فی المراد اور احادیثِ صحیحہ مرفوعہ و کشفاً جن کا کشف آپ کے نزدیک مسلّم ہے یعنی محی الدین ابن عربی اور جلال الدین جن کے اقوال سے الہام کے حجت ہونے کے بارہ میں آپ استشہاد پکڑتے ہیں یہ سب پیش کرتے ہیں۔ مگر آپ بھی عیسےٰ بن مریم کے لفظ سے معنے مثیل کا مُراد لینا بمحاورۂ قرآن کریم کے نہ سہی کسی حدیث صحیح سے بغیر مانحن فیہ کے گو کہ غریب ہی ہو دکھلائیں۔ یہ بھی نہ سہی کسی ثقہ یا غیر ثقہ کی کلام میں بغیر تعذر ارادہ معنے حقیقی کے نشان دیویں میں جانتا ہوں آپ جلدی سے لکل عیسےٰ دجال پڑھ دیں گے مگر یہاں تو کل استغراقی وصف کا منتزع من الشخص کا خواہاں ہے یعنی لکل محق مبطل باقی اشعار وغیرہ میں جو اطلاق عیسےٰ کا طبیب حاذق یا معشوق وغیرہ پر آیا ہے۔ بعد تعذر ارادہ معنے حقیقی کے ہے۔ مانحن فیہ میں آپ کے نزدیک بڑی قوی دلیل تعذر ارادہ معنے حقیقی کی مُتَوَفِّیْكَ اور فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ تھی وُہ بھی نہ رہی۔ لفظ رفع اور نزُول کی بھی یہی کیفیت ہے جو سُن چکے ہیں جلال الدین سیوطی نے جو احادیث نزول کی بیان کی ہیں تفسیر دُرِّ منثور میں ملاحظہ فرمائیں۔ اور ماقبل میں بھی گذر چکے ہیں۔

اَب حدیث شیخ اکبر کی جس میں تاویل مثیل عیسےٰ ممکن نہیں ہے بیان کی جاتی ہیں۔ بگوش دل بشنو، اگر دل داری۔

قال الشیخ الاکبر قدس سرہ الاطہر فی الباب السادس والثلثین من الفتوحات بعد سوق الاسناد مرفوعا عن ابن عمر قال کتب عمر ابن الخطاب الی سعد بن ابی وقاص وھو بالقادسیة ان وجه نضلة بن معاویة الانصاری الی حلوان العراق فلیغر علی نواحیھا فوجهه مع جماعة فاصابوا غنیمةً وسبیًا واقبلوا یسوقون الغنیمة والسبی حتے رھقت بھم العصر وکادت الشمس تغرب فالجاء نضلة السبی والغنیمة الی سفح الجبل ثم قام فاذن فقال الله اکبر الله اکبر فقال مجیب من الجبل کبرت کبیرا یا نضلة ثم قال اشھد ان لا اله الا الله فقال ھی کلمة الاخلاص یا نضلة ثم قال اشھد ان محمدا رسول الله فقال ھذا ھو الذی بشر نابه عیسےٰ بن مریم وانه علی راس امته تقوم الساعة ثم قال حی علی الصلوٰة فقال طوبٰی لمن مشٰی الیھا وواظب علیھا ثم قال حی علی الفلاح قال قد افلح من اجاب محمدا صلی الله علیه وسلم وھو البقاء لامته ثم قال الله اکبر الله اکبر قال کبرت کبیرًا ثم قال لا اله الا الله قال اخلصت الاخلاص یا نضلة حرم الله جسدك علی النار قال فلما فرغ من اذانه قمنا فقلنا من انت یرحمك الله ملك ام ساکن من الجن ام من عباد الله اسمعتنا صوتك فارنا شخصك فانا وفد الله ووفد رسول الله صلی الله علیه وسلم ووفد عمر بن الخطاب قال فانفلق الجبل عن شخص ھامته کالرحی ابیض الرأس واللحیة علیه طمران من صوف فقال السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته۔ فقلنا وعلیك السلام ورحمة الله وبرکاته من انت یرحمك الله قال انا زریب بن برثملا وصی العبد الصالح عیسےٰ بن مریم اسکننی بھذا الجبل ودعا لی بطول البقاء الی نزوله من السماء فیقتل الخنزیر ویکسر

---

[1] تفسیر جامع البیان میں آیت وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا کی تفسیر میں بعض سلف سے کنز علم یعنی علم کا خزانہ منقول ہے۔ فیض عفی عنہ

marfat.com
Marfat.com

الصّلیب ویتبرأ مما نحلته النصاریٰ ثم قال ما فعل بنبیّ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلنا قبض فبکیٰ بکاءً طویلاً حتّٰی خضبت لحیتہُ بالدموع ثم قال فمن قام فیکم بعدہ قلنا ابو بکر قال ما فعل بہ قلنا قبض قال فمن قام فیکم بعدہٗ قلنا عمر قال اذا فاتنی لقاء محمد فاقرءوا عمر منی السّلام وقولوا لہٗ یا عمر سدّد وقارب فقد دنا الامر واخبروہ بھذا لخصال التی اخبرکم بھا وقولوا یا عمر اذا ظھرت ھذہ الخصال فی امۃ محمد علیہ السّلام فالھرب الھرب اذا استغنی الرجال بالرجال والنساء بالنساء وانتسبوا فی غیر مناصبھم وانتموا الی غیر موالیھم ولم یرحم کبیرھم صغیرھم ولم یوقر صغیرھم کبیرھم وترک الامر بالمعروف فلم یؤمر بہ وترک النھی عن المنکر فلم یُنہ عنہ وتعلم عالمھم العلم لیجلب بہ الدنانیر والدراھم وکان المطر قیظا وطولوا المنابر وفضضوا المصاحف وزخرفوا المساجد واظھروا الرشی وشیدوا البناء واتبعوا الھویٰ وباعوا الدین بالدنیا واستخفوا الدماء وانقطعت الارحام وبیع الحکم واکل الربا وصار التسلط فخرا والغنیٰ عزًا وخرج الرجل من بیتہ وقام الیہ من ھو خیر منہ ورکبت النساء السروج قال ثم غاب عنّا فکتب بذالک نضلۃ الیٰ سعدٍ وکتب سعدٌ الیٰ عمر فکتب عمر الیہ اذھب انت ومن معک من المھاجرین والانصار حتی تنزل بھذا الجبل فاذا لقیتہ فاقرءہ منی السلام فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان بعض اوصیاء عیسٰی بن مریم نزل بھذا الجبل بناحیۃ العراق فنزل سعد فی اربعۃ آلافٍ من المھاجرین والانصار حتی نزل بالجبل وبقی اربعین یوما ینادی بالاذان فی وقت کل صلوٰۃ فلم یجدہ۔

ترجمہ۔ فرمایا ابن عُمرؓ نے کہ میرے والد عُمر بن الخطاب نے سعد بن وقاص کی طرف لکھا کہ نضلہ انصاری کو حلوان عراق کی جانب روانہ کرو تاکہ وہاں جا کر مالِ غنیمت اِکٹھا کریں پس روانہ کیا سعد نے نضلہ انصاری کو جماعت مجاہدین کے ساتھ ان لوگوں نے وہاں پہنچ کر بہت مال غنیمت کا حاصل کیا اور اُن سب کو لے کر واپس ہُوئے تو آفتاب غروب ہونے کے قریب تھا پس نضلہ انصاری نے گھبرا کر اُن سب کو پہاڑ کے کنارے ٹھہرایا اور خود کھڑے ہو کر اذان دینی شرُوع کی جب اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو پہاڑ کے اندر سے ایک مجیب نے جواب دیا کہ اے نضلہ تُو نے بہت خُدا کی بڑائی کی۔ پھر نضلہ نے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا تو اُسی مجیب نے جواب میں کہا کہ اے نضلہ یہ اخلاص کا کلمہ ہے اور جس وقت نضلہ نے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ کہا تو اُسی شخص نے جواب دیا کہ یہ نام پاک اُس ذات کا ہے جس کی بشارت عیسٰے بن مریم نے ہم کو دی تھی اور یہ بھی فرمایا تھا کہ اِسی نبی کی اُمّت کے اخیر میں قیامت قائم ہو گی۔ پھر نضلہ نے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کہا تو مجیب نے فرمایا کہ خوشخبری ہے اُس شخص کے لیے جس نے ہمیشہ نماز ادا کی۔ پھر جس وقت نضلہ نے حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہا تو مجیب نے جواب دیا کہ جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اُس شخص نے نجات پائی۔ پھر جب نضلہ نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا تو وہی پہلا جواب مجیب نے دیا۔ جب نضلہ نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر اذان ختم کی تو مجیب نے فرمایا اے نضلہ تم نے اخلاص کو پُورا کیا۔ تمہارے بدن کو خداوند کریم نے آگ پر حرام کیا جب نضلہ اذان سے فارغ ہُوئے تو صحابہ کرام نے کھڑے ہو کر دریافت کرنا شروع کیا کہ اے صاحب آپ کون ہیں۔ فرشتہ یا جن یا انسان۔ جیسے اپنی آواز آپ نے ہم کو سُنائی ہے اُسی طرح اپنے آپ کو دکھائیے۔ اِس واسطے کہ ہم خُدا اور اُس کے رسُول اور تابع رسُول عُمر بن الخطاب کی جماعت ہیں۔ پس پہاڑ پھٹا اور ایک شخص باہر نکل آئے (جن کا سر مُبارک بہت بڑا چکی کے برابر تھا اور سر اور داڑھی کے بال سفید تھے اور اُن پر دو پُرانے کپڑے صُوف کے تھے) اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہا۔ ہم نے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہہ کر دریافت کیا کہ آپ کون ہیں۔ فرمایا کہ میں زریب بن برثملا وصی عیسٰے بن مریم ہُوں۔ مجھ کو عیسٰی علیہ السّلام نے اِس پہاڑ میں ٹھہرایا ہے اور اپنے نزُول من السّماء تک میری درازیٔ عُمر کے لیے دُعا فرمائی جب وُہ اُتریں گے تو خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور بیزار ہوں گے نصاریٰ

marfat.com
Marfat.com

کے اختراع سے۔ پھر دریافت کیا کہ وُہ نبی صادق بالفعل کس حال میں ہیں ہم نے عرض کی کہ آپ کا وصال ہوگیا۔ اُس وقت بہت روئے۔ یہاں تک کہ آنسوؤں سے تمام داڑھی بھیگ گئی۔ پھر پُوچھا اُن کے بعد کون تم میں خلیفہ ہوا۔ ہم نے جواب دیا کہ ابوبکر۔ پھر فرمایا کہ وُہ کیا کرتے ہیں۔ ہم نے کہا کہ وُہ وفات پاگئے۔ فرمایا کہ اُن کے بعد کون تم میں خلیفہ ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ عُمرؓ۔ پھر فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت تو مجھے میسر نہ ہوئی پس تم لوگ میرا سلام عمرؓ کو پہنچا دیو۔ اور کہیو کہ اے عمر عدل و انصاف کر اس واسطے کہ قیامت قریب آگئی ہے۔ اور یہ واقعات جو میں تم سے بیان کروں گا اُن سے عمرؓ کو خبردار کیجیو اور کہیو کہ اے عمرؓ جس وقت یہ خصلتیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں ظاہر ہوجائیں تو کنارہ کشی کے سوا مفر نہیں جس وقت مرد مردوں سے بے پرواہ ہوں اور عورت عورتوں سے اور مقرر ہوں گے اپنے منصب[1] کے خلاف۔ اور ادنیٰ نسب والے اعلیٰ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کریں اور بڑے چھوٹوں پر رحم نہ کریں۔ اور چھوٹے بڑوں کی توقیر و عزت چھوڑ دیں۔ اور امر بالمعروف اس طرح متروک ہوجائے کہ کوئی اُس کے ساتھ مامُور نہ کیا جائے۔ اور نہی عن المنکر کو ایسے چھوڑ دیں کہ کسی کو اُس سے نہ روکیں۔ اور اُن کے عالم علم کی تعلیم بغرضِ حصُولِ دُنیا کریں اور گرم بارش ہو یعنی وُہ بارش جو فائدہ نہ بخشے یا بالکل ہی بند ہوجائے۔ اور بڑے بڑے منبر بنائیں اور قرآن مجید کو نقرئی و طلائی کریں۔ اور مسجدوں کی از حد زینت کریں۔ پھیلائیں رشوت اور پختہ پختہ مکانات بنائیں اور خواہشات کی اتباع کریں۔ اور دین کو دُنیا کے بدلے بیچیں اور خونریزیاں کریں۔ اور صلہ رحمی منقطع ہوجائے اور حکم[2] فروخت کیا جائے۔ اور بیاج (سُود) کھایا جائے۔ اور حکُومت فخر ہوجائے اور دولتمندی عزت بن جائے۔ اور ادنیٰ شخص کی تعظیم اعلیٰ کرے۔ اور عورتیں زین پر سوار ہوں۔ پھر ہم سے غائب ہوگئے۔

پس اس کو نضلہ نے سعد کی طرف لکھا اور سعد نے حضرت عمرؓ کی طرف پھر حضرت عمرؓ نے سعد کو لکھا کہ تم اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لے کر اُس پہاڑ کے پاس اُترو جس وقت اُن سے ملو تو میرا سلام اُن کو پہنچا دیو۔ اس واسطے کہ رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسٰی علیہ السلام کے بعض وصی پہاڑوں میں اُترے ہُوئے ہیں پس سعد چار ہزار[4000] مہاجرین اور انصار کے ہمراہ اُس پہاڑ کے قریب اُترے اور چالیس[40] روز تک ہر نماز کے وقت اذان کہتے رہے مگر مُلاقات نہ ہُوئی۔ اس کے بعد حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اگرچہ ابن ازہر کی وجہ سے اسنادِ حدیث میں محدثین کے نزدیک کلام ہے۔ مگر ہم صاحب کشف والوں کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ اور پھر شیخ نے باب ۳۶۰ میں حدیث نواس بن سمعان کی ذکر فرمائی ہے جس میں ینزل عیسٰی بن مریم بالمنارۃ البیضاء شرقی دمشق الخ اور جا بجا شیخ قدس سرہٗ فتوحاتِ مکیہ میں نزُول عیسٰی بن مریم کا ذکر فرماتے ہیں۔ اور اسی فتوحات میں شیخ فرماتے ہیں کہ میں ان مضامین کی تحریر اور بیان میں بالکل معرّیٰ اور خالی ہُوں خود محمد لو مذکیم ان کا بیان کرنے والا ہے۔ و نیز فرماتے ہیں کہ ھذا ما حدثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اب ہم بعد پیش کرنے حدیث کشفی محی الدین ابن عربی صاحب کی جو باسناد اُوپر لکھی گئی ہے معرُوض کرسکتے ہیں کہ آپ[3] زریب بن برتملا اپنے حواری کو جس کو شہادت حدیث مذکورہ آپ نے کوہِ عراق میں رہنے کا حکم فرمایا تھا۔ آپ کے نزُول من السماء تک ہمیں دکھلائیں۔ یا شب

---

[1] یعنی لوگ جس منصب کے لائق نہ ہوں گے اُس پر مسلط ہوں گے۔ ۱۲

[2] یہ لفظ اگر ح کی زبر سے پڑھا جائے تو حَکَم بمعنی ثالث اور حاکم ہوگا جس کا مطلب یہ کہ فیصلہ کرنے والے کسی لالچ اور دباؤ میں آکر انصاف چھوڑ دیں گے اور بِک جائیں گے۔ اور اگر ح پر پیش ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ فیصلوں کو دُنیا کے عوض خریدا جائے گا۔ بس جس نے پیسہ دیا اُس نے اپنے حق میں فیصلہ کرا لیا۔ فیض عفی عنہ

[3] یہ خطاب قادیانی کو ہے کہ اگر آپ ہی مسیح موعُود ہیں تو پھر یہ باتیں واضح کریں۔ فیض عفی عنہ

marfat.com

Marfat.com

معراج میں قیامت کے بارہ میں جو مذاکرہ آپ کا باقی انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰت اللہ وسلامہٗ سے ہوا ہے سُنائیں۔ اس کے بعد ہم ایک اَور حدیث زُبدۃ العارفین رئیسُ المکاشفین حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی پیش کرتے ہیں۔ وقال ابن ابی حاتم حدثنا احمد بن عبدالرحمٰن حدثنا عبداللہ بن ابی جعفر عن ابیہ حدثنا الربیع بن انس عن الحسن انہ قال فی قولہ تعالیٰ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ یعنی وفاۃ المنام رفعہ اللہ فی منامہ قال الحسن قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للیھود ان عیسٰی لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیمۃ۔ فرمایا ابن ابی حاتم نے حدیث کی مجھ کو باپ میرے نے احمد سے اُنہوں نے عبداللہ بن جعفر سے جعفر نے اپنے باپ سے اُنہوں نے ربیع سے ربیع نے حسن سے فرمایا حسن نے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ اُٹھایا اللہ نے عیسٰی علیہ السلام کو نیند میں۔ اَور کہا حسن نے فرمایا رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہُود کو بے شک عیسٰے فوت نہیں ہُوئے وہ لوٹیں گے تمہاری طرف قبل قیامت کے۔ اَور اخراج کیا اس حدیث کو ابنِ جریر نے بھی۔ (تفسیر ابن کثیر اَور دُرِّ منثور)

یُونس بن عبید جو منجملہ اصحاب حسن بصریؒ میں سے ہے کہتا ہے میں نے حسن بصریؓ سے پُوچھا کہ آپ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں باوجُود اس کے کہ آپ نے زمانہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پایا۔ حسن بصریؓ نے جواب دیا کہ انی احدث الحدیث عن علی وماترکت اسم علی فی الاسناد الا لملاحظۃ زمان الحجاج یعنی میں بواسطہ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہُوں مگر نام علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کا بلحاظ زمانہ حجاج کے ترک کر دیتا ہُوں۔

مولانا علی القاری غفرہ اللہ الباری شرح نخبہ کی شرح میں فرماتے ہیں۔ قال جمھور العلماء المرسل حجۃ مطلقاً بناءً علی الظاھر وحسن الظن بہ انہ مایروی حدیثہ الا عن الصحابی وانما حذفہ بسبب من الاسباب کما اذا کان یروی الحدیث عن جماعۃ من الصحابۃ لما ذکر عن الحسن البصریؓ انہ قال انما اطلقہ اذا اسمعہ من السبعین من الصحابۃ وکان قد یحذف اسم علیؓ ایضاً بالخصوص لخوف الفتنۃ اَور شیخ الشیوخ محدّثین اَور صوفیہ کے شیخ شہابُ الدین سُہروردی رحمہ اللہ عوارف کے چھٹے باب میں فرماتے ہیں۔ قال الحسن البصری لقد ادرکت سبعین بدریاً کان لباسھم الصوف۔

سوال۔ اگر کہا جائے کہ قتادہ کہتا ہے واللہ ماحدثنا الحسن عن بدری مشافھۃ وماحدثنا سعید بن المسیب عن بدری مشافھۃ الا عن سعد بن مالک۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ حسن بصری اَور سعید بن المسیب دونوں کو علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ سے مُلاقات نہیں ہُوئی کیونکہ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ بدری ہیں۔

الجواب۔ اوّلاً یُونس بن عبید اَور مُلّا علی قاری کا قول جو ابھی لکھ چکا ہُوں مُثبت مُلاقات حسن بصری کی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کے ساتھ ہے اَور نہ روایت کرنا حسن بصری کا بدری سے قتادہ کے سامنے اس کو ثابت نہیں کرتا کہ حسن بصری نے کسی کے سامنے روایت بدری سے نہ کی ہو۔ اَور حسن بصری کو مُلاقات کسی بدری سے نہ ہو۔ کیونکہ قتادہ کہتا ہے ماحدثنا الحسن یعنی ہمارے سامنے حسن نے بدری سے روایت بطریق مشافہہ نہیں کی۔ ہاں اگر قتادہ یوں فرماتے قال الحسن ماحدثنا بدری یعنی حسن بصری نے کہا ہے کہ ہمارے سامنے کسی بدری نے حدیث بیان نہیں کی۔ یا قتادہ یوں کہتے کہ حسن بصری نے سب احادیث جو ان کو اصحاب کرام یا تابعین سے پہنچی تھیں تمامہا بجمیع طرق سے میرے سامنے بیان کیں مگر کسی بدری سے روایت نہیں کی تب البتہ ثبوت عدم ملاقات ہو سکتا تھا۔

اَور ثانیاً قتادہ کے قول سے فقط نفی حدثنا کی لازم آتی ہے۔ جو اَخص ہے سمعت سے (کرمانی شرح صحیح بخاری) اَور قاعدہ ہے کہ سلب اَخص کی مفید سلب اَعم کو نہیں ہوتی۔ چہ جائے کہ مفید ہو سلب اعم الاعم یعنی ملاقات کو۔ ہرگز نہیں۔ حسن بصریؒ کی روایت اَور مُلاقات زبید

marfat.com
Marfat.com

بن العوام سے بھی ثابت ہے جن کے بدری ہونے میں کچھ شک نہیں۔ قوام المحدثین جمال الدین مزی تہذیب الکمال میں کہتے ہیں۔ وھو اول من سل سیفاً فی سبیل اللہ۔ روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم روی عنہ الاحنف بن قیس والحسن البصری۔ اور حافظ جلال الدین سیوطیؒ حافظ زین الدین عراقی سے نقل فرماتے ہیں قال الحسن رأیت الزبیر بایع علیاً۔ اور امام احمد بن حنبلؒ اپنی مسند میں فرماتے ہیں۔ حد ثنا عبد اللہ قال حدثنی ابی قال حد ثنا عفان قال حد ثنا المبارک قال حد ثنا الحسن قال جاء رجل الی زبیر بن العوام الخ جمال الدین مزی تہذیب میں فرماتے ہیں۔ علی ابن ابی طالب شھد بدراً والمشاھد کلھا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماخلا تبوک روی عنہ ابراھیم وابن عبد اللہ بن حسین مرسلا وابراھیم بن عبد اللہ بن عبد القاری کذالک وابراھیم ابن محمد ولد علی ابن ابی طالب والاحنف بن قیس التمیمی وابنہ الحسن علی بن ابی طالب والحسن البصری وابنہ الحسین بن علی بن ابی طالب وسعید بن المسیبؒ اس سے تعارض درمیان قول قتادہ کے کہ ماحدثنا سعید بن المسیب الخ اور عبارت قدوۃ المحدثین ابن الاثیر جامع الاصول کی اسماء الرجال میں کہ سعید بن المسیب روی عن علیؓ کی بھی مرتفع ہو گیا۔ اس بحث کو زیادہ طول بباعث ملالت ناظرین کے نہیں دیتا ہوں کسی صاحب نے اگر کلام کی بعد ازاں لکھا جائے گا۔

الغرض۔ حدیث مذکور جو حسن بصری سے مروی ہے اور حافظ ابن کثیر نے باسنادِ صحیح ذکر کی ہے یعنی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للیھود ان عیسٰی لم یمت وانہ راجع الیکم بوضاحت تام نص بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کی اور ایسا ہی وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ اور وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ کی تفسیر فرما رہی ہے۔ ناظرین کو بخوبی معلوم ہو چکا ہے کہ عقیدہ اجماعیہ نصوص قرآنیہ سے علی حسب تفسیر القرآن بالقرآن اور مطابق تفسیر القرآن بالاحادیث الصحیحۃ ثابت ہے وَمَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ اور وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ کا معنا حسب تقریر جناب مرزا صاحب یہ نکلا کہ ہر ایک اہل کتاب کو ایمان بہ بیانِ مذکورہ بالا حاصل ہے یعنی ہر ایک جانتا ہے کہ ہم عیسےٰ کے مقتول ہونے میں متشکک ہیں۔ اس تقریر میں (جانتا ہے اور ایمان رکھتا ہے) ترجمہ لَيُؤْمِنَنَّ کا ہوا۔

ناظرین انصاف فرمائیں کہ مضارع مؤکد بہ لام اور نون تاکید کے (ثقیلہ ہو یا خفیفہ) محاورہ قرآن کریم میں اَلْحَمْدُ سے وَالنَّاسِ تک معنے استقبال میں ہی مستعمل ہے۔ ایک جگہ بھی معنی حال یا ماضی کے نہیں آیا۔ نظائر لَيُؤْمِنَنَّ کے قرآن کریم سے ملاحظہ فرماویں۔ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ۔ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ لَاَتَّخِذَنَّ۔ وَلَاُضِلَّنَّهُمْ۔ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ۔ لَاَقْعُدَنَّ۔ لَاٰتِيَنَّ۔ لَاَمْلَئَنَّ۔ لَتَعُوْدُنَّ۔ لَنُخْرِجَنَّكَ۔ لَاُقَطِّعَنَّ لَاُصَلِّبَنَّ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ۔ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ۔ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ لَيُسْجَنَنَّ۔ وَلَيَكُوْنًا۔ لَيَسْجُنُنَّهٗ۔ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَنَصْبِرَنَّ۔ وَلَتُسْئَلُنَّ لَاُزَيِّنَنَّ۔ لَاُغْوِيَنَّ۔ لَتُسْئَلُنَّ۔ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ۔ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ۔ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ۔ لَاَحْتَنِكَنَّ۔ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ۔ لَاَجِدَنَّ۔ لَاَرْجُمَنَّكَ۔ لَنَحْشُرَنَّهُمْ۔ لَنُحْضِرَنَّهُمْ۔ لَنَنْزِعَنَّ۔ وَلَاُصَلِّبَنَّكُمْ۔ وَلَتَعْلَمُنَّ۔ لَاَكِيْدَنَّ۔ لَيُدْخِلَنَّهُمْ۔ لَاَجْعَلَنَّكَ۔ لَتَكُوْنَنَّ۔ لَاُعَذِّبَنَّهٗ۔ لَاَذْبَحَنَّهٗ۔ لَيَاْتِيَنِّيْ۔ لَنُنَجِّيَنَّهٗ۔ لَنُبَيِّتَنَّهُمْ۔ لَيَقُوْلُنَّ۔ لَيَقُوْلَنَّ۔ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ۔ لَنَسْفَعًا۔ آپ ایک جگہ بھی قرآن کریم سے نہ سہی کسی اہل لسان کے کلام میں ہی دکھلائیں کہ مضارع مؤکد بہ لام و نون ثقیلہ یا خفیفہ معنی حال یا ماضی میں مستعمل ہو۔ دوسرا قبل مَوْتِهٖ کا جو آپ نے معنے کیا ہے کسی جگہ قرآن کریم میں قبل مضاف اور موتہٖ مضاف الیہ کے مابین لفظ ان يُّؤْمِنُوْا یا لفظ ایمان کا مقدر مراد ہو۔ اس کی نظیر بھی دکھلائیں۔ کیونکہ آپ محاورہ قرآنیہ پر چلنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اب اس مقام پر اتباع

---

لہ حضرت خواجہ فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے رسالہ فخر الحسن میں ثابت کیا ہے کہ حضرت حسن بصریؒ کی ملاقات حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے ہوئی۔ فیض عفی عنہ

marfat.com
Marfat.com

ابنِ عباس اَور استشہاد حدیث صحیح بخاری کو آپ نے بالائے طاق رکھ دیا۔ یہ تقریر مرزا صاحب کی چونکہ الہامی ہے۔ لہٰذا مؤلف رسالہ اعلام النّاس فاضل امروہی صاحب کو بھی بمجبوری تسلیم کرنی ہوگی بحسب تقریر بذا مرجع ضمیر قَبْلَ مَوْتِهٖ کا عیسٰی بن مریم ہی ہے جیسے دو دیکھ، اعلام النّاس صفحہ سطر ۱۔ فاضل امروہی صاحب کو تو جناب مرزا صاحب نے اَور آپ کو محاورۂ قرآنیہ نے صاف جواب دے دیا۔ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُوْشِکَنَّ الخ میں ثم قال ابوھریرۃ واقرؤا ان شئتم وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ۔

ناظرین پر بطلان تقریر مرزا صاحب بشہادت قرآن کریم ظاہر ہوگیا ہوگا معنی آیۃ کا حسب محاورہ قرآن مجید وہی ہے جو ابُو ہریرہ اور ابنِ عباس اَور سب مفسرین نے لکھا ہے۔ اَور دُوسرا معنے جو ابنِ عباس سے مروی ہے غالباً من جملہ مباحثات یومیہ سے اَور احتمال مرجوح نظم ذوالوجوہ کا ہے۔ لَیُؤْمِنَنَّ کے مستقبل ہونے میں تو سب متفق ہیں مگر ارجاع ضمائر میں اختلاف رکھتے ہیں۔ پہلے اس کے بشہادت سیاق ترجیح ابنِ کثیر کی اسی معنے کو ذکر کر چکا ہُوں (کہ نہیں کوئی اہلِ کتاب میں سے مگر ضرور ہی ایمان لائے گا مضمونِ بالا کے ساتھ یعنی مسیح کا مرفوع ہونا آسمان کی طرف اَور یہُود کے ہاتھ میں مقتول اَور مصلوب ہونا قبل از موت اپنی کے یعنی جتنے یہُود نزولِ مسیح بن مریم کے وقت موجُود ہوں گے وُہ سب خلاف پہلے عقیدہ اپنے کے ایمان بمضمونِ بالا لاویں گے مطابق پیشین گوئی اس آیۃ کے ہم کو ایمان ہے کہ فرقہ مرزائیہ بھی بروقت نزول مسیح کے اگر موجُود رہا تو ضرور ہی اہلِ کتاب کی طرح ایمان بمضمونِ بالا لائے گا۔

باقی رہا اعتراض مرزا صاحب کا اس معنے پر جس معنے کو ابُو ہریرہ اَور ابنِ عباس وغیرہ مفسرین نے کیا ہے کہ بنا بریں معنے کذب آیت میں لازم آئے گا۔ سُنیئے حضرت! آیت میں چونکہ اِلّا بعد نفی کے واقع ہوا ہے یعنی اِنْ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ میں بمعنی نفی ہے اَور اِلّا اس کے بعد۔ تو بنا بر قاعدہ مسلمہ کہ استثنا منفی سے مُفید اثبات ہوتا ہے آیت مذکورہ بھی کلام ایجابی بنی۔ اَور ثبوت ایک شے کا دُوسری چیز کے لیے چاہتا ہے کہ مثبت لہٗ یعنی وُہ دُوسری چیز پہلے موجُود ہو۔ اَب مطابق قاعدہ مسلمہ آیت مذکور میں ایمان لانا انہیں اہلِ کتاب کے لیے ہوا جو اُس وقت موجُود ہوں گے۔ غیر موجُودہ تو محکوم علیہ ہی نہیں۔ پھر کذب کہاں۔ ازالہ اَوہام کے صفحہ ۳۶۸ پر لکھا۔ کہ مرزا صاحب بباعث لاحل سمجھنے اس اعتراض کے شرمندہ اَور بے زبان لکھتے ہیں۔ اَور بعد ازاں اس معنے ابُو ہریرہ اَور ابنِ عباس اَور مفسرین پر بعلاوہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ احادیث صحیحہ بتلا رہی ہیں کہ مسیح کے دم سے اُس کے منکر خواہ وُہ اہلِ کتاب ہوں یا غیر اہلِ کتاب کُفر کی حالت میں مریں گے۔ تو یہ معنی بھی جو پیش کیے گئے ہیں بہ بداہت فاسد ہیں۔ مَیں کہتا ہُوں۔ احادیث کا مفاد یہی ہے کہ وتکون الملل ملۃ واحدۃ یعنی مسیح کے زمانہ میں کوئی ملّت بغیر اسلام کے نہ رہے گی۔ یہ جب ہی ہوتا ہے کہ کوئی منکر اَور کافر نہ رہے۔ جو موجُود رہیں سب ایمان لائیں۔ اس میں کونسا فساد ہے۔ مثلاً اگر کہا جائے۔ عرب شریف میں حجۃ الوداع کے بعد کوئی نہ رہا کہ مشرف باسلام نہ ہوا ہو۔ تو صحیح اَور درست ہوگا۔ اَور صُورت اس کی یہی وقوع میں آئی کہ منکر اَور کافر مارے گئے اَور موجُودہ مشرف باسلام ہُوئے۔ احادیث صحیحہ میں فقرہ وتکون الملل کلھا ملۃ الاسلام اَور ترتع الاسود مع الابل اَور والنمار مع البقر اَور والذئاب مع الغنم اَور یلعب الصبیان بالحیات وغیرہ وغیرہ جو قطعاً زمانہ حال میں متحقق نہیں۔ آپ کو مسیح موعُود ہرگز نہیں بننے دیتے۔

**سوال**۔ فقرہ وتکون الملل کلھا ملۃ الاسلام کو معارض ہے آیۃ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ چنانچہ فاضل امروہی صاحب اعلام النّاس میں لکھتے ہیں کیونکہ بحسب مقتضیٰ اس آیت کے کسی زمانہ میں اتفاق ایک ملّت پر ممکن نہیں۔

**جواب**۔ اس فقرہ حدیث صحیح کو بوجہ عدم قبول تاویل کے حسب مطلب اپنے کے آپ کاٹنا چاہتے ہیں۔ آیۃ میں استثناء اِلَّا مَنْ

marfat.com

Marfat.com

رَحِمَ رَبُّكَ موجُود ہے۔ اَور اِستثنار زمانیات کا مستلزم ہے اِستثنار زمان کو۔ لہٰذا مسیح کے وقت سب کا مرحُوم ہونا اَور سب کا متفق ہونا ملتِ واحدہ پر ممکن ہوگا۔ ضروری امر مقتضٰے آیت کے صِرف اِتنا ہی ہے کہ اِختلاف فِی الجُملہ اَور جہنّم کا بھر دینا متحقق ہو۔ ہاں۔ اگر بعد لَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ کے اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ نہ ہوتا تب بوجہ اختلاف دائمی کے زمانِ مسیح کا اِتفاقی ہونا ناممکن تھا۔ تعجب ہے کہ بااِیں ہمہ اُنہیں احادیث بُخاری سے آپ اپنا حُلیہ ثابت کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ اَور اَتباع آپ کے فرماتے ہیں کہ حُلیہ مرزا صاحِب کا گندمی رنگ۔ سیدھے بال یعنی گھُونگر والے نہیں۔ کندھوں کے قریب کانوں کی لَو کے نیچے تک لٹکے ہُوئے۔ صحیح بُخاری میں لکھا ہے۔ ارانی اللیلة عند الکعبة فی المنام فاذا رجل آدم کاحسن ما تری من اُدم الرجال تضرب لمته بین منکبیه رجل الشعر الخ اَور اِسی صحیح بُخاری میں اس کے قریب ہی مسیحِ اوّل یعنی صاحبِ اِنجیل کا حُلیہ یہ لکھا ہے۔ سُرخ رنگ اَور گھونگھریالے بال۔ چوڑا سینہ۔ فَاَمَّا عیسٰی فاحمر جعد عریض الصدر۔

ناظرِین! یہ مغالطہ بھی قابِل غور ہے۔ سُرخی اَور گندمی رنگت دونوں کا راوی اِبنِ عبّاسؓ ہی ہے۔ ایسا ہی گھونگر والے اَور غیر گھونگر والے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ مسیح اِبن مریم کی رنگت میں سُرخی مائل سفیدی تھی۔ ایسا ہی بالوں میں جعودۃ غیر تامہ یعنی تھوڑے گھونگر والے تھے۔ صُورت میں سُرخ رنگ بھی کہنا دُرست ہے اَور گندمی رنگ بھی۔ ایسا ہی گھونگر والے اَور غیر گھونگر والے۔ بُخاری میں جو عن مجاھد عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم رأیت عیسٰی وموسٰی وابراھیم فاما عیسٰی فاحمر جعد عریض الصدر آیا ہے۔ خطا بُخاری کی ہے۔ فی الواقع عن مجاھد عن ابن عباسؓ الخ ہے۔ دیکھو اخراجات محمد بن کثیر اَور اسحاق بن منصور سلولی اَور اِبنِ ابی زائدہ اَور یحیٰی بن آدم وغیرہ کے عینی بُخاری اَور مشکوٰۃ میں۔ وعن اِبنِ عباس عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال رأیت لیلة اسری بی موسٰی رجلاً آدم طوالاً جعدًا کانه من رجال شنوءة ورأیت عیسٰی رجلا مربوع الخلق الی الحمرة والبیاض سبط الرأس الخ متفق علیه۔ اِس حدیث میں اِبنِ عباسؓ ہی سُرخی سفیدی سے مِلے ہُوئے اَور غیر گھونگر والے بلحاظ نفی کمال کے بیان فرماتے ہیں۔ اَب یہ اِحتمال (کہ عیسے احمر اَور عیسے آدم یعنی گندم گوں اَور) اِس لیے نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم بحسب دونوں روایت کے مِن جُملہ واقعہ اسرا یعنی معراج کا ذِکر فرماتے ہیں جس کے پہلے بروایتِ مُسلم عن جابر ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال عرض علی الانبیاء مذکور ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ اُسی عیسے کا ذِکر ہے جو سلکِ انبیاء کرام علی نبیّنا وعلیہم الصلوٰۃ والسّلام میں مثلِ مُوسٰی وابراہیم کے داخل ہے نہ ذِکر غیر مثیل عیسے یعنے مرزا صاحِب کا۔ ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے دیکھا میں نے عیسٰی اَور مثیل اُن کا (یعنی مرزا صاحِب کو) اپنے اپنے حُلیہ کے ساتھ۔ اِس صورت میں ضروری تھا کہ بعد ذِکر عیسے علی نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام کے مثیلِ عیسے کو بلفظِ عیسے اِستعارہ کے طور پر ذِکر نہ کیا جاتا۔ کیونکہ مُوجب غلط اَور اِشتباہ کا ہے بیان مقصُود میں جو منافی ہے فصاحت اَور بلاغت کے۔ باقی رہی روایت اِبنِ عمرؓ ارانی اللیلة الخ اَور اُنہیں کی دُوسری روایت بلفظ بینا انا نائم الخ بخاری۔ تقریرِ مذکور سے وجہ بیانِ گندم گونی اَور ایسے ہی حلف اُٹھانے اِبنِ عمر کی نفی حمرۃ پر یعنی حمرۃ کاملہ ناظرین کو معلوم ہو سکتی ہے۔ اِبنِ عُمر کا قول اِس حدیث میں لا واللّٰہ صاف دلالت کرتا ہے اُوپر وحدہ ما نسب الیه الحمرة والاُدمة ورنہ نفی کی کوئی وجہ نہیں بلکہ واجب تھا کہ فرماتے وُہ سُرخ رنگت والا اَور شخص ہے اَور گندم گوں اَور۔ اِس تقریر سے ناظرین معلُوم کر چکے ہوں گے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اَور صحابہ کرام بھی ایک ہی مسیح بن مریم کا ذِکر فرماتے اَور سُنتے رہے ہیں۔ اَور اُنہی عیسے کو بنصِ محکم بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کے جیسا کہ بیان کر چکا ہُوں مرفوع علی السّماء اَور اُنہی کو دوبارہ نازل مِن السّماء مانتے رہے ہیں۔ پس وہم امروہی صاحِب کا اعلام النّاس میں مرزا صاحِب کے حُلیہ کے بارہ میں جو بخاری کی حدیث سے ثابت کرتے ہیں اِس تطبیق سے دفع ہو گیا۔

سوال ۳۱ اَور نسب مِرزا صاحِب کا صحیح مُسلم وغیرہ میں لکھا ہوا فرماتے ہیں ص۵۵ لوکان العلم معلقا بالثریا لناله رجل من ابناء فارس۔

marfat.com

Marfat.com

جواب۔ اوّلاً متفق علیہ شیخین کی حدیث میں اِس طرح پر مذکور ہے۔ قال فوضع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدہ علی سلمان ثم قال لوکان العلم الخ یہ حدیث آپ نے سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ مبارک رکھ کر فرمائی جس سے سلمان فارسی کا مصداق ہونا اِس حدیث کا ثابت ہوتا ہے۔ اور ثانیاً اگر بلحاظ جمعیۃ لفظ رجال اور ھٰؤلاء کی جنس مُراد ہو تو بھی اہلِ فارس ہی کو شامل ہو گی جناب مرزا صاحب نے تو ایام الصلح میں اپنا سمرقندی الاصل ہونا ثابت کیا ہے۔ اور سمرقند خراسان سے ہے نہ کہ فارس سے۔ جن کو کچھ بھی مہارت جغرافیہ وغیرہ میں ہے اُن پر ظاہر ہے۔ اور ثالثاً اگر مُراد رجل میں ھٰؤلاء سے عجم لیے جائیں بلحاظ تقابل اُمیّین کے پھر بھی لَوْ کَانَ الْعِلْمُ میں اَلْعِلْمُ معرّف باللام سے مُراد علم مُطابق بکتاب و سُنّت ہے نہ مخالف ان کے۔ اور رابعاً بعد فرض تسلیم تعلق مسئلہ مسیح میں حدیث مذکور سے فقط تحصیلِ علم۔ بہر صُورت اُس شخص کے لیے ثابت ہوتی ہے نہ یہ کہ وُہ شخص مسیح موعُود ہو۔

سوال۔ پھر امروہی صاحب صفحہ مذکور میں من جُملہ علاماتِ مسیح موعُود کے جو مرزا صاحب میں موجُود ہیں ابطالِ دینِ نصرانیت اور اُس کے آثار کا مٹا دینا ذکر کرتے ہیں۔

جواب۔ آج بتاریخ ۱۵ شعبان ۱۳۱۷ھ تک بالکلیہ دینِ نصرانیت کا مٹ جانا متحقق نہیں ہوا۔ اور مسیح موعُود عرصہ سے آچکے ہیں۔

سوال۔ پھر امروہی صاحب موصُوف ص۵۵ پر اس حدیث کے ٹکڑے یعنے لیدعون الی المال فلا یقبلہ احد سے مُراد مرزا صاحب کو ٹھہراتے ہیں کیونکہ مرزا صاحب نے بذریعہ اشتہارات کے روپیہ دینے کا وعدہ مخالفینِ اسلام کو فرمایا اور کسی نے قبول نہ کیا۔

جواب۔ حدیث میں تو فلا یقبلہ احد مذکور ہے۔ اُس کا مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں چُونکہ سب لوگ اہلِ اسلام ہی ہوں گے اور سب کو رغبت عبادت کی بغایت درجہ ہو گی اور سب تارک دُنیا اور زاہد ہوں گے چنانچہ اس پر فقرہ حتّٰی تکون السجدۃ الواحدۃ خیراً من الدنیا وما فیھا شاہد ہے اس لیے وُہ مُسلمان زاہد عابد دُنیا کو قبول نہ کریں گے۔ نہ یہ کہ مخالفانِ اسلام بھی موجُود ہوں گے اور ان کو بمقابلہ اظہارِ حقیقتِ اسلام بذریعہ اشتہارات روپیہ دینے کا وعدہ دیا جائے گا اور وُہ قبول نہ کریں گے۔ ناظرین کو یہ بھی خیال نہ رہے کہ اسلام فی نفسہٖ ایسا امر حق مُطابق للواقع ہے کہ قیامت تک کوئی مخالف اس کی غیر حقیت کو ثابت نہیں کر سکتا۔ اِس میں محتاج زید عمرو کی طرف نہیں جیسا کہ فقرہ حدیث مسلم کا (ظاہرین الی یوم القیامۃ) اس پر شاہد ہے۔ اب ہر ایک شخص بیان کنندہ حقیقتِ اسلام بالبراہین والحجج مسیح موعُود نہیں ہو سکتا۔ الّا بعد از تحقق علامات جو احادیث میں مذکور ہیں۔

سوال۔ آیۃ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا۔ آسمان پر چڑھنے اور اُس سے اُترنے کی تکذیب کر رہی ہے۔

جواب۔ ہاں بے شک۔ مگر حسب استنباط آپ کے۔ جناب عالی بسیاقِ آیت کا بھی خیال فرمائیں۔ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا۔ آیۃ سُبحان ربّی جو جواب میں کفار کے واقع ہوئی ہے۔ اگر دلالت کرتی ہے امتناعِ صعُود اور نزُولِ جسمی پر جیسا کہ جناب نے سمجھا ہے۔ تو چاہیے کہ جتنے امُور قولِ کفار میں مذکور ہیں سب کے مُمتنع ہونے پر دال ہو ماقبل میں جیسا صعُود اور نزُول کا ذکر ہے ایسا ہی چشموں کے جاری کرنے کا زمین میں اور ایسا ہی باغ خرما اور انگور کا جو چشمہ دار ہو۔ اور ایسا ہی گر جانے آسمان کا۔ اور ایسا ہی اللہ جل شانہٗ اور ملائکہ کا سامنے ہونا۔ اور ایسا ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے گھر سونے کا ہونا۔ ہر ایک عاقل سونے کے گھر کو اور باغِ خرما اور انگور کو جس میں چشمے بہتے ہوں مطلق فردِ بشری کے لیے ممتنع نہیں تصور کرتا چہ جائے کہ آپ کے لیے جو باعثِ ایجادِ عالم ہیں اور جاری کرنا چشموں کا انبیاء اور اولیاء سے بعد اجابت

marfat.com
Marfat.com

دُعا محال نہیں خیال کیا جاتا۔ بلکہ اس کے وقوع پر آیۃ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا دال ہے۔ اور آسمان کے گرجانے کے عدم اِمتناع پر آیۃ وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا الخ اور ایسے ہی وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ۔ اور ایسے ہی اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ دلالت کر رہی ہیں فقط عدم ایقاع اِن اُمور کا بلحاظ اس کے ہے کہ کفار بعد ایقاع بھی بوجہ عناد اور مکابرہ کے ایمان نہ لاویں گے۔ جیسا کہ آیۃ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِىْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اِس مضمون کی شہادت دے رہی ہے اور بعد آنے حق سُبحانہٗ وتعالیٰ کے سامنے اُن کے اتمامِ حجت ہو جائے گا۔ بعد ازاں ایمان لانا اُن کا اُن کو نفع نہ دے گا۔

الحاصل آیہ مذکورہ بشہادت باقی آیات جواب مذکور ہو چکی ہیں اِمتناعِ صعود اور نزول پر دال نہیں مقصود آیۃ سے یہ ہے کہ حق سُبحانہٗ وتعالےٰ بزرگ اور برتر ہے اس سے کہ کوئی اُس کے اُمورِ سلطنت اور انتظامِ ملکی میں دخل دیوے۔ یا حق سُبحانہٗ وتعالیٰ حسبِ اقتضاء کفار کے جس وقت وُہ جیسا کہ چاہیں نشان ظاہر کرے خصوصاً وُہ نشان جو متمم حجت ہونے کے لیے مُوجب ہلاک ہو۔ وُہ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ہے۔ اگر چاہے اجابت مسئول تمہارے کی فرمائے ورنہ کچھ محل جبر اور شکایت کا نہیں۔ میرا کام فقط تبلیغ اور رسالت ہے۔ مجھ کو اسی میں مشغول رہنا چاہیئے۔ اور مسئولہ کی طرف متوجہ ہونا اپنے منصب سے گویا باہر جانا ہے۔

ناظرین پر ظاہر ہو چکا ہو گا کہ مضمون ہذا جو مدلول آیت ہے یہ کہاں اور امتناعِ اُمورِ مذکُورہ کہاں۔ بلکہ اسی آیت میں فقرہ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا الخ دلالت صراحۃً کر رہا ہے اِس پر کہ کفار بھی آپ کے آسمان پر جانے کو ممتنع نہیں سمجھتے تھے لہٰذا اَوْ تَرْقٰى فِى السَّمَآءِ پر اکتفا نہ کی بلکہ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ الخ کو بھی ساتھ منضم کیا۔ ہادی ہدایت کرے۔ (تفسیر ابن کثیر)

---

marfat.com
Marfat.com

# زمین پر نزولِ ملائکہ کا ثبوت اور ملائکہ کو ارواحِ کواکب ماننے کی تردید

سوال۔ آیۃ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِي ظُلَلٍ مِنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ اور ایسا ہی هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا صاف خبر دے رہی ہیں موضوع ہونے حدیث دمشقی کے اوپر۔ کیونکہ بعد نزولِ ملائکہ کے اتمامِ حجت ہو جاتا ہے پھر کسی کا ایمان لانا مفید نہیں ہوتا۔ اور حدیث دمشقی میں نزولِ مسیح ملائکہ کے کندھے پر ہتھیلی رکھے ہوئے مذکور ہے۔ جس کو آیاتِ مذکورہ بالا تکذیب کر رہی ہیں۔ اور ایسا ہی آیۃ وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ وَلَوْ أَنْزَلْنَا مَلَكًا لَقُضِيَ الْأَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُونَ۔ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَا يَلْبِسُونَ دال ہے اوپر اس کے کہ نزول اور چلنا ملائکہ کا بنی آدم کی ہیئت پر عادتِ الٰہیہ سے نہیں۔ اور اگر فرشتہ زمین پر اترے بھی اور زمین پر چلے پھرے اور مشہورِ خواص و عوام ہو تو بالضرور خواص اور لوازم آدمیوں کے اس میں ہونے چاہئیں۔ جب ایسا ہو تو پھر وہی لبس اور اشتباہ بحال خود باقی رہے گا۔ اور وہ سوال ان کا بے جواب۔ یہ ترجمہ ہے ایام الصلح کی عبارت کا۔

جواب۔ هَلْ يَنْظُرُونَ سے أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا تک ذکر ہے یوم حشر کا اور بعض اشراط ساعت کا جس وقت ایمان لانا نافع نہ ہو گا یعنی نزولِ ملائکہ بعد پھٹ جانے آسمان کے اور حق سبحانہٗ و تعالیٰ کا نزول بادلوں کے سایوں میں جو یوم الحشر میں متحقق ہو گا بدلیل وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيلًا۔ اور بعض اشراط ساعت مثل طلوع الشمس من المغرب جو قبل از قیامت ظہور میں آئیں گے۔ کیا یہ کفار ان امور کے منتظر ہو رہے ہیں۔ یہ مضمون مفصل تفسیر ابن کثیر میں بشہادتِ احادیثِ صحیحہ مذکور ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ باقی رہی آیۃ وَلَوْ أَنْزَلْنَا ثُمَّ لَا يُنْظَرُونَ تک یہ دلالت امتناعِ نزولِ ملائکہ پر دنیا میں کسی خدمتِ خداوندی کے لیے نہیں کرتی۔ بلکہ مفاد اس کا یہ ہے کہ اگر حسب اقتضاء کفار کے رسول ملکی بھیجیں اور کفار کو بحالتِ کفر پائیں۔ تو فیصلہ ہو جائے گا۔ یعنی کفار کو ہلاک کر دیں گے۔ شاہد اس کی دوسری آیت ہے۔ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوا إِذًا مُنْظَرِينَ۔ ایسا ہی یہ آیت يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرَىٰ يَوْمَئِذٍ لِلْمُجْرِمِينَ وقولہ تعالیٰ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا تو مطلب اس سے یہ ہے کہ رسول ملکی اگر بھیجیں تو بالضرور برعایت انتفاع اور استفادہ کے بصورتِ بشری نازل ہو گا۔ اور اگر ایسا ہوا تو پھر بھی مقصود یعنی دفع اشتباہ حاصل نہ ہو گا۔ آپ کی اس تیز طبعی کے مطابق تو کتنی ہی آیات اور احادیثِ صحیحہ میں تناقض غیر مندفع پیدا ہو گا۔ آپ ازالہ اور ایام الصلح میں انہیں آیات سے استدلال پکڑ کر نزولِ ملائکہ سے زمین پر منکر ہیں۔ اور ملائکہ کو ارواحِ کواکب قرار دیا ہے۔ حضرت جی! سنئیے!

فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا۔ اور ایسا ہی هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ اور ایسا ہی إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِينَ۔ بَلَىٰ إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِينَ۔ اور ایسا ہی وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ۔ وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ قَالَ يَا قَوْمِ هٰؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ۔ قَالُوا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيدُ۔ قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ۔

ان سب آیاتِ قرآنی میں آپ کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔ آیا یہ آیات قرآنی ہیں یا نہیں؟ اور نزولِ ملائکہ اور چلنا پھرنا ان کا زمین پر ثابت کر رہی ہیں یا نہیں؟ بزعم آپ کے یہ ارواحِ کواکب زمین پر اتریں تو کواکب آسمان سے کیوں نہ گریں۔ یا متغیر نہ ہوں جسم بلا روح کیسے قائم

marfat.com

Marfat.com

رہ سکتا ہے۔ آپ فرماویں یہ متمثّل بصورتِ بشری مریم کے نزدیک آنے والا۔ اَور یہ جو تین ہزار اَور پانچ ہزار موٹے گھوڑوں پر سوار تھے۔ اَور یہ مہمان ابراہیم اَور لُوط علیہما السّلام کے۔ اَور وُہ خوش شکل جس پر اثر سفر کا معلوم نہیں ہوتا تھا۔ اَور سب حضّارِ مجلسِ نبوی علی صاحبہ الصّلوٰۃ والسّلام اُس سے ناواقف تھے جیسا کہ بُخاری اَور مُسلم اَور ترمذی اَور ابی داؤد اَور نسائی اَور ابنِ ماجہ میں مذکُور ہے کہ اُس کے بارہ میں آپ نے فرمایا فانہ جبرائیل علیہ السّلام اتاکم یعلمکم دینکم اَور بُخاری میں ابنِ عبّاس سے ہے کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم بدر ھذا جبرائیل اخذ برأس فرسہ علیہ اداۃ الحرب یعنی آپ نے بدر کے روز فرمایا کہ یہ جبرائیل ہیں مسلح کھڑے ہُوتے اَور گھوڑے کو پکڑے ہُوتے۔ اَور وُہ معلّم جس نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امام بن کر تعلیم کیفیت نماز کی اَور رمضان میں آپ کے ساتھ قرآن مجید کا دَور کرتا تھا۔ اَور وُہ گھوڑے کا سوار جس کو فرعون کے لشکر نے دیکھا اَور سامری نے خاک اُس کے گھوڑے کے قدموں کی اُٹھائی۔ اَور وُہ شخص جو صورتِ دحیہ صحابی میں آتا تھا۔ اَور ایک دفعہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ یا صدیقِ اکبر کو فرمایا کہ یہ جبرائیل ہے۔ اَور تم کو سلام دیتا ہے۔ اَور وُہ فرستادہ جو اہلِ طائف کے ایذا دینے کے وقت کہتا تھا کہ اَے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرا خدا فرماتا ہے کہ اگر تو چاہے۔ تو مَیں اس پہاڑ کو ان کے سر پر پھینکوں وغیرہ وغیرہ۔ کیا یہ سب اَرواح کواکب تھے؟ خُدارا ترسے وُمُصطفےٰ راحیاتے۔ قرآنِ کریم کو کسی سمجھ والے سے پڑھنا چاہیئے۔ تاکہ ایک آیت کو حسب زعم اپنے کے معنے مفید مطلب پر دال ٹھہرا کر آیات اَور احادیث میں تناقض پیدا نہ کریں۔

**سوال**۔ آیۃ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ دال ہے وفاتِ عیسٰے پر۔ کیونکہ حسب مفاد اس آیت کے جو شخص اسّی یا نوّے سال کو پہنچتا ہے اُس کو نکوس اَور وار ثُوگی بہ نسبت پہلی حیاتی کے پیدا ہوتی ہے۔ تو کیسا حال ہوگا اُس شخص کا جو دو ہزار سال تک زندہ رہے۔ (ایام الصلح)

**جواب**۔ اسّی یا نوّے سال کی قید جو آپ نے لگائی ہے یہ کون سے کلمہ قرآنی کا مدلُول ہے۔ برائے خُدا تحریفِ کلامِ الٰہی سے باز آئیں آپ نے آیۃ وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا قرآنِ کریم میں نہیں دیکھی۔ اگر وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ کا مفہوم اسّی یا نوّے سال تک عُمر کے محدُود ہونے کا ہے تو پھر یہ آیۃ وَلَبِثُوا الخ تین سَو نو برس تک اصحاب کہف کو کس طرح سُلا رہی ہے۔ اَور نوح علیہ السّلام کی عُمر (۱۴۰۰) ایک ہزار چار سو سال اَور حضرت آدم علیہ السّلام کی ۹۳۰ سال اَور حضرت شیث علیہ السّلام کی ۹۱۲ سال۔ اَور حضرت ادریس علیہ السّلام کی ۳۵۶ سال۔ اَور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی ۱۲۰ سال اَور حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی ۲۲۳ سال۔ کیسے مدلُول آیت قرآنی وقوع میں آتے۔ یہ سب کمال تیزیٔ فہم اَور طلاقتِ لسانی کا ہے۔ ہادی ہدایت کرے۔

**سوال**۔ آیۃ وَمِنكُم مَّن يُتَوَفَّىٰ وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ دال ہے وفاتِ عیسٰی پر۔ کیونکہ کسی جگہ میں ومنکم من صعد الی السّماء بجسدہ العنصری ثم یرجع فی اٰخر الزمان وارد نہیں ہوا۔ فقط دونوں ہی امر کا ذکر ہے۔ اَب اگر صعُود الی السّماء بھی مانا جائے تو حصر آیۃ باطل ہوتا ہے۔

**جواب**۔ مسیح بن مریم اس آیت کے دو شق میں سے وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ میں داخل ہے۔ اَور اَرذل العمر کے لیے حد معیّن نہیں نہ منصُوصی اَور نہ عقلی۔ تا کہ اِس سے متجاوز ہونا موجب موت کا ہو۔ علمار طبعین نے جو تحدید کی ہے اُس کو شیخ اکبر اپنے کشفی طریق سے فتوحات میں ردّ فرماتے ہیں مضمُون اُن کے قول کا یہ ہے کہ اگر جو کچھ علم طبعی میں ہمارے اُوپر مکشوف ہوا ہے علمار طبعین کو معلوم ہوتا تو ہرگز عُمر طبعی انسان کی محدُود بہ حد معیّن نہ کہتے۔ اُمید ہے کہ آپ کشفی دلیل کو تو مان ہی لیں گے۔ باقی رہا مسیح کا آسمان پر جانا سو یہ حالات متوسط بین الولادت اَور بین الوفات میں سے ہے۔ حالاتِ متوسطہ کا اگر ضروری سمجھا جائے تو چاہیئے کہ عدم ذکر واقعہ صلیب بھی جیسا کہ مرحوم جناب کا ہے یعنی مسیح کو صلیب پر دیا جانا مانتے ہیں مُوجب بطلان حصر آیت ہو۔ اَور اگر یہ عدم ذکر موجب بطلان حصر نہیں تو ایسا ہی عدم ذکر صعُود علی السماء (جو حالات متوسط میں سے ہے) بھی مخل حصر آیۃ نہیں ہو سکتا۔ ہادی ہدایت کرے۔

marfat.com

Marfat.com

## تسبیح و تقدیس بھی اکل و شرب کی طرح باعثِ حیات ہو سکتی ہے

**سوال۔** آیت وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ اور ایسے ہی كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ نصِ صریح ہے موتِ عیسٰی پر کیونکہ صریح معلوم ہوتا ہے کہ مایۂ حیات انبیاء کا بھی مثل باقی افرادِ بشری کے طعام ہی ہے تو پھر آسمان پر زندہ رہنا مسیح کا اتنی مدت بغیر خورد و نوش کے کیسے ہو سکتا ہے؟

**جواب۔** آیتِ مذکورہ سے مایۂ حیات طعام کا ہوتا ہے۔ طعام کے معنے مایطعم کے ہیں یعنی جو طعم اور غذا ہو کر مایۂ حیات بنے۔ طعام کا معنے گیہوں جَو وغیرہ حبوب نہیں۔ بلکہ یہ بھی من جملہ افرادِ طعام میں سے ہیں۔ آپ نے حدیث وَاَيُّكُمْ مِثْلِيْ اِنِّيْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ متفق علیہ سُنی ہوگی۔ وہ غذا کے ہاں بغیر گندم اور جَو وغیرہ حبوب ارضی کے کسی اور چیز کی خورد و نوش سے خبر دے رہی ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ میں تمہاری طرح مرغِ آب و دانہ نہیں ہوں کہ ماکولات معتادہ ہی میری حیات کا ذریعہ ہوں۔ رات گذارتا ہوں۔ اور میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ اور ایسے ہی وہ حدیث جس کو ابوداؤد اور احمد حنبل اور طیالسی نے روایت کیا ہے فکیف بالمؤمنین یومئذ۔ فقال یجزیھم مایجزی اھل السماء من التسبیح والتقدیس۔ راوی حدیث آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتا ہے کہ یا رسول اللہ کیسا حال ہوگا جس دن دجال کے ہاتھ میں طعام ہوگا۔ آپ نے فرمایا جس طرح آسمان پر رہنے والوں کا مایۂ حیات ذکرِ الٰہی تسبیح اور تقدیس ہے اسی طرح مومنین بھی سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ کا ذکر کریں گے اور یہی ذکر اُن کا طعام اور مایۂ حیات ہوگا (انجیل متی اور لوقا۔ باب ۴ درس ۴۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے لکھا ہے) اس لفظ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحفِ انبیاء گذشتہ میں بھی یہ مسئلہ اسی طرح پر مرقوم ہے کہ خاصانِ خدا کے بدن میں کلامِ ربانی وہی تاثیر پیدا کر دیتا ہے جو عوام کے جسموں میں طعام کی تاثیر مسلّم ہے انتہیٰ۔ اصحابِ کہف کا قصہ زیرِ لحاظ رکھیں۔ ان کو کس طرح حکیمِ مطلق نے بغیر طعام اور شرابِ مالوف اور بغیر تنظیف شعاعِ آفتابی اور ہوا کے اتنی مدت دراز تک زندہ رکھا۔ آپ اور قانونِ قدرت کے مُرید بھی انبیاء اور اولیاء کو اپنے پر قیاس فرماتے ہیں۔ اس اُمتِ مرحومہ میں اب بھی اور قیامت تک ایسے لوگ موجود ہیں اور ہوں گے جن کا مایۂ حیات ذکرِ الٰہی ہے اور ہوگا۔

**سوال۔** بحکم آیت وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا۔ چاہیئے کہ مسیح ابن مریم آسمان پر صلوٰۃ اور زکوٰۃ ادا کرتے ہوں حالانکہ آسمان پر جیسے خورد و نوش سے فارغ ہیں ایسا ہی باقی لوازمِ جسمیت سے۔ علاوہ اس کے ادائے زکوٰۃ مال کو چاہتا ہے۔

**جواب۔** حضرت عیسیٰؑ تو دُنیا میں بھی بباعثِ زُہد و فقر کے مالکِ نصاب نہیں ہوئے۔ ادائے زکوٰۃ میں تو نصاب کا ہونا شرط ہے۔ آپ زمین پر اُن کا ادائے زکوٰۃ ثابت کر دیں۔ بعد اس کے آسمان پر ہم ثابت کر دیں گے۔ یہ اعتراض تمسخر ہے ساتھ مسیح ابن مریم کے۔ جیسا کہ ایام الصلح میں آپ نے لکھا ہے لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۰۹ میں باریک قلم سے آپ لکھتے ہیں کہ احیاءِ موتیٰ ایک مسمریزم کے طور پر کھیل تھی اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابلِ نفرت نہ سمجھتا الخ۔ میں متعجب ہوں کہ اللہ جل شانہٗ نے اس کھیل اور لہو و لعب کو اس نبی اولو العزم کی نعمتوں موہوبہ سے قرآن کریم میں کیسے شمار کیا۔ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ یعنی مُردوں کا قبر سے زندہ کر کے باذنِ خداوند نکالنا یہ

marfat.com

Marfat.com

بھی ہمسر یزمی طلسم آپ کے نزدیک ہوگا۔ تو پھر یاذنی لگانے کی کیا حاجت تھی۔ یہ تو اسی لیے ہے کہ ایسے خارق کا ظہور بندہ کے ہاتھ پر مُوہِم اُلوہیت اس کا نہ ہو بلکہ فی الواقع زندہ کرنے والا یئں ہُوں۔ اور انبیاء کرام مظاہر محل ظہور ہوتے ہیں معجزہ تو نام اسی خارق کا ہے جو اسباب عادیہ میں سے نہ ہو۔ ورنہ دُوسرے لوگ اس کی مثل لانے سے کیسے عاجز ہوں گے۔ علاقہ مماثلت تو پیار کو چاہتا ہے۔ مرزا صاحب کو باوجود علاقہ مماثلت کے مسیح بن مریم علیہ السلام سے معلوم نہیں کیا رنج ہے اُن کے معجزات منصوصہ سے کیا بلکہ سب انبیاء کے معجزات سے منکر بلباس ماول ہو گئے ہیں۔ بالخصوص انکار معجزات عیسویہ کے تو البتہ وجہ ہے تا کہ لوگ ہم کو ایسے خوارق کے اظہار کی تکلیف نہ دیں۔ مگر اور انبیاء کے معجزات میں کیونکر انکار ہوا۔ شاید تعلیم یافتگان لندن کا خیال ہے۔

**سوال**۔ آیۃ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ صریح ہے وفات عیسٰی بن مریم میں۔

**جواب**۔ یہ دونوں یعنی اِنَّكَ مَيِّتٌ اور الیاہی وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ قضیہ مطلقہ عامہ ہیں نہ دائمہ مطلقہ یعنی تحقیق تو اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہونے والا ہے اپنے وقت معین ہیں۔ اور وہ انبیاء سابقہ بھی اپنے اپنے اوقات معینہ میں مرنے والے ہیں۔ اب فرمائیے کہ مسیح ابن مریم کو بعد نزول سب اہل اسلام اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ میں داخل سمجھتے ہیں یا نہ۔ نزول آیت کے وقت اگر مرجانا اُن کا ضروری ہو تو چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وقت نزول آیت داخل اموات ہو گئے ہوں۔

**سوال** میت مشتق موت سے ہے اور حمل مشتق کا قیام مبدا کو چاہتا ہے جو یہاں پر موت ہے تو بنا بر آں چاہیئے کہ وُہ سب مر چکے ہوں حتیٰ کہ مسیح بھی۔

**جواب**۔ قیام مبدا کا وقت تحقق مضمون قضیہ ضروری ہوتا ہے نہ وقت صدق قضیہ۔

**سوال**۔ آیت وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ دلیل ہے وفات مسیح پر۔

**جواب**۔ یہ آیت سُورۂ نحل کی ہے جس کا نزول مکہ میں (زادھا اللہ شرفاً و تکریماً) ہوا ہے۔ بنا بر علیہ مُراد مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے معبُودات مُشرکین مکہ کے ہوں گے یعنی اصنام اور بت۔ نہ مسیح بن مریم جو معبُود اہل کتاب کا ہے۔ ابن عباسؓ اَمْوَاتٌ کی تفسیر میں اَصْنَامٌ اموات فرماتے ہیں۔

**سوال**۔ عموم لفظ کو اعتبار ہوا کرتا ہے نہ خصوص مورد کو۔ بنا بر اں چاہیئے کہ مُراد مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مطلق معبُودات باطلہ ہوں بغیر تخصیص بُتوں کے۔ تو پھر مسیح بن مریم بھی داخل اموات بحکم اس آیت کے ہوگا۔

**جواب**۔ معبُودات باطلہ میں فقط مسیح ہی اس تقریر پر داخل نہ ہوگا بلکہ ملائکہ جو من جُملہ معبُودات باطلہ سے ہیں وُہ بھی داخل اموات ہوں گے تو بحکم آیۃ مذکورہ رُوح القدس بھی مر گیا ہوگا۔ اب مُصیبت کس پر پڑی۔ آپ پر۔ کیونکہ سلسلۂ الہامی کا اوّل ہی سے انقطاع لازم ہوا اور اگر اموات سے وُہی معنی مطلقہ عامہ کی رنگ سمجھا جائے یعنی اپنے اپنے اوقات میں جیسا کہ بیضاوی اور ابن کثیر اور تفسیر کبیر اور کشاف اور سب تفاسیر میں ہے تو مسیح بن مریم بھی قبل از وقت معین زندہ رہے گا۔

**سوال**۔ آیۃ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ صاف شہادت دے رہی ہے وفات عیسٰی بن مریم پر۔

**جواب**۔ آپ نے معنے خَلَتْ کے تَوَفَّتْ کے سمجھے ہیں تب ہی خوش ہو رہے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو آیت سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ اور دُوسری آیت وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا میں تناقض صریح ہوگا کیونکہ پہلے کا مفاد یہ ہوا سُنت خُداوندی مر چکی اور معدوم ہو گئی اور دُوسری کا مفاد یہ کہ سُنت الہیہ متغیر نہیں ہوتی یعنی ہمیشہ بحال خُود باقی رہتی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

حضرت من اُمنیئے۔ خَلَتْ مشتق ہے خُلُوّ سے جس کا معنے تنہا ہونا ہے جیساکہ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِھِمْ اور دُوسرا معنے گذرنا بھی ہے اور یہ معنے صفتِ زمانہ کی بالذات ہوتا ہے۔ کہتے ہیں سالِ گذشتہ اور قرونٌ خالیۃٌ اور زمانیات کی بالعرض یعنی جو اشیاء کہ زمانہ میں موجود ہیں ان کو بھی بعلاقۂ ظرفیت اور مظروفیت کے موصوف کیا جاتا ہے۔ اب معنی آیت کا یہ ہوا۔ گذر چکے ہیں قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رسُول اور دو طرح پر صادق ہوتا ہے جو مر گئے ہوں اُن کو بھی اور جو زندہ ہوں مگر رسالت سے فارغ ہیں جیساکہ مسیح ابن مریم۔ محاورہ۔ فلاں حاکم شہر میں تحصیلدار ہو گذرا ہے یہ ہر دو صُورت میں صادق ہے۔ اگر مر گیا ہو جب بھی اور اگر ملازمت صیغہ تحصیلداری سے علیحدہ ہو کر زندہ موجود ہو جب بھی۔

**سوال**۔ مابعد اس کے اَفَاِنْ مَّاتَ قرینہ ہے ارادہ معنے موت پر قَدْ خَلَتْ سے۔

**جواب**۔ اَفَاِنْ مَّاتَ چونکہ بمقابلہ اَوْ قُتِلَ کے واقع ہوا ہے۔ لہٰذا مَاتَ سے مُراد موت حتف انفہ ہوگی۔ یعنے اپنے آپ مرنا بغیر قتل کسی کے جب یہ خیال شریف میں متمکن ہو چکا تو اب منصف ہو کر فرماویں کہ اگر اَفَاِنْ مَّاتَ کو قرینہ ارادہ معنی موت پر قَدْ خَلَتْ سے ٹھہرائیں گے تو ضرور قَدْ خَلَتْ سے بھی موت حتف انفہ مُراد ہوگی یعنی موت طبعی۔ تو لازم آئے گا قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ کا کاذب ہونا کیونکہ سب انبیاء علیہم السلام موت حتف انفہ سے تو نہیں مرے۔ بلکہ کوئی اپنی موت سے اور کوئی مقتول ہو کر شہید ہوئے۔ اور اگر خَلَتْ سے معنے مطلق موت کا لیا بھی جائے تو آیت رفع مخصص ہوگی۔ عموم اِس آیۃ اور اس کے نظائر کی جیساکہ پیدائش آدم کا بیان آیۃ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ اور نظائر جو اس کے ہیں ہو چکا۔ تو پھر عموم اَلَمْ نَخْلُقْکُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّھِیْنٍ اور ایسا ہی خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ

---

[1] عیسیٰ بن مریم کا مستثنےٰ ہونا اثباتِ مدعا میں مخل نہیں کیونکہ واقعہ اُحد اور حادثہ وفات شریف دونوں میں مزعوم مخاطب کا برأت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے۔ اور ظاہر ہے کہ دفع مزعوم مذکور میں جو سالبہ کُلیہ ہے یعنی لاشیٔ من الرسل بمالمیت۔ فقط ایجاب جزئی جو نقیض صریح ہے سلب کلی کے لیے کفایت کرتی ہے جس سے اظہار اس امر کا مقصود ہے کہ رسالت منافی موت کی نہیں صورت استدلال نزولِ آیت کے لحاظ سے یہ ہے۔ اَلْمَوْتُ لَیْسَ بِمُنَافٍ لِلرِّسَالَۃِ لِاَنَّہٗ لَوْ کَانَ مُنَافِیًا لَمَا تُوُفِّیَ اَحَدٌ مِّنَ الرُّسُلِ لٰکِنَّہٗ الخ۔ الغرض مقصود کلام سے ابطال مزعوم مخاطبین کا ہے باثبات نقیض مزعوم کے جنھوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بلحاظ رسالت کے موت سے بری خیال کیا ہوا تھا لہٰذا اس کی تردید میں وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ فرمایا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم موت سے بری نہیں۔ ہاں رسُول ہیں اور رسالت منافی موت کے لیے نہیں۔ اگر منافی ہوتی تو کوئی رسُول نہ مرتا لیکن آپ سے پہلے کئی رسُول مر چکے ہیں۔ لفظ کئی رسُول اس لیے کہتا ہوں کہ آیۃ بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ کی مخصص ہے۔ عموم اس کے لیے۔ استدلال صدیق الامۃ میں بھی اسی طرح سمجھیں۔ صرف اتنا ہی فرق ہے کہ یہاں مزعوم مخاطبین کا عدم تحقق وفات شریف کا ہے۔ صدیق الامۃ کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی وفات شریف سے بخیال رسالت کے کیوں انکار کرتے ہو۔ رسالت منافی موت کی نہیں تم کو قرآن مجید کا مضمون بھول گیا کہ اگر رسالت منافی موت کی ہوتی تو پہلے آپ کے کوئی رسُول نہ مرتا لیکن قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ۔ اِس تقریر سے ناظرین سمجھ چکے ہوں گے کہ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ مقدمہ استثنائیہ ہے۔ قیاس استثنائی کا نہ کبریٰ شکل اوّل کا جیساکہ آج کل کے زعمی مولویوں نے سمجھ رکھا ہے کیونکہ قطع نظر توہم ہیئۃ شکل اوّل سے مضمون ہی صحیح نہیں ہو سکتا۔ اس تقریر پر غرض صدیقی یہ ہوگی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالفعل وفات پا چکے ہیں کیونکہ آپ رسُول ہیں اور جو رسُول پہلے گذرے سب مر چکے ہیں۔ ظاہر ہے کہ سب رسُولوں کا مر جانا اس کا مقتضی نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالفعل ہی وفات پاویں کیونکہ یہ مقتضی تو ابتداء ولادت شریفہ سے موجود تھا۔ تو چاہیئے تھا کہ پہلے سے وفات شریف متحقق ہوتی۔ دفع استعجاب مخاطبین میں قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ کا کُلیہ ہونا بلحاظ قبلیت کے ضرور نہیں بلکہ باعتبار تحقق وفات کے اپنے اپنے اوقات میں جیساکہ بالخصوص علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے لیے بعد النزول قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ بطریق کُلی صادق ہوگا۔ کوئی مُسلمان مسیح بن مریم کو حی قیوم وغیر ہالک نہیں سمجھتا۔ صاحب القول الجمیل نے اُمتِ مرحُومہ کو بعد انتساب اعتقاد ہذا ناحق مُشرک ٹھہرایا۔ دیکھو صفحہ ۹۸ قول جمیل۔ بعد اظہار مقصود اس آیۃ کے ناظرین اُس دھوکا سے جو مسلک العارف میں متعلق آیۃ ہذا کے مذکور ہے بچ سکتے ہیں۔ ۱۲ منہ

marfat.com
Marfat.com

دَافِقٍ یَّخْرُجُ مِنْ بَیْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ مخصوص البعض ہے یعنی ان آیات میں جو ذکر انسان کی پیدائش کا مادہ منی سے ہے آدم کو شامل نہیں۔ بلکہ آدم کے باقی افرادِ انسانی کا حکم ہے کیونکہ آدم کا ذکر علیحدہ ہو چکا۔ ایسا ہی آیۃ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ سے اور اُس کے نظائر سے چونکہ مسیح کا اب تک زندہ رہنا ثابت ہو چکا تو پھر قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اور اُس کی نظائر سے مُراد غیر مسیح ہوگا۔ اِس آیت کی مفصل تشریح کتب تفاسیر میں مُلاحظہ فرماویں۔ مؤلف ایام الصلح اور اُن کے اتباع کو جو دھوکا یہاں پر دعوے اور دلیل میں ہوا ہے وہاں پر مفصل مذکور ہے۔

**سوال**۔ آیۃ فِیْهَا تَحْیَوْنَ وَفِیْهَا تَمُوْتُوْنَ بڑی دلیل ہے اِس بات کی کہ بغیر کرۂ زمین کے نوعِ انسانی کا مُستقر اور مستودع یعنی قرارگاہ ہ نہیں تو پھر مسیح بن مریم آسمان پر کس طرح بقیہ ایامِ حیوۃ بسر کر رہا ہے؟

**جواب**۔ کرۂ ارضی کا مستقر اور مستودع ہونا بطریقِ اصالت یہ منافی نہیں اِس کی کہ بعض افرادِ بشری کو عارضی طور پر کسی اور کرہ میں رکھا جاوے جیسا کہ ملائکہ کے لیے موطنِ اصلی اور مقرِ طبعی افلاک ہیں مع ہذا زمین پر بھی عارضی آمد و رفت رکھتے ہیں۔ بالجملہ حصر جو مستفاد ہے تقدیم ظرف سے وُہ اضافی ہے بہ نسبت استقرارِ اصلی کے۔ اور اختصاص جو مستفاد ہے وَلَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ سے اثر ہے جعل تکوینی کا جس کا مجعول الیہ عارض غیر لازم ہے اور اس صُورت میں انفکاک مابین مجعول اور مجعول الیہ کے متصور ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ وَجَعَلَ اللَّیْلَ لِبَاسًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ مَعَاشًا جب کہ زید مثلاً ساری رات کسب وجہِ معاش میں گذارے اور دن نیند میں۔ دلیل عارضی ہونی مجعول الیہ یعنی حیوۃ فی الارض کے قصۂ ہبوطِ ابلیس کا اور بعد ازاں صعُود اس کا بدلیل فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّیْطٰنُ فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِیْهِ الخ ہے جب ابلیس بعد امر ہبوط کے پھر آسمان پر جا کر وسوسہ اندازِ آدم علیہ السلام کا ہوا تو بعض افرادِ نوعِ انسانی جن کا مادہ فطرتی نفخِ رُوح القدس کا ہو اُس کا صعُود کس طرح ممتنع مانا جاتے۔

**سوال**۔ خاتم النبیین ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دلیل ہے وفاتِ مسیح پر۔ کیونکہ اگر مسیح بن مریم آسمان پر زندہ ہو، اور آخر زمانہ میں نزُول فرماوے تو آپ کے بعد بھی اور نبی آگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہ رہے۔ اور اگر در رنگِ احادِ اُمت آتے تو یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ علمِ ازلی میں جب وُہ نبی ہے تو پھر بغیر نبوت کے کیسا نزول کرے گا۔

**جواب**۔ بعد نزُول در رنگِ احادِ اُمت ہی اُتریں گے۔ علمِ ازلی کا مسئلہ سُنیئے۔ علم تابع معلوم کے ہوا کرتا ہے من حیث المطابقۃ۔ یعنی جس طرح معلومات یعنی اشیاء موجُود فی الواقع اپنے اپنے وقت میں موجُود ہیں اِسی طرح حق سبحانہٗ تعالیٰ ازل میں قبل از وجُود اُن کے اُن کو جانتا ہے۔ اگر معلوم کا اتصاف کسی صفت کے ساتھ علیٰ سبیل الاستمرار ہے تو اِسی طرح اور اگر علیٰ سبیل الانقطاع ہے تو اُسی طرح اُس کو جانتا ہے۔ مسیح بن مریم کی بلکہ کُل انبیاء کی نبوت اور رسالت چونکہ محدُود ہ بحدِ ظہورِ نبی پچھلے کے ہوتی ہے لہٰذا علمِ ازلی میں بھی بوصف محدُودیت اور انقطاع معلوم ہوگا ورنہ جہل لازم۔

**سوال**۔ قصۂ عودِ ایلیاء بھی تاویل ہماری کا مثبت ہے یعنی ایلیاء کا دوبارہ دُنیا میں آنے کا ذکر جو صحیفہ ملاکی باب ۴۔ اور آیت ۵ میں واقعہ ہے عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مُراد ایلیاء کے آنے سے یہ تھی کہ اُس کا مثیل آئے گا سو وُہ آگیا۔ یوحنا یعنی یحییٰ علیہ السلام۔ باب ۱۱ انجیل متی۔ اِسی طرح مُراد نزولِ مسیح سے جو احادیث میں مذکور ہے مَیں ہُوں یعنی مرزا صاحب۔

**جواب**۔ قصۂ عودِ ایلیاء اگر صحیح بھی مانا جائے تو آخر کار نظیر ہی بنے گی علتِ مثبت تو نہ ٹھہرے گی۔ دیکھئے لاکھوں نظیریں پیدائش افرادِ انسانی ہمارے زیرِ نظر ہیں۔ اور ہر روز دیکھنے میں آتا ہے کہ سب مادہ منی سے جو باپ کی اور ماں کے سینہ سے نکلتی ہے پیدا ہوتے ہیں باوجُود اس کے کہ یہ نظائر مع کثرت اپنی کے قانون کُلی کو ثابت نہیں کرتیں۔ دیکھو آدم اور حوا اور عیسیٰ علیہ السلام اِس حکم سے خارج ہیں ایسا

marfat.com
Marfat.com

ہی ایلیاء کا آنا در رنگِ ظہور یحییٰ یہ ایک نظیر کس طرح پر نزولِ مسیح کو در صورتِ ظہورِ مثیل ثابت کر سکتی ہے۔ یہاں تو جب آیت اور حدیث نے بالخصوص نزولِ مسیح بن مریم کو ثابت کیا تو پھر ایک نظیر کیا اگر لاکھوں بھی ہوں اثباتِ نزولِ مسیح در رنگِ صورتِ مرزا صاحب نہیں کر سکتے۔ اثباتِ احکام بشہادتِ نظائر یہ اُس صورت میں ہوتا ہے کہ بالخصوص نصوص وارد نہ ہوئی ہوں، وُہ بھی حسب تخمین ظن نہ بر سبیلِ قطعیت جیسا کہ دلیلِ استقرائی کا شان ہے پھر میں کہتا ہوں۔ اگر بالفرض نظیر کو مثبت حکم علی سبیل القطعیت مانا بھی جاوے تو یہ نظیر یعنے ایلیاء کا قصہ جناب کے دعویٰ کو باطل کرے گی۔ اس لیے کہ ایلیا کا آنا در رنگِ ظہورِ مثیل یعنی یحییٰ چونکہ مماثل اور مماثل لہٗ ہر دو نبی ہیں یہ نظیر اسی کو ثابت کرے گی کہ مثیلِ مسیح بھی نبیِ وقت ہو مثل یحییٰ علیہ السلام کے۔ آپ کو یا تو مثل یحییٰ علیہ السلام سلسلۂ انبیاء میں ثابت کریں یا دعویٰ مسیح موعود کرنے سے باز آئیں۔ اگر آپ فرمائیں کہ مماثلت بین الامرین مشارکت فی جمیع الاوصاف کی مقتضی نہیں ہوتی تو ہم بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ حکم بھی چونکہ من جملہ اوصاف ہے تو مشارکت فی الحکم کی کیا ضرورت ہے۔ ایلیا بظہورِ مثیل اپنے یحییٰ کے نازل ہو۔ اور مسیح بن مریم بنفسہٖ نازل ہو کیا ضرورت ہے کہ کیفیتِ نزولِ ایلیا اور نزولِ مسیح بن مریم کی من جمیع الوجوہ ایک ہی ہو۔ میں جانتا ہوں کہ آپ یہاں پر عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کو ہاتھ ڈال کر اپنے میں نبوت ثابت کریں گے مگر پھر بھی چھوٹنا مشکل ہے کیونکہ وُہی اشکال عود کرے گا یعنی اگر مشارکت فی جمیع الاوصاف من کل الوجوہ ضروری ہے تو اپنی ذات میں نبوت مثل یحییٰ کی پیدا کریں۔ والّا تو پھر اتحاد بھی ضروری نہیں۔ پھر اس بارہ میں عرض کرتا ہوں کہ انجیل متی کے گیارھویں باب میں موجود ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام یحییٰ کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ یہ وُہی ایلیا موعود ہے۔ اور پہلے باب انجیل یوحنا میں انکار یحییٰ کا مذکور ہے۔ تو اب مناسب یہ ہے کہ یحییٰ کا قول معتبر سمجھا جائے۔ کیوں کہ ہر شخص اپنے حال سے اچھی طرح واقف اور خبردار ہوتا ہے۔ بالخصوص جب نبی اور ملہم من اللہ بھی ہو۔ اور اگر زائد نہ سمجھا جائے تو کم از کم دونوں کو مساوی ٹھہرا کر اذا تعارضا فتساقطا کا حکم لگانا ہوگا یعنی کوئی قابلِ احتجاج نہ رہے گا۔

اتنی تطویل اور تضییعِ اوقات محض آپ کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔ ورنہ اہلِ اسلام کو بعد ازاں کہ ایک بات قرآن مجید سے بشہادتِ سیاق و تفاسیرِ صحابہ کے اور احادیثِ صحیحہ متواترہ المعنے سے معلوم ہو چکی ہو۔ اور خصوصاً وُہ مقام جو خود منصف اور فیصلہ دہندہ اور دافعِ شکوک پہلوں کا ہو تو پھر ہم کتاب اللہ اور کتاب الرسول اور اجماعِ اُمت کو چھوڑ کر اسرائیلیات کی طرف کیوں متوجہ ہوں۔ کیونکہ یہ توجہ مقید ہے اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ کے ساتھ۔ آپ اختلافاتِ اناجیل سے بخوبی واقف ہیں کیونکہ ہر وقت میں عرصۂ دراز سے استعمال ہوتا رہتا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ آپ ازالۂ اوہام اور ایام الصلح میں آثارِ صحابہ کو جو مروی باسانیدِ صحیحہ ہیں چھوڑ کر روایاتِ اناجیل کی طرف متوجہ ہو کر اُلٹا سائر اہلِ اسلام کو فرماتے ہیں کہ باعث اعراض ان علماء کا روایاتِ اناجیل سے کیا ہے۔ بھلا واقعۂ صلیب میں تحریف کرنے کا اہلِ کتاب کو باعث کون ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ واقعۂ صلیب تو بجائے خود رہا نبوتِ عیسیٰ علیہ السلام کو جو واقعی اور بغیر عناد مسلّمہ جانبین ہے اگر انجیلوں سے ثابت کرنا چاہیں تو مشکل پڑے گی۔ بغیر از رجوع قرآن کریم کی طرف چارہ نہ ہوگا۔ آپ جانتے ہیں کہ یہویاقیم بن یوشیاہ نے جس وقت صحیفۂ ارمیا علیہ السلام کو جلایا تھا ارمیا علیہ السلام کے اُوپر وحی نازل ہوئی کہ کہتا ہے رب یہویاقیم ملک یہود کی ضد میں کہ اس میں سے ہرگز کوئی داؤد کی کرسی پر نہ بیٹھے گا اور عیسیٰ علیہ السلام چونکہ اولادِ یہویاقیم میں سے ہے مطابق نسب مذکور کے انجیل متی میں تو چاہیے کہ قابلِ جانشینی داؤد کے نہ ہو بحکم وحی ارمیا کے زندہ اُٹھنا مسیح کا قبر سے اور ایسا ہی واقعۂ صلیب اس میں جو اختلافات واقع ہیں آپ بخوبی جانتے ہوں گے۔ ایوب ساتویں باب درس ناویں میں اپنی کتاب کے کہتا ہے۔ ترجمہ فارسیہ ۱۸۴۵ء (ابر پراگندہ شدہ نابود می شود ہمیں طور کسے کہ بقبر مے رود بر نمے آید) درس دسواں (بخانہ اش دیگر بر نخواہد گردید و مکانش دیگرے را نخواہد شناخت) اور چودھویں باب کتاب اپنی میں درس تیسرے اور چودھویں میں کہتا ہے۔ ترجمہ فارسیہ ۱۸۴۵ء (انسان می خوابد و نخواہد برخاست تا آنکہ آسمان محو نشود بیدار نخواہد شد واز خواب برنخواہد خواست۔ آدمی ہر گاہ بمیرد آیا زندہ می شود۔ الخ) اب یہ مسیح کے زندہ ہو کر اُٹھنے کا قبر سے انکار کر رہا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

دُوسرے عیسائی اس کو بعد تین دِن کے زندہ ہو کر آسمان کی طرف چڑھنے کے قائل ہیں۔ ایسا ہی واقعہ صلیب کے اختلافات دُوسری جگہ ملاحظہ کر لیویں۔ اللہ جل شانہٗ نے اس اُمّتِ مرحُومہ کو بطفیل حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے اختلافات سے جو یہُود اور نصاریٰ میں چلے آتے تھے نجات بخشی جیسا کہ برأت مریم کی بیان فرمائی۔ ایسا ہی افترا یہُود کا قتل مسیح کے بارہ میں لغو ٹھہرا کر بیان امرِ واقعی کا فرمایا کہ مسیح کو تو ہم نے حسبِ وعدہ اُن کے ایذا سے بچا لیا یعنی آسمان کی طرف اُٹھالیا۔ اُنہوں نے مسیح کی شبیہ کو صلیب پر چڑھا کر قتل کیا۔ بڑا افسوس ہے کہ آج تک اُمّتِ مرحُومہ آیات بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ اور ایسا ہی وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ اور ایسا ہی وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ان سب کو صحابہ سے لے کر عُلماء زمان تک مکذب عقیدہ یہُود اور نصاریٰ ٹھہراتے رہے اور پھر آج اُنہیں آیات کو جناب مرزا صاحب یہُود اور نصاریٰ کے اقوال پر اُلٹا کرلے جاتے ہیں۔ اَب ابنِ عباسؓ کا معنے اور قول قابلِ اعتبار نہیں رہا۔ چوتھی دفعہ پھر میں عرض کرتا ہُوں کہ قصّہ عُود ایلیا کے دو ٹکڑے ہیں ایک صعود ایلیا بجسدہ العنصری آسمان پر۔ اَور دُوسرا نزُول اُس کا بمعنے ظہُورِ مثیل اُس کے یعنی یحییٰ علیہ السّلام۔ پہلا ٹکڑا نظیر کامل صعُودِ مسیح کے لیے بجسدہٖ العنصری آسمان پر ہو سکتا ہے کیونکہ دونوں مماثل شریک فی النبوت ہیں۔ اَور دُوسرا ٹکڑہ نظیر کامل نزولِ مسیح بمعنے ظہُورِ مثیل یعنی مرزا صاحب نہیں ہو سکتا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اب فرمائیے کہ قصّہ عود ایلیا نے عقیدہ کا فدائِ اسلام کو فائدہ بخشا یا آپ کو۔ بلکہ اُلٹا مضر ہوا کیونکہ آپ صعُودِ بشر بجسدہ العنصری کو محالاتِ عقلیہ لانظیر لہا سے جانتے ہیں۔ ازالۂ اَوہام کے صـ۲۶۹ میں آپ نزولِ مسیح کو فرع صعُود بجسدہ العنصری کی بنا کر اس امر کا اقرار کر چکے ہیں کہ ہم کو بعد ثبُوت صعُود بجسدہ العنصری کے نزول بجسدہ میں کوئی انکار نہ ہوگا۔ اب قصّہ عُود ایلیا اگر قابلِ تمسک ہے تو حسبِ اقرار اپنے کے نزولِ مسیح کے بجسدہ العنصری قائل ہو جائیں۔ ورنہ تو استشہاد آپ کا اُس قصّہ سے کیا معنے رکھتا ہے۔ ہاں یہ ہے کہ اپنے لیے میٹھا اَور دُوسروں کے لیے کڑوا۔ اَور قصّہ صعود ایلیا بجسدہ العنصری میں ایلیا کی چادر کا گر جانا جو مذکُور ہے آپ اُس کو چھوڑ جانا بدن کا خیال فرماتے ہیں اس تاویل کو باطل کرتا ہے اس چادر کا پانی پر مارنا اَور گذر جانا ندی سے جو اُسی قصّہ میں مذکُور ہے۔ کتاب سلاطین باب ۲ درس ۸۔ اَور ایلیا نے اپنی چادر کو لیا اَور لپیٹ کے پانی پر مارا کہ پانی کے دو حصّے ہو کے اِدھر اُدھر ہو گیا اَور وَے دونوں خشک زمین پر ہو کے پار ہو گئے۔ ۹۔ اَور ایسا ہوا کہ جب پار ہُوئے تب ایلیا نے الیسع کو کہا کہ اس سے آگے کہ مَیں تجھ سے جُدا کیا جاؤں مانگ کہ مَیں تجھے کیا دُوں۔ تب الیسع بولا مہربانی کر کے ایسا کیجئے کہ اُس رُوح کا جو تجھ پر ہے مجھ پر دوہرا حصّہ ہو۔ ۱۰۔ تب وُہ بولا تُو نے بھاری سوال کیا۔ سو اگر تُو مجھے آپ سے جُدا ہوتے ہُوئے دیکھے گا تو تیرے لیے ایسا ہی ہوگا اَور اگر نہیں تو ایسا نہ ہوگا۔ ۱۱۔ اَور ایسا ہوا کہ جُونہی وَے دونوں بڑھتے اَور باتیں کرتے چلے جاتے تھے تو دیکھو کہ ایک آتشی رتھ اَور آتشی گھوڑوں نے درمیان آ کے اُن دونوں کو جُدا کر دیا۔ اَور ایلیا بگولے میں ہو کے آسمان پر جاتا رہا۔ ۱۲۔ اَور الیسع نے یہ دیکھا اَور چلایا اَے میرے باپ میرے باپ اسرائیل کی رتھ اَور اُس کی سارتھی سو اُس نے اُسے پھر نہ دیکھا اَور اُس نے اپنے کپڑوں پر ہاتھ مارا اَور انہیں دو حصّے کیا۔ ۱۳۔ اَور اُس نے ایلیا کی چادر کو بھی جو اُوپر سے گر پڑی تھی اُٹھالیا اَور اُلٹا پھرا اَور یردن کے کنارے پر کھڑا ہُوا۔ ۱۴۔ اَور وہاں اُس نے ایلیا کی چادر کو جو اُس پر سے گر پڑی تھی لے کے پانی پر مارا اَور کہا کہ خُداوند ایلیا کا خُدا کہاں ہے۔ اَور اُس نے بھی اس چادر کو جب پانی پر مارا تو پانی اِدھر اُدھر ہو گیا اَور الیسع پار ہُوا۔

ناظرین سمجھ چکے ہوں گے کہ جناب مرزا صاحب نے قصّہ ایلیا کو جو دلیل اپنے مدعا کی یعنی نزُولِ مسیح بن مریم بمعنے ظہُورِ مثیل یعنی مرزا صاحب بنایا ہے۔ پہلا ٹکڑا اُس کا مُضر اُن کے پڑا۔ اَور دُوسرا ٹکڑا نظیرِ کامل نہ بن سکا۔ یہ عادت آپ کی فقط قصّہ ایلیا میں ہی نہیں بلکہ ہر جگہ نقل اَور استشہاد میں ایسا ہی کرتے ہیں۔ ابنِ عباسؓ کی تفسیر کا ایک ٹکڑا کاٹ کر لے لیا اَور باقی کو چھوڑ کر یہ غل مچا دیا کہ ہمارے دعویٰ کی شہادت ابنِ عباسؓ کی تفسیر ہی سے ہے۔ مرزا صاحب ازالۂ اَوہام کے صـ۱۰ سے صـ۱۳۶ تک سُورۃ قدر اَور سُورۃ بینہ اَور سُورۃ زلزال کی تفسیر لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سنّۃ اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ خُدائے تعالیٰ کا کلام لیلۃ القدر ہی میں نازل ہوتا ہے اَور اس کا نبی لیلۃ القدر ہی میں دُنیا میں نزُول فرماتا ہے

marfat.com
Marfat.com

پھر بعد اس سُورت کے خُدائے تعالیٰ نے سُورۃ البینہ میں بطور نظیر کے بیان کیا کہ لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ مُنْفَکِّیْنَ حَتّٰی تَاْتِیَهُمُ الْبَیِّنَةُ یعنی جن سخت بلاؤں میں اہلِ کتاب اور مُشرکین مُبتلا تھے اُن سے نجات پانے کی کوئی سبیل نہ تھی بجز اس کے کہ خُدائے تعالیٰ نے آپ پیدا کر دی کہ وُہ زبردست رسُول صلی اللہ علیہ وسلم بھیجا جس کے ساتھ زبردست تحریک دینے والے ملائک نازل کیے تھے۔ پھر بعد اس کے آنے والے زمانہ کے لیے خُدائے تعالیٰ سُورۃ الزلزال میں بشارت دیتا ہے اور اِذَا زُلْزِلَتْ کے لفظ سے اس بات کی طرف اِشارہ کرتا ہے کہ جب تم یہ نشانیاں دیکھو تو سمجھو کہ وُہ لیلۃ القدر اپنے تمام زور کے ساتھ پھر ظاہر ہوئی ہے اور کوئی ربانی مُصلح خُدائے تعالیٰ کی طرف سے معہ ہدایت پھیلانے والے فرشتوں کے نازل ہو گیا ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰی لَهَا یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ یعنی اُن دِنوں کا جب آخری زمانہ میں خُدائے تعالیٰ کی طرف سے کوئی عظیم الشان مُصلح آئے گا اور فرشتے نازل ہوں گے۔ یہ نشان ہے کہ زمین جہاں تک اس کا ہلانا ممکن ہے ہلائی جائے گی یعنی طبیعتوں اور دِلوں اور دماغوں کو غایت درجہ تک جنبش دی جائے گی اور خیالات عقلی اور فکری اور سبعی اور بہیمی پُورے پُورے جوش کے ساتھ حرکت میں آ جائیں گے اور زمین اپنے تمام بوجھوں کو باہر نکال دے گی یعنی اِنسانوں کے دِل اپنی تمام اِستعدادات مخفیہ کو منصۂ ظہور لائیں گے اور جو کچھ ان کے اندر علوم و فنون کا ذخیرہ ہے یا جو کچھ عمدہ عمدہ دِلی و دماغی طاقتیں ولیاقتیں اُن میں مخفی ہیں سب کی سب ظاہر ہو جائیں گی۔ اور فرشتے جو اس لیلۃ القدر میں مردِ مصلح کے ساتھ آسمان سے اُتریں گے ہر ایک شخص پر اُس کی اِستعداد کے موافق خارق عادت اثر ڈالیں گے یعنی نیک لوگ اپنے نیک خیال میں ترقی کریں گے اور بُرے بُرے خیالوں میں۔ اور مردِ عارف متحیر ہو کر اپنے دِل میں کہے گا کہ یہ عقلی اور فکری طاقتیں اِن لوگوں کو کہاں سے ملیں۔ تب اُس روز ہر ایک اِستعدادِ اِنسانی بزبانِ حال باتیں کرے گی کہ یہ اعلیٰ درجہ کی طاقتیں میری طرف سے نہیں بلکہ خُدائے تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک وحی ہے جو ہر ایک اِستعداد پر بحسب اُس کی حالت کے اُتر رہی ہے۔ اور یہ ظہور و بروز کا دائرہ پُورا ہو جائے گا تب خُدائے تعالیٰ کے فرشتے اُن تمام راست بازوں کو ایک گروہ کی طرح اکٹھا کر دیں گے اور دُنیا پرستوں کا بھی کُھلا کُھلا ایک گروہ نظر آئے گا تاکہ ہر ایک گروہ اپنی کوششوں کے ثمرات کو دیکھ لے۔ تب آخر ہو جائے گی۔ یہ آخری لیلۃ القدر کا نشان ہے جس کی بناء ابھی ڈالی گئی ہے جس کی تکمیل کے لیے خُدائے تعالیٰ نے اِس عاجز کو بھیجا ہے اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا انت اشد مناسبة بعیسی بن مریم واشبه الناس به خُلقاً وخُلقاً وزماناً۔ ہمارے عُلماء نے جو ظاہری طور پر اس سورۃ الزلزال کی یہ تفسیر کی ہے کہ درحقیقت زمین کو آخری دنوں میں سخت زلزلہ آئے گا کہ تمام زمین اُس سے زیر و زبر ہو جائے گی۔ اور جو زمین کے اندر چیزیں ہیں وُہ سب باہر آ جائیں گی اور اِنسان یعنی کافر لوگ زمین کو پُوچھیں گے کہ تجھے کیا ہوا تب اُس روز زمین باتیں کرے گی اور اپنا حال بتلائے گی۔ یہ سراسر غلط تفسیر ہے۔ اِنتہیٰ۔

ناظرین! ذرا اس کی تفتیش فرمادیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جن پر یہ کلام پاک اُتری اُس کو کس طرح پر بیان فرمایا اور حاضرانِ مجلسِ نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا سمجھا۔ ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں۔ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ای تحرکت من اسفلها وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا یعنی القت ما فیها من الموتیٰ یعنی یہی کرۂ ارض بعد نفخۂ ثانیہ قیامت برپا ہونے کے دن ہلایا جائے گا اور اپنے بوجھوں یعنی مُردوں کو باہر نکالے گا۔ قرآن کریم کی آیت یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ۝ اور ایسے ہی دُوسری آیۃ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَا فِیْهَا وَتَخَلَّتْ اس معنے پر جو ابنِ عباسؓ نے بیان فرمایا ہے شہادت دے رہی ہے رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ زمین اپنے کلیجہ کے ٹکڑوں کو پھینک دے گی جو مثل ستونوں کے سونے اور چاندی سے ہوں گے۔ پھر قاتل اُس کو دیکھ کر کہے گا کہ اس کے لیے میں نے قتل کیا اور قاطع الرحم کہے گا اِس کے لیے میں نے قطع رحمی کی اور سارق آئے گا اور کہے گا اِس کے لیے میں نے اپنا

marfat.com

Marfat.com

ہاتھ کٹوایا ہے۔ پھر اُس کو چھوڑ دیں گے اور اس سے کچھ نہ لیں گے۔

حدثنا واصل بن عبد الاعلیٰ حدثنا محمد بن فضیل عن ابیہ عن ابی حازم عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم تلقے الارض افلاذ کبدھا امثال الاسطوان من الذھب والفضۃ فیجیئ القاتل فیقول فی ھذا قتلت ویجیئ القاطع فیقول فی ھذا قطعت رحمی ویجیئ السارق فیقول فی ھذا قطعت یدی ثم یدعونہ فلا یأخذون منہ شیئا (صحیح مسلم) وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا ای استنکر امرھا بعدما کانت قارۃ ساکنۃ ثابتۃ و ھو مستقر علی ظھرھا ای تقلبت الحال فصارت متحرکۃ مضطربۃ قد جاءھا من امر اللہ تعالیٰ ما قد اعد لھا من الزلزال الذی لا محید لھا عنہ ثم القت ما فی بطنھا من الاموات من الاولین والاخرین وحینئذ استنکر الناس امرھا وتبدل الارض والسموات وبرزوا للہ الواحد القھار۔ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا۔ ای تحدث بما عمل العاملون علی ظھرھا۔

یعنی قیامت کے دن زمین شہادت دے گی کہ میرے اُوپر زندگی کی حالت میں فلانے نے یہ کام کیا فلانے نے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ بعد پڑھنے اس آیۃ کے یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا کیا جانتے ہو تم کیا ہے اخبار اس زمین کی صحابہ نے عرض کیا اللہ و رسول اعلم ہے۔ آپ نے فرمایا اخبار زمین کی یہ ہے جو شہادت دے گی ہر غلام اور لونڈی پر (یعنی ہر مرد و عورت پر جو غلام اور لونڈی ہیں خدائے تعالیٰ کی متعلق اُن اعمال کے جو اُنہوں نے اس طبقۂ زمین کی پُشت پر کیے تھے۔ کہے گی فلاں عمل فلاں عمل فلاں دن۔ یہ ہیں اخبار اس کے۔ قال الامام احمد حدثنا ابراھیم حدثنا ابن المبارک وقال الترمذی وابو عبد الرحمٰن النسائی واللفظ لہ حدثنا سوید بن نصر اخبرنا عبد اللہ ھو ابن المبارک عن سعید بن ابی ایوب عن یحیی بن ابی سلیمان عن سعید المقبری عن ابی ھریرۃ قال قرء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذہ الآیۃ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا قال اتدرون ما اخبارھا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فان اخبارھا ان تشھد علی کل عبد وامۃ بما عمل علی ظھرھا ان تقول عمل کذا وکذا یوم کذا وکذا فھذہ اخبارھا ثم قال الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح غریب وفی معجم الطبرانی من حدیث ابن لھیعۃ حدثنی الحرث بن یزید سمع ربیعۃ الحدسی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال تحفظوا من الارض فانھا امکم وانہ لیس من احد عامل علیھا خیرا او شرا الا وھی مخبرۃ۔

حاصل یہ ہے کہ زمین کا خیال رکھو اس لیے کہ وُہ تمہاری ماں ہے اور بالتحقیق کوئی نہیں اُس پر عمل اچھا یا بُرا کرتا مگر وُہ زمین خبر دینے والی ہو گی۔ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا۔ قال البخاری اوحی لھا اوحی الیھا ووحی لھا ووحی الیھا واحد وکذا قال ابن عباسؓ اوحی لھا ای اوحی الیھا۔ وقال شبیب بن بشر عن عکرمۃ عن ابن عباسؓ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا قال قال لھا ربھا قولی فقالت ابن عباسؓ آیۃ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا کے متعلق فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ زمین کو حکم کرے گا پھر وُہ باتیں کرے گی۔ یَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا ای انواعا واصنافا ما بین شقی وسعید مامور بہ الی الجنۃ وماموربہ الی النار لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ای لیعملوا ویجازوا بما عملوا فی الدنیا من خیر وشر ولھذا قال فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ یعنی سب لوگ موقف حساب سے قیامت کے دن لوٹیں گے تاکہ جزا اپنے اپنے اعمال کی جو دُنیا میں اُنہوں نے کیے تھے دکھائے جائیں۔ اسی لیے فرمایا جو کوئی مقدار ایک ذرہ کا نیکی یا بدی کرے گا دُنیا میں، دیکھ لے گا اُس کو قیامت کے دن (تفسیر ابن کثیر و دُرِ منثور مع الاختصار) بعد اس کے بخاری اور مُسلم اور مسند امام احمد اور ابن جریر کی احادیث متعلق اس آیۃ کے یعنی فَمَن يَعْمَلْ الخ اس تفسیر میں مذکور ہیں وہاں سے دیکھ لیں۔ سب کا خلاصہ ترغیب ہے عمل نیک پر تاکہ یوم الحساب کام آئے۔

ناظرین پر ظاہر ہو چکا ہو گا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارض سے جو اس سُورۃ میں مذکور ہے یہی کرۂ زمین مُراد رکھا ہے اور اسی زمین

marfat.com

Marfat.com

کا متکلم ہونا باذنِ رب احادیثِ صحیحہ میں بیان فرمایا ہے۔ اور مُراد زلزلہ سے بھی جُنبش اِس کرّہ کی متکلم یعنی حق سُبحانہٗ وتعالیٰ اور سامع یعنی آنحضرت کے نزدیک ہے جیساکہ آیۃ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ الخ میں بھی اِس کا ذکر ہے۔ یہ وُہ تفسیر ہے جس کو مرزا صاحب سراسر غلط قرار دے چکے ہیں۔ اب رہا انصاف ناظرین پر خواہ مرزا صاحب کی تصدیق اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب (العیاذ باللہ) اختیار کریں یا بالعکس جیساکہ شایان اور واجب ہے ہر مومن کو۔ اب یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ مرزا صاحب نے اِس تفسیر سے کیا فائدہ لینا چاہا ہے۔ وُہ میں عرض کر دیتا ہوں۔ سُورۃ قدر میں جو لیلۃ القدر ہے اُس کو حسب زعم اپنے کے قیامت تک امتداد دیا۔ تا آپ کا نزُول بھی انبیاء کی طرح لیلۃ القدر میں متحقق ہو۔ مگر یہ دونوں فقرے یعنی لیلۃ القدر کا امتداد قیامت تک اور ہر نبی کا ظہُور لیلۃ القدر ہی میں ہوتا ہے اُن کے اپنے خانہ زاد اسرار میں سے ہے۔ پھر سُورۃ البیّنۃ سے یہ ثابت کرنا چاہا کہ سخت بلاؤں سے نجات پانے کی سبیل اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دی۔ وُہ کیا۔ البیّنۃ خُدا کے ہاں سے آگیا رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ یعنی مرزا صاحب۔ بعدازاں سُورۃ زلزال سے یہ ثابت کر دکھایا کہ سب کمالاتِ موعودہ نوعِ انسانی کے ظہُور میں آگئے۔ کسی کی حالت منتظرہ باقی نہیں رہ گئی تو پھر نزُولِ ملائکہ میں سرانجام دینے کے لیے اِس امرِ مہتم بالشان کے بذریعہ بندہ مصلح جس کا نزول لیلۃ القدر ممتدہ میں ہو گیا ہے کیوں توقف ہو۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ لیلۃ القدر میں رسُول آگیا اور دورہ کمالاتِ نوعِ انسانی بھی پُورا ہو چکا۔ فقط اتنی ہی بات کہ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ بتمامہ ظہُور میں نہیں آئے مگر شرُوع ہی یعنی اہلِ سعادت اور نیک فطرت اُس رسُول نذاشہٗ کے ساتھ ایمان لاکر ایک جماعت اکٹھی ہو رہی ہے اور اہلِ شقاوت اور بدطینت انکار میں آکر دُوسرا گروہ حسب مضمُون يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ بن رہا ہے جس کی شان میں جناب مرزا صاحب ازالۂ اوہام کے صفحہ ۴ کی پہلی سطر کے ابتداء میں یُوں لکھتے ہیں (اور جو شرارت اور شیطان کی ذُرّیّت تھے وُہ اِس تحریک سے خوابِ غفلت سے جاگ تو اُٹھے الخ) آپ کو اللہ تعالیٰ ہماری جانب سے بمعاوضہ اِس فقرہ کے (شیطان کی ذُرّیّت) جزاء خیر عطا فرمائے۔

ناظرین کو سمجھنا چاہیئے کہ یہ تفسیر مرزا صاحب کی بطرِیق مُشتے نمونہ خروار ہے۔ باقی خود انصاف فرما دیں کہ یہ تحریف ہے کتاب اللہ اور کتاب الرسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی یا بیان ہے بطونِ قرآن کا۔ پہلے بھی اہلِ باطن اسرار اور اشارات کو بیان فرماتے رہے ہیں۔ اقتباس الانوار کے صفحہ ۲۳۱ پر اسی سورۃ کی تفسیر ملاحظہ فرما دیں۔ مگر ظاہر قرآن کریم سے انکار کرنے والے کو مُلحد قرار دیتے رہے ہیں۔ بے شک وجوہ الفھم لا تنحصر فیما فھموہ وعلوم اللہ لا یتقید بما علموہ اِس کے ہم بھی قائل ہیں مگر قرآن کے ظہر اور بطن دونوں کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں نہ یہ کہ تفسیر ظہر قرآن کی سراسر غلط قرار دی جائے۔ (العیاذ باللہ)

فی فتح البیان۔ یکون الضابط فی صحتہ ان لا یرفع ظاہر المعانی المنفہمۃ عن الالفاظ بالقوانین العربیۃ وان لا یخالف القواعد الشرعیۃ ولا یباین اعجاز القرآن الی ان قال والا فھو بمعزل عن القبول۔ دُوسری جگہ فتح البیان میں وکذالک اذا ثبت تفسیر ذٰلک الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فھو اقدم من کل شئ بل حجۃ متبعۃ لا یسوغ مخالفتھا ثم اخر ثم تفاسیر علماء الصحابۃ المختصین برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہ یبعد کل البعد ان یفسر احد ھو کتاب اللہ ولم یسمع فی ذٰلک شیئا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی فرض عدم السماع فھو احل العرب الذین عرفوا من اللغۃ دقتھا وجلھا۔ انتھٰی۔

یعنی قبولیت معنی بطونِ قرآن کی شرط یہ ہے کہ مخالف ظاہر کی نہ ہو اور سب سے مقدّم اور واجب القبول تفسیر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی بڑی تعجب کی بات ہے کہ سارے قرآن میں تفسیر ابنِ عباسؓ کی سراسر غلط ٹھہری۔ اور لفظ مُتَوَفِّيْكَ کے متعلق جو مُمِيْتُكَ ہے منظور ہوئی وُہ بھی آدھی۔ اور فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ کے متعلق جو ابنِ عباسؓ سے باسنادِ صحیح تفسیر دُرِّ منثور میں مذکور ہے۔ اور ایسا ہی بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ اور وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ اور وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ اور احادیثِ نزُول جو ابنِ عباسؓ سے مروی ہیں

marfat.com
Marfat.com

اور تفسیر سُورۂ قدر اور سُورۂ بیّنہ اور سُورۂ زلزال بلکہ جن جن مقامات میں آپ متفرد ہیں یہ سب متروک۔ اسی وجہ سے کہ آپ کے مطلب کے برخلاف ہیں۔ اکثر اعتراضات جناب مرزا صاحب کے جو باستشہاد آیات عقیدہ اجماعیہ پر اُنہوں نے کیے تھے جواب اُن کا لکھ چکا ہُوں بقیہ اعتراضات بہ نسبت اُن کے بہت ہی لغو ہیں۔ ناظرین ادنیٰ توجہ سے دھوکا اُن کا سمجھ لیں گے۔ لہٰذا اسی قدر پر اکتفا مناسب سمجھ کر اختتام ایک دو بات ضروری پر کیا جاتا ہے۔

ایک تو بہ نسبت احادیثِ نزُول اور خرُوجِ دجّال کے جو مرزا صاحب نے منجملہ مکاشفاتِ اجمالیہ کے ٹھہرا کر واجب التاویل قرار دی ہیں۔ کہتا ہُوں کہ اس کی تحقیق دُوسری جگہ ملاحظہ فرمالیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ احادیثِ نزُول اور خرُوجِ دجال مکاشفاتِ تفصیلیہ میں سے ہیں جیسا کہ پہلے ثابت ہو چکا ہے مکاشفاتِ تفصیلیہ میں آں حضرت صلعم نے جس جس شخص کو بعیدِ نام جس طرح فرمایا ہے اُسی طرح ظہور میں آیا۔ سرِ مُو بھی تفاوت نہیں ہوا۔ پیشین گوئیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس امر کی وضاحت کے متعلق دُوسرے مقام پر فرما دیں۔ اِس دھوکا میں بھی ایک رُکن ایمان کا بلکہ سارا ایمان زائل ہوتا ہے۔ اور احادیثِ نزُول اور خرُوج کو مکاشفہ اجمالی پر در رنگ دیکھنے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وبا کو بصُورتِ عورت جو گرد اگرد مدینہ طیبہ (زادہا اللہ شرفًا) کے پھر رہی تھی خیال نہ کرنا مکاشفہ اجمالی تعبیر طلب ہوتا ہے بخلاف تفصیلی کے۔ اور تعبیر میں اگرچہ وقوعِ خطا ممکن ہے مگر بقاء علی الخطاء نبی کی عصمت کو باطل کرتا ہے۔ بناءً علیٰ ہذا بالفرض اگر احادیثِ نزُول اور خرُوج مکاشفہ اجمالی کے قبیل سے بھی ہوں تو ساری عُمر آپ کا باقی رہنا خطاء فی التعبیر پر (العیاذ باللہ) آپ کی عصمت میں ہارج ہوگا۔

دُوسرا بیان پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیاں اور اُن کے ظہُور کو زیرِ نظر رکھنا بہت کار آمد ہے بہ نسبت اِس کے کہ ابنِ مریم سے مثیل اُن کا مُراد لینے پر قصّۂ ایلیا شاہد لایا جاوے۔ کیونکہ اوّل تو وُہ بباعثِ تناقضِ قولِ یحییٰؑ اور عیسیٰؑ کے قابلِ اعتبار نہیں۔ دُوسرا اہم کو آپ کی پیشین گوئیوں سے نظائر کا ملاحظہ آپ ہی کے کلام سمجھنے کے واسطے ازبس ضرُوری ہے۔ اُمِّ حرامؓ جو ایک صحابیات میں سے ہے روایت کرتی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیلولہ سے بیدار ہوئے بحالتِ تبسّم میں مَیں نے عرض کی کہ باعثِ تبسّم کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں متعجب ہُوں اپنی اُمّت کے ایک گروہ سے جو بادشاہوں کی طرح تختوں پر سوار ہوں گے میں نے عرض کی یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے خُدا سے دُعا مانگیں کہ مجھ کو بھی اُن میں سے کرے۔ آپؐ نے فرمایا تُو اُنہی میں سے ہے۔ (بُخاری عن انسؓ بن مالک) اِس پیشین گوئی کا ظہُور امیر المومنین عُثمانؓ کے عہد میں بوقت فتح ہونے جزیرہ قبرص کے واقع ہوا۔ اُن ایام میں اُمِّ حرامؓ عبادہؓ بن صامت کے نکاح میں تھیں۔ اُمِّ حرامؓ کہتی ہیں کہ مَیں نے سُنا رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے میری اُمّت میں سے ایک لشکر غزوہ دریا کا کریں گے اور اُن سے عمل جنّت کا واجب کرنے والا صادر ہوگا۔ اُمِّ حرامؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی مَیں بھی اُن میں سے ہُوں یا رسُولؐ اللہ۔ آپؐ نے فرمایا تُو اُن میں سے ہے۔ بعدہٗ آپؐ نے فرمایا میری اُمّت میں سے ایک لشکر غزوہ قیصر کے شہر کا کریں گے اور اُن کو مغفرت دی جائے گی۔ میں نے عرض کی میں اُن میں سے ہُوں یا رسُولؐ اللہ۔ فرمایا آپؐ نے نہ (بخاری عن عمیر بن الاسود العنسی) حضرت عثمانؓ کے حق میں آپؐ نے فرمایا افتح لہ یعنی اُس کے لیے دروازہ کھول دے اور اُس کو جنّت کی بشارت دے ایک مُصیبت پر جو اُس کو پہنچے گی (بخاری و مسلم) ذکر کیا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کو۔ پھر حضرت عُثمانؓ کے حق میں فرمایا کہ یہ اُس فتنہ میں بحالتِ مظلومی قتل کیا جائے گا۔ (ترمذی) آپؐ نے حضرت عثمانؓ کو فرمایا کہ تو سُورۂ بقرہ کے پڑھتے ہوئے قتل کیا جائے گا۔ اور تیرے خون کا قطرہ اِس آیت پر پڑے گا۔ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (حاکم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ کے ساتھ بحالتِ تنہائی ایامِ مرض شریف میں گفتگو فرمائی حضرت عثمانؓ کا چہرہ متغیر ہوا (ابنِ ماجہ) علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں کہ میرے ساتھ عہد کیا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ وفات پائے گا تُو جب تک امیر نہ کیا جائے گا۔ اور پھر رنگین کی جائے گی یہ یعنی رِیش اس کے خُون سے یعنی سر کے۔ (احمد) آپؐ نے اُمہات المومنین میں سے ایک کے شان میں فرمایا۔ کیف احدٰکن

marfat.com

Marfat.com

اذا نبحت علیھا کلاب الحوأب یعنی کس طرح پر ہوگا حال ایک کا تمہارے میں سے جب آواز کریں گے اس پر کُتّے پانی بنی عامر کے جس کا نام حوأب ہے۔ (ابُو بکر و ابُو یعلیٰ واحمد وغیرہم) اور یہ لفظ ابُو یعلیٰ کا ہے۔ حضرت عائشہؓ کو جب حوأب کے کتوں کی آواز آئی تو پُوچھا کہ یہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا یہ پانی ہے بنی عامر کا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ لوٹا دو مجھ کو۔ لوٹا دو مجھ کو۔ سُنا میں نے رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ قائم ہوگی قیامت جب تک نہ لڑیں گے دو گروہ بھاری جن کے مابین قتلِ عظیم واقع ہوگا اور دعوے دونوں کا ایک ہی ہوگا۔ (بخاری و مُسلم ابُو ہریرہؓ) یہ اِشارہ ہے واقعہ صفین کی طرف اور (دعویٰ اُن کا ایک ہی ہوگا) اِشارہ اس کی طرف کہ اہلِ شام نے قرآن کو اُٹھا کر کہا تھا کہ تمہارے اور ہمارے درمیان میں یہ قرآن ہے اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا تھا۔ یہ قرآن صامت یعنی خاموش اور میں بولنے والا ہُوں ایسا ہی آپؐ نے واقعہ نہروان سے خبر دی اور وُہ حدیثِ متواترہ ہے اور علیؓ اِس واقعہ میں بروقت معاینہ پیشین گوئی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعینہٖ بغیر تفاوت سرِ مُو کے فرماتے تھے۔ صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (احمد عن عبید اللہ بن عیاض بن عمرو القاری) یہ وُہ واقعہ ہے جس میں آپؐ نے وقت بیان پیشین گوئی کے علامت اس کی ایک سیاہ کا ہونا ناقص ہاتھ والا جس کے ہاتھ میں کالے بال ہوں گے) ذکر کی۔ علیٰ ہذا القیاس آپؐ نے امام حسنؓ سے اور ایسا ہی مقتول ہونے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ اور واقعہ حرّہ سے اور خروج عبد اللہ بن زبیر سے۔ اور خروج بنی مروان سے۔ اور خلافتِ عباسیہ سے خبر دی۔ حذیفہ کہتا ہے کہ قسم کھاتا ہُوں ساتھ اللہ جل شانہٗ کے کہ نہیں چھوڑا رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو مفاسد کے پیشواؤں سے دُنیا کے تمام ہونے تک۔ اور پہنچتا ہے عدد اُن کا جو ساتھ اس کے ہوں گے تین سو سے اوپر مگر یہ کہ خبر دی ہم کو اس کے نام اور اس کے باپ کے نام اور اس کے قبیلے کے نام سے۔ (ابو داؤد) اور خبر دی آپؐ نے ترکوں کی بادشاہی سے (طبرانی و ابُو نعیم۔ ابنِ مسعُود) اور ہلاکو خان کے واقعہ سے خبر فرمائی (خصائص) اور فرمایا آپؐ نے سراقہ بن مالک کو جو ایک اعرابی تھا اُس کے دونوں بازوؤں کو مُلاحظہ فرما کر۔ گویا دیکھ رہا ہُوں میں جو تُو نے کنگن کسریٰ کے اور کمربند اُس کا اور تاج اُس کا پہنے ہیں۔ امیر المومنین عمرؓ کی خلافت میں ایسا ہی وقوع میں آیا۔ (ازالۃ الخفا) آپؐ نے مدینہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے پر فرمایا۔ ھل ترون ما اریٰ مواقع الفتن خلال بیوتکم کمواقع القطر۔ کیا تم دیکھتے ہو جو کچھ میں دیکھ رہا ہُوں محلِ وقوع فتنوں کے تمہارے گھروں کے درمیان مثل محل گرنے قطرات کے (بخاری۔ اسامہ بن زید) اور فرمایا آپؐ نے ایک یہُودی کو بنی ابی الحقیق میں سے۔ کیسا حال ہوگا تیرا جس وقت نکالا جائے گا تُو خیبر سے اور اُونٹنی تیری بھگا لے جاتی ہوگی تجھ کو راتوں پے در پے آنے والیوں میں امیر المومنین عمرؓ نے اسی پیشین گوئی کے صدق پر اعتماد فرما کر اُس کو خیبر سے خارج کیا۔ اس نے عُذر کیا کہ ابُو القاسم نے ہم کو خیبر میں قائم رکھا اور آپ ہم کو نکالتے ہو۔ عُمرؓ نے اِسی آپؐ کے فرمان کو بیان فرمایا کہ میں نہیں بھُولا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو جو اُوپر مذکُور ہو چکا ہے۔ اُس نے کہا یہ آپؐ نے ہنسی کے طور پر کہہ دیا تھا۔ عمرؓ نے غصّہ میں آکر فرمایا کذبت یا عدو اللہ یعنی جھُوٹ کہا ہے تُو نے اے دشمن اللہ کے۔ ناظرین اس سے سمجھ سکتے ہیں کہ عُمرؓ اور ایسے ہی اور اصحاب کرام آپؐ کی پیشین گوئیوں کو ظاہری معنوں پر عمل فرماتے تھے اور بے وجہ تاویل اُس یہُودی کی طرح مُوجبِ غضب صحابہ کرام تھی۔ اِسی طرح پر اور بہتیری پیشین گوئیاں آپؐ کی ہیں جو بلا تکلف اور بلا تاویل ظہُور میں آئیں۔ اور وُہ دُوسرے مقام پر ملاحظہ فرمانے سے معلوم ہو سکتی ہیں۔

ناظرین پر ظاہر ہے کہ ان پیشین گوئیوں میں اُمِ حرامؓ اور عثمانؓ اور حسنینؓ وغیرہ وغیرہ جو بتقیید اسامی مذکُور ہیں کوئی تاویل طلب نہیں۔ بلکہ بعض فقرات ماسوائے اسماء کے جو در رنگِ استعارہ ہیں۔ اور ارادہ معنی حقیقی وہاں پر متعذر ہے تعبیر طلب ہیں۔ وقوع تاویل بعض فقرات میں میں مُوجب تاویل کا سب کلمات میں نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بنا اس کی تعذرِ ارادہ حقیقت پر ہے۔ الغرض پیشین گوئیاں مذکُورہ اور سب پیشین گوئیں جن کو مرزا صاحب معنی تاویلی پر شاہد لائے ہیں کوئی ان میں سے شہادت اس کی نہیں دیتی کہ اسامی مذکُورہ فی الاحادیث میں تاویل بمثیل واقع ہے

marfat.com

Marfat.com

بلکہ مُراد آپ کی وُہی اشخاص ہیں جن کے نام ذکر کیے گئے۔ اَور بروقت ظہُور پیشین گوئی کے بھی اُنہیں کا حال ظاہر ہوا خلافتِ عُثمانیہ اگرچہ عالمِ مثال میں برنگِ قمیص نظر آئی۔ مگر عثمانؓ وُہی عثمان ہیں نہ کوئی اَور مثیل اُن کا۔ نہایت ہی افسوس ہے کہ مجدِّدِ وقت ازالۂ اَوہام میں (جس کو ازادہ اَوہام کہنا مُناسب ہے) لکھتے ہیں کہ جب چالیس ہزار فٹ کی بلندی پر ایسی ہوا ہے کہ اس میں اِنسان زندہ نہیں رہ سکتا تو حضرت عیسیٰؑ کیوں کر اُٹھائے گئے۔ اَور اُتارے جائیں گے۔ متعجب ہوں کہ وُہ قادر قوی جس نے نصُوص میں اپنی قدرتِ شاملہ سے خبر دی ہے اَور کتنے ہی امُور کا وقوع جن تک ہمارے عقلِ ناقص کی رسائی ناممکن ہے بیان فرمائی آیا وُہ بھی دفعِ اِیذار ہوائی پر قدرت نہیں رکھتا۔ اصحابِ کہف کو کس طرح پر تین سَو نو [۳۰۹] سال تک سُلایا اَور قیامت تک اسی طرح رہیں گے۔ بائبل کو ملاحظہ فرمائیے۔ نوُح علیہ السّلام کی کشتی ستّر ہزار فٹ کی بلندی سے بھی زیادہ اُونچائی پر تھی جس میں انواع حیوانات موجُود تھے۔ وُہ سب کے سب کس طرح زندہ رہے۔ ازالۂ اوہام کے صفحہ ۷۲۱ سے ۷۲۵ تک یہ بیان فرمایا ہے کہ اعدادِ آیت وَاِنَّا عَلٰی ذَھَابٍ بِہٖ لَقَادِرُوْنَ کے ۱۲۷۴ ہوتے ہیں۔ اَور یہی زمانہ فِی الحقیقت ضعفِ اِسلام اَور خروجِ دجّال کا بھی ہے۔ خُدائے تعالیٰ فرماتا ہے جب وُہ زمانہ آئے گا تو قرآن زمین پر سے اُٹھایا جائے گا۔ چنانچہ اُس زمانہ سے قرآن اُٹھایا گیا اَب میں اُن حدیثوں کے مُطابق جن میں لکھا ہے کہ ایک مرد فارسی الاصل دوبارہ قرآن کو زمین پر لانے والا ہوگا۔ میں قرآن کو لے آیا ہوں۔ آپ بجا فرماتے ہیں۔ مگر پہلے یہ تو فرمائیے کہ آیات کو آپ مُبیّن مُراد با عدادِ جفری ٹھہراتے ہیں یا بوضعِ لغتِ عربیہ۔ ظاہر ہے اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ دال ہے اِس پر کہ دلالتِ وضعیہ معتبر ہے بیان معتبر شارع میں نہ اعدادِ جفری۔ ہر ایک شخص ادنیٰ تامّل سے سمجھ سکتا ہے کہ مثلاً آیۃ ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ دلالت ظہُورِ فساد پر جنگل اَور دریا میں بحسب اعدادِ اس آیۃ کے نہیں کرتی۔ کیونکہ اعداد اس کے مُطابق حسابِ جمل ۱۸۴۶ ہیں تو چاہیے کہ قبل از ۱۸۴۶ کے ظہورِ فساد نہ ہوا ہو۔ ایسا ہی اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ مِن حیث الاعداد فرضیّتِ نماز پر دلالت نہیں کرتی بایں معنے کہ فرضیّت نماز کی ۷۰۹ سال میں جو عدد ہیں اس آیۃ کے وقوع میں آئے اَور قبل اِس کے نماز فرض نہ ہو۔ علاوہ اس کے اعداد کی تمیز میں بھی کوئی برسوں کا ہونا ضرُوری نہیں یعنی اِس پر کوئی دلیل نہیں کہ ۱۸۴۶ سال ہی ہوں نہ کوئی اَور چیز۔ ایسا ہی تقرر تاریخ ہجری کا منصُوص نہیں۔ اَور جس آیت کو مرزا صاحب نے ذکر فرمایا ہے یعنی وَاِنَّا عَلٰی ذَھَابٍ بِہٖ لَقَادِرُوْنَ معنے اِس کا ماقبل اَور مابعد کے ملاحظہ سے بخوبی ناظرین پر ظاہر ہو جائے گا۔ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْکَنّٰہُ فِی الْاَرْضِ وَاِنَّا عَلٰی ذَھَابٍۢ بِہٖ لَقٰدِرُوْنَ فَاَنْشَاْنَا لَکُمْ بِہٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ لَکُمْ فِیْھَا فَوَاکِہُ کَثِیْرَۃٌ وَّمِنْھَا تَاْکُلُوْنَ ○

ترجمہ۔ ہم نے آسمان سے پانی موافق اندازہ کے اُتارا اَور ہم اس کے دُور کر دینے پر قادر ہیں۔ پھر ہم نے پانی سے تمہارے لیے کھجُوروں اَور انگُوروں کے باغ بنائے۔ اُن باغوں میں بہت میوے ہیں جن کو تم کھاتے ہو۔

قرآن مجید کا تو آیت میں ذِکر ہی نہیں پانی مذکُور ہے جس کی طرف دونوں ضمیریں راجع ہیں بطونی طور پر اگر مُراد ماء سے قرآنِ کریم بھی لیا جاوے تو پھر بھی اُٹھایا جانا اُس کا آسمان کی طرف ۱۲۷۴ ہجری میں جب ثابت ہوگا کہ تمیزِ اعداد کی بالخصُوص سال ہی لیویں گے اَور لَقَادِرُوْنَ سے جس کا معنے فقط قُدرت رکھنے کا ہے معنے یہ لیویں کہ سنہ مذکُورہ میں بالفعل متحقق کرنے والے ہیں۔ یہ دونوں امر بلا دلیل تسلیم نہیں کیے جاتے۔ بالفرض اگر اُٹھایا جانا قرآنِ کریم کا آیۃ مذکُورہ سے مانا جائے تو پھر دوبارہ لانا اُس کا زمین پر کسی آیت سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ مرزا صاحب کو الزامی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کا اُٹھایا جانا آسمان کی طرف مسیحؑ کی طرح قرآن سے ثابت ہو گیا۔ بعد اُس کے اُترنا اُس کا دُنیا میں فقط حدیث سے بسبب نہ قطعی ہونے اُس کے ثابت نہیں ہو سکتا۔ جب احادیثِ متواترہ نے بقول آپ کے کام نہ دیا تو ایک حدیث کس طرح آسمان پر چڑھے ہُوئے قرآن کو اُتار سکتی ہے۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ حدیث بھی کسی طرح آپ کے مدعا پر شاہد نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حدیث لو کان الایمان معلقًا عند الثریا لنالہ رجل من فارس آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمائی

marfat.com
Marfat.com

تھی، تو مطلب یہ ہوا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی ہوتا تو میرے اصحاب میں سے ایک شخص ایسا موجود ہے کہ اس کی طلب وہاں تک کرتا۔ تو وہ شخص سلمانؓ فارسی ہیں۔ جن کی سوانح عمری دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بے شک وہ ایسے ہی شخص تھے جنہوں نے ابتدا جوانی سے پیری تک دینِ حق کی تلاش میں عمرِ عزیز کو صرف کیا آخر الامر بعد مشرف باسلام ہونے اُن کے آپؐ نے فرمایا اسلام اور دینِ حق کو اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں بھیج دیا۔ اگر آسمان پر بھی ہوتا تو یہ مرد فارسی الاصل کی تلاش ایسی ہے کہ ضرور کامیاب ہوتا۔ مرزا صاحب اپنی زندگی میں ہی قرآن کریم کا اُٹھایا جانا آسمان کی طرف فرماتے ہیں۔ حالانکہ حجج الکرامہ کے صفحہ ۴۴۲ پر یہ حدیث منقول ہے کہ حضرت عیسیٰؑ بن مریم نازل ہوں گے۔ دجال کو قتل کریں گے۔ اور چالیسؔ سال تک قیام کریں گے۔ کتاب اللہ اور میری سُنت پر عمل کریں گے پھر موت پائیں گے مسلمان حضرت عیسیٰؑ کی جگہ ایک شخص کو قبیلہ بنی تمیم سے جس کا نام مقعد ہوگا خلیفہ بنائیں گے۔ جب وہ بھی مرجائے گا تو اس کی وفات کے بعد بیس سال نہ پورے ہوئے ہوں گے کہ لوگوں کے سینوں میں سے قرآن اُٹھایا جائے گا۔ رواہ ابوالشیخ عن ابی ہریرۃ مرفوعا۔ اس حدیث سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب مسیح موعود نہیں۔

---

marfat.com

Marfat.com

# احادیثِ خروجِ دجّال

عن المغیرۃ بن شعبۃ قال ما سأل احد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الدجال مما سألتہ وانہ قال لی ما یضرک۔ قلت انھم یقولون ان معہ جبل خبز ونھر ماء قال ھو اھون علی اللہ من ذٰلک (بخاری مسلم)

ترجمہ۔ مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ کسی نے دجّال کے بارہ میں مجھ سے بڑھ کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال نہیں کیا۔ اور آپ نے مجھ کو فرمایا۔ تجھے ضرر نہ دے گا۔ میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں اُس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی۔ فرمایا آپ نے وُہ خدا کے ہاں حقیر تر ہے اس سے یعنی وُہ خُدا کے ہاں اِتنی رفعت اور منزلت نہیں رکھتا جو اُس کے پاس فی الواقع روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر موجُود ہو۔ بلکہ یہ چیزیں محض خیال ناظرین میں دِکھلائی دیں گی۔ اِس میں اِمتحان اور اِبتلا ہوگا۔ مومن اپنے اِیمان پر ثابت رہے گا اور کافر لغزش کھائے گا۔ اِس کا یہ معنے نہیں کہ اس کے پاس یہ چیزیں نہ ہوں گی۔ (مُلا علی قاری) اِس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ذِکر دجّال کا چرچا صحابہ میں بہت تھا جیسا کہ انھم یقولون سے معلوم ہوتا ہے۔

دُوسرا۔ دجّال کا ایک شخص معیّن ہونا۔ نہ یہ کہ کسی جماعت کا نام ہو۔ ورنہ آپؐ باوجُود کثرتِ سوال مغیرہؓ کے جس سے مقصُود اُس کا غایت توضیح ہے اِس امر کی تشریح سے اعراض نہ فرماتے۔ عن عبداللہ بن عمر ان عمر بن الخطاب انطلق مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جماعتِ صحابہ کے ساتھ جس میں عمر بن الخطاب بھی تھے ابن صیاد کی طرف تشریف لے گئے۔ وُہ اُس وقت بنی مغالہ کے محلوں کے پاس لڑکوں میں کھیل رہا تھا اور اُن ایام میں بلُوغت کے قریب تھا۔ اُس کھیل کی حالت میں آپؐ کے تشریف لے جانے سے غافل تھا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مُبارک اُس کی پیٹھ پر مارا۔ اور فرمایا۔ کیا تُو اِس بات کی شہادت دیتا ہے کہ میں خُدا کا رسُول ہُوں۔ اُس نے دیکھ کر کہا۔ میں اِس امر کی شہادت دیتا ہُوں کہ آپ امیین کے رسُول ہیں (یعنی عرب کے) پھر ابن صیاد نے کہا۔ کیا تم شہادت میری رسالت پر دیتے ہو۔ پھر آپؐ نے اُس سے قطع کلام کیا۔ اور فرمایا اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَبِرَسُوْلِہٖ۔ پھر ابن صیاد سے پُوچھا کیا معلوم ہوتا ہے تجھ کو۔ اُس نے کہا کہ مُجھ کو خبر دینے والا کبھی سچ بولتا ہے کبھی جھُوٹ۔ آپ نے فرمایا تجھ پر سچ اور جھُوٹ مِل گیا ہے۔ فرمایا آپؐ نے میں نے تم سے کوئی چیز پوشیدہ کر رکھی ہے۔ آپؐ نے یہ آیت چھپا رکھی تھی۔ یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ۔ اُس نے کہا دُخ ہے۔ آپؐ نے فرمایا اِخْسَأْ دُور ہو تُو (یہ کلمہ عرب زجر اور کسی کو ڈانٹنے کے وقت بولتے ہیں) ہرگز نہ بڑھے گا تو اپنے قدر سے عمرؓ نے عرض کی کہ یا رسُول اللہ آپؐ مجھ کو اِذن اِس کی گردن مارنے کا فرماتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا یہ لڑکا اگر وُہ ہے تو تُو اس پر مسلط نہیں ہو سکتا۔ اور اگر وُہ نہیں تو اس کے قتل میں تجھ کو کچھ فائدہ نہیں۔

راوی حدیث کا ابنِ عمرؓ کہتا ہے بعد اس کے تشریف لے گئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وابی بن کعب انصاری باغ خُرما میں جس میں ابن صیاد تھا۔ آپؐ خُرما کے درخت کے پیچھے چھپتے تھے اور چاہتے تھے کہ ابنِ صیاد سے کچھ سُنیں قبل اس کے کہ وُہ آپؐ کو دیکھے۔ اور وُہ اپنے بستر پر کپڑے میں لیٹا ہوا تھا اور خفی سی آواز کر رہا تھا۔ ابنِ صیاد کی والدہ نے آپؐ کو خُرما کے درخت کے پیچھے چھُپے ہُوئے دیکھ لیا اور ابنِ صیاد کو کہا کہ اے صاف (یہ اُس کا نام تھا) یہ محمدؐ ہیں۔ پھر رُک گیا یعنی اپنی گنگناہٹ سے۔ آپؐ نے فرمایا۔ کاش کہ! اگر چھوڑ دیتی تو اِس کو

marfat.com

Marfat.com

تاکہ کچھ بیان کرتا۔ عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں کھڑے ہوکر باری تعالیٰ کی ثنا کہی پھر ذکر کیا دجال کو اور فرمایا سب انبیاء نے اپنی اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے۔ نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو خوف دلایا۔ ولیکن میں تم کو اس کے بارہ میں ایسی بات کہوں گا جو کسی نبی نے نہیں کی۔ جان لو کہ وُہ دجال کانا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے۔ (بخاری مسلم)

جاننا چاہیئے کہ پہلے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے بعض علامات دجال کے جن کا آپ کو علم تھا اصحاب کرام کے سامنے بیان فرمائیں۔ جو منطبق ہوتی تھیں ابن صیاد پر یعنی آپ نے فرمایا تھا کہ دجال کے ماں باپ کے گھر تیس برس تک اولاد نہ ہوگی۔ بعد ازاں ایک لڑکا کانا بڑی بڑی داڑھوں کچلیوں والا پیدا ہوگا کم منفعت۔ اُس کی آنکھیں سویا کریں گی اور دل جاگتا ہوگا۔ اس کا باپ قد کا لمبا خشک ہوگا چونچ جیسی اس کی ناک ہوگی۔ اس کی والدہ موٹی چوڑی لمبی ہوگی (رواہ فی شرح السنۃ) ابُوبکرہ صحابی کہتے ہیں ہم نے سُنا کہ مدینہ کے یہود میں ایسا ہی لڑکا پیدا ہوا ہے۔ مَیں اور زبیر بن العوام مل کر گئے۔ سب علامات اس میں اور اُس کی والدہ میں ویسی ہی پائیں جیسی کہ آپ نے فرمائی تھیں۔ یہ حُلیہ دجال جس سے آپ نے پہلے خبر دی تھی جب صحابہ نے ابن صیاد پر بمعہ والدین اُس کے منطبق پایا تو یقین کرلیا کہ ابن صیاد ہی دجال ہے۔ اس لیے عمرؓ نے اُس کے قتل کرنے کی اجازت مانگی مگر آپ نے اجازت نہ دی۔ اور فرمایا ان یکن ھو فلست صاحبہ وانما صاحبہ عیسٰے بن مریم والا یکن ھو فلیس لك ان تقتل رجلا من اھل العھد۔ یعنی اگر یہ دجال ہے تب تو تُو اس کا قاتل نہیں بغیر عیسٰے ابن مریم کے قاتل اس کا اور کوئی نہیں اور اگر یہ ابن صیاد دجال نہیں تو اہل ذمہ میں سے ایک شخص کا قتل کردینا تم کو سزاوار نہیں۔

اس حدیث سے ایک تو دجال کا شخص معین ہونا بخوبی ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لے جانا ابن صیاد کی طرف یہ دلیل ہے دجال کے شخص معین ہونے کی۔ اگر دجال عبارت قوم دغاباز وغیرہ سے ہوتا جیسا کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں تو آپ ابن صیاد کی طرف بخیال اس کے کہ شاید دجال ہو کیوں جاتے۔ دُوسرا یہ بھی ظاہر ہوا کہ دجال کا قاتل بغیر عیسٰے بن مریم کے اور کوئی نہیں۔ مرزا صاحب ابن صیاد کو دجال معہود ٹھہرا کر مدینہ منورہ (زادہا اللہ شرفاً) میں مار کر مدفون سمجھ رہے ہیں۔ جیسا کہ ازالہ میں اسی امر کو حضرت عمرؓ کے حلفی بیان سے اور ابن عمرؓ کے اس قول سے کہ ما اشك ان المسیح الدجال ابن صیاد ثابت کیا ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا صاحب مسیح موعُود نہیں۔ کیونکہ مسیح کو دجال شخصی کا قاتل ہونا چاہیئے اور دجال باعتقاد مرزا صاحب تیرہ سو سال پہلے آپ یعنی مرزا صاحب سے فوت ہوچکا ہے۔ تیسرا اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مُراد قتل دجال سے یہی معنے ظاہری قتل کا ہے یعنی ظاہری سبب سے مار دینا نہ دلائل کے ذریعہ سے مغلوب کرلینا۔ شاہد اس کا اذن طلبی ہے عمرؓ کی ابن صیاد کے قتل کے بارہ میں اور آپ کا بیان کہ قاتل اس کا عیسٰے بن مریم ہوگا تو اس کو قتل نہیں کرسکتا۔ اگر قتل سے مُراد مرحوم مرزا صاحب ہوتا تو آپ یُوں فرماتے کہ اے عمرؓ! دجال کو تو دلائل اور بینات سے ساکت کرنا چاہیئے نہ یہ کہ اُس کو جان سے مارا جائے۔

ناظرین سمجھ چکے ہوں گے کہ بیان حلفی عمرؓ کا ابن صیاد کے دجال ہونے میں اور ایسا ہی عبداللہ بن عمرؓ کا مقولہ کہ ما اشك الخ یعنی میں شک نہیں کرتا ہُوں ابن صیاد کے دجال ہونے میں۔ یہ دونوں اُسی بنا پر تھے جو اُوپر بیان کی گئی یعنی منطبق ہونا علامات مبینہ کا ابن صیاد پر۔ بعد ازاں جب ان کو اور علامات بھی بہ تعلیم ربانی بتلائے گئے مثلاً اس کا زمین مشرق وارض خراسان سے نکلنا۔ مکہ و مدینہ زادہما اللہ شرفاً میں داخل نہ ہوسکنا۔ ك۔ ف۔ ر۔ پیشانی پر لکھا ہوا ہونا اور مقتول ہونا اُس کا مسیح ابن مریم کے ہاتھ سے۔ تو عمرؓ اس پہلے عقیدہ سے باز آگئے مرزا صاحب ازالہ میں بیان حلفی عمرؓ سے جس کی بنا۔ ان کے زعم پر تھی استدلال ابن صیاد ہی کے دجال ہونے پر پکڑتے ہیں تعجب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک فرمان کا یعنی وانما صاحبہ عیسٰے بن مریم کا کچھ خیال نہیں فرماتے۔ ابن صیاد ہی کے دجال ہونے پر زور لگانا مرزا صاحب کا اسی لیے ہے کہ کوئی یہ سوال نہ کرے کہ قبل از ظہور مسیح بن مریم دجال کا وجود چاہیئے بتائیں وُہ کہاں ہے۔ مگر خیال یہ نہ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا

marfat.com
Marfat.com

فرماتے ہیں اور مرعومی قولِ عمرؓ کو جس سے عمرؓ بھی بعد استماع قولِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باز آگئے تھے محکم پکڑ لینا اور بحکم وانما صاحبہ عیسٰے بن مریم کے مرے ہوئے دجال کو زندہ ماننا اور پھر اس کے لیے ان امور کا جائز رکھنا جو عیسیٰؑ بن مریمؑ کے لیے ناجائز قرار دیئے گئے تھے یعنی اتنی مدت تک زندہ رہنا باوجود عدم تغیراتِ جسمانیہ کے یا اپنے مسیح موعود سے ہاتھ دھونا یہ اتنے بڑے مفاسد کس کو اُٹھانے پڑے۔ عمرؓ کا ابنِ صیاد ہی کے دجال ہونے سے بعد بیان آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باز آنا اس حدیث سے بھی ثابت ہے جو ابنِ عباس سے مروی ہے۔ قال خطب عمر بن الخطاب وکان من خطبته وانه سیکون من بعدکم قوم یکذبون بالرجوو بالدجال وبالشفاعة وبعذاب القبر الخ حضرت عمرؓ کا خطبہ میں یہ فرمانا کہ تمہارے پیچھے پیدا ہوگا ایک گروہ جو رجم اور دجال اور شفاعت اور عذاب قبر کا منکر ہوگا۔ عہدِ خلافت اپنی میں اور احادیثِ دجال کی صحت میں تاکید فرمانی دلیل ہے ابنِ صیاد کے دجال نہ ہونے پر (اخرجہ احمد) یہ بھی ایک پیشین گوئی ہے عمرؓ سے دربارہ پیدا ہونے معتزلہ اور نیچریہ اور مرزائیہ کے۔ عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں حضرت عمرؓ جس شے کی نسبت کہتے کہ میں اُسے ایسا خیال کرتا ہوں وُہ ویسی ہی نکلتی قیس بن خارق کہتا ہے کہ ہم آپس میں باتیں کیا کرتے کہ عمرؓ کی زبان پر فرشتہ بول رہا ہے۔ ابنِ صیاد نے خود بھی ابُوسعید خدریؓ کو مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً کے راستہ میں انہیں دلائل اور علامات سے مغلوب کیا تھا یعنی ابوسعید خدریؓ کو کہا۔ مَیں بڑا متعجب ہوں لوگوں سے جو مجھے دجال سمجھ رہے ہیں۔ کیا تم نے نہیں سُنا رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ دجال لاولد ہوگا اور میری اولاد ہے۔ اور دجال کافر ہوگا اور مَیں مُسلم ہوں۔ اور دجال مکہ مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ اور میں اب مدینہ سے آرہا ہوں اور مکہ کو جاتا ہوں۔ بعد اس کے ابُوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے کہنے لگا قسمیہ کہتا ہوں کچھ شک نہیں اس میں کہ مَیں جانتا ہوں مَولد یعنی محل پیدائش اُس کی کو اور مکان اُس کے کو۔ اور کہاں ہے وُہ۔ یعنی فلانی جگہ۔ اور اُس کے ماں باپ کو بھی جانتا ہوں۔ ابُوسعید خدری فرماتے ہیں کہ اُس نے مجھ کو اشتباہ میں ڈال دیا۔ الخ (مسلم)

اور ایسا ہی جابر بن عبداللہؓ کو جب محمد بن منکدر نے کہا کہ تم حلفاً ابنِ صیاد کو دجال کیوں کہتے ہو۔ تو جابر بن عبداللہ نے بجواب اُس کے کہا میں نے سُنا ہے عمرؓ کو حلف اُٹھاتا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس۔ اور آپؐ نے حلف سے اُسے روکا نہیں۔ (بخاری مسلم) اِس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت جابرؓ کا حلفی طور پر ابنِ صیاد کو دجال کہنے کی بنا حضرت عمرؓ کے حلف پر تھی اور اُن کی حلف اپنے زعم پر۔ کیونکہ قبل از سُننے علامات کے ان کو بباعثِ انطباق اکثر علامات کے ابنِ صیاد پر پختہ یقین تھا۔ اور آپؐ کا عمرؓ کو نہ روکنا حلف سے اِس لیے ہوا کہ اُنہوں نے اپنے غالب ظن کے مُطابق حلف اُٹھائی تھی۔

اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ باقی علامات میں سے اکثر کا وجُود ابنِ صیاد میں بروقت دعویٰ اُلوہیت کے محتمل تھا۔ یعنی آپؐ اور صحابہؓ کو یہ احتمال بھی ہوا کہ شاید ک۔ ف۔ ر کا پیشانی پر ظاہر ہونا یا اُس کے پاس روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر وغیرہ وغیرہ کا ہونا اُس وقت ہوں گے جب اُس نے دعویٰ خُدائی کا کیا۔ یہ احتمال اُس کے مرنے تک چُونکہ باقی تھا لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام بھی اُس کے بارہ میں متردد رہے۔ الحاصل ابنِ صیاد میں اور اُس کے ماں باپ میں چُونکہ وجُود اکثر علامات کا مشاہدہ کیا گیا۔ اور جو موجُود نہیں تھے اُن کا وجُود بھی اُس کی حینِ حیات تک محتمل رہا۔ لہٰذا اُس کے بارہ میں متردد رہے۔ قطع احتمال جب ہوا کہ وُہ مر گیا۔ ناظرین یہی ہے وجہ تردد کی ابنِ صیاد کے بارہ میں۔ ازالۂ اوہام کو اِس مقام پر دیکھنے سے ہرگز دھوکا نہ کھانا اور احادیثِ صحیحہ کو اپنی نافہمی کے باعث سے غلط نہ کہنا۔ مرزا صاحب کو تو اپنا مطلب زیرِ نظر ہے۔ تم کو آیات اور احادیث کے اُلٹ پلٹ کرنے سے بجُز ازنقصان کون سے فائدے کی اُمید ہے۔ اور یہ بھی آپ معلوم کر چکے ہوں گے کہ دجال کے پاس روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر کا ہونا اور مُردہ کو زندہ کرنا وغیرہ وغیرہ علامات یہ سب از قبیلِ تخیل اور امتحانِ خُداوندی ہوں گے نہ یہ کہ فی الواقع اور بغیر ابتلا۔ دجال موصُوف بصفاتِ مذکُورہ ہونا کہ شریک حق جل شانہٗ کا سمجھا جاتے۔ یہ امُور محض امتحاناً بدبختوں کے خیال میں ایسے نظر آئیں گے۔ مرزا صاحب نے اُن کو واقعی سمجھ کر احادیثِ دجال کے معتقدین کو مُشرک ٹھہرایا۔ اور اُردُو خوانوں

marfat.com
Marfat.com

کم علموں کو ایسا دھوکا دیا کہ آیات اور احادیثِ صحیحہ کے منکر ہوگئے کسی میں تحریف اور کسی کی تغلیط۔ وُہ خواب جس کی تعبیر مرزا صاحب نے مولوی عبداللہ غزنوی مرحوم سے نیند کی حالت میں استفسار فرمائی تھی (یعنی میں دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ میں تلوار ہے جب دائیں طرف چلاتا ہوں ہزاروں مخالف اس سے قتل ہوجاتے ہیں اور جب بائیں طرف چلاتا ہوں ہزاروں دشمن اس سے مارے جاتے ہیں) شاید اس کی تعبیر یہ ہو کہ تلوار آپ کے ہاتھ میں مُراد اس سے قوتِ ذاکرہ جو تیز ہے جیسی تلوار کی دھار تیز ہوتی ہے۔ دائیں جانب آیاتِ قرآنیہ اور بائیں جانب احادیثِ صحیحہ۔ قوتِ ذاکرہ کی تیغ جب آیات کی طرف چلتی ہے ہزاروں مضمون جو مُراد شارع تھی قتل کیے جاتے ہیں اور جب بائیں طرف چلتی ہے تو ہزاروں مضامین احادیثِ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مارے جاتے ہیں تعجب ہے کہ مرزا صاحب بمقابلہ آیات اور احادیثِ صحیحہ کے جن سے آپ کا مسیح موعود نہ ہونا واضح ہوچکا ہے لا المھدی الا عیسٰے کو لاتے ہیں جس کی نقادانِ حدیث نے تضعیف کی ہے مثل محقق ابن جزری وغیرہم۔

ایام الصلح کے صفحہ ۱۱۸ پر کتاب اقتباس الانوار کا حوالہ دے کر ذکر بروز فرماتے ہیں جو عبارت ہے تصرف کرنے سے رُوح کسی کامل کی صاحب ریاضت اور مجاہدہ پر۔ اور نزولِ مسیح عبارت اسی بروز سے ہے مطابق حدیث لا المھدی الا عیسٰی بن مریم کے یعنی رُوح عیسوی مہدی آخر الزمان میں جو میں ہوں متصرف ہوگی۔ انتہیٰ بغرضہ۔

مَیں کہتا ہوں آپ مصنف کتاب مذکور کو جو شیخ محمد اکرم صابری ہیں اسی صفحہ میں اس طور پر موصُوف کرتے ہیں کہ از اکابر صوفیہ متاخرین بُودہ می فرماید۔" اگر فی الواقع آپ کے اعتقاد میں حضرت موصُوف ایسے ہی ہیں تو اقتباس الانوار کے اُسی صفحہ یعنی ۵۲ پر تیسری سطر میں مُلاحظہ فرمائیے کہ حضرت شیخ محمد اکرم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد نقل اس قول کے بایں لفظ فرماتے ہیں: "وایں مقدمہ بغایت ضعیف است"۔ اور صفحہ ۴۳ اسی کتاب کے اُوپر سطر دسویں میں فرماتے ہیں: "وایں رد است مر قول کسے راکہ می گوید مہدی ہمیں عیسٰی علیہ السلام است وتمسک مے کند بایں حدیث کہ لا المھدی الا عیسٰے بن مریم وجواب ایں حدیث حمل است بر حذف لا المھدی بعد المھدی المشہور الذی ھو من اولادِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی علیہ السلام الا عیسٰے علیہ السلام" انتہیٰ۔ اور نیز قصیدہ نعمت اللہ ولی جس کا نام آپ نے نشانِ آسمانی رکھا ہے۔ مہدیِ وقت اور عیسٰی کے ایک ہی شخص ہونے کی دلیل بنایا ہے۔ مزید برآں مُوجبِ تعجب یہ ہے کہ "مہدیِ وقت وعیسیٰ دوراں ہر دو را شہسوارے بینم"۔ واؤ جو مہدیِ وقت اور عیسٰی کے درمیان ہے اُس کو واؤ تفسیر ٹھہرایا۔ اور یہ خیال نہیں فرمایا کہ دُوسرے مصرعہ میں لفظ ہر دو را جو واقع ہوا ہے وُہ کیا کہہ رہا ہے۔ لا المھدی الا عیسٰی کو اگر صحیح بھی مانا جائے تو بھی مرزا صاحب کو مفید نہیں کیونکہ جب ارادہ مثیل کا ابنِ مریم سے بشہادتِ آیاتِ قرآنیہ ممتنع ہوا تو پھر وُہی عیسٰے بن مریم جو نبیِ وقت تھا مہدی بنا مرزا صاحب کو کیا فائدہ ؟

احادیثِ نزُول اور ظہورِ دجّال اور مہدی متواترۃ المعنےٰ ہیں مسلمانوں کو ایمان رکھنا ان کے ساتھ ضروری ہے۔ ہرگز ہرگز کسی کے دھوکا میں نہ آنا چاہیے۔ فَاللّٰہُ خَیۡرٌ حٰفِظًا وَّ ھُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ ۔ اور دلیل اُن کے مسیح موعُود نہ ہونے پر الہامی کلام حضرت عیسٰے علی نبینا و علیہ السلام کی ہے (۲۳) "تب اگر کوئی تمہیں کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں تو یقین مت لاؤ"۔ (۲۴) "کیونکہ جھُوٹے مسیح اور جھُوٹے نبی اُٹھیں گے اور بڑے نشان اور کرامتیں دکھائیں گے یہاں تک کہ اگر ممکن ہوتا تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کرتے"۔ (۲۵) "دیکھو میں پہلے سے ہی کہہ چکا ہوں"۔ (۲۶) "پس اگر وے تمہیں کہیں۔ دیکھو وُہ جنگل میں ہے تو باہر مت جاؤ۔ دیکھو وُہ کوٹھڑی میں ہے تو باور مت کرو"۔ (۲۷) "کیونکہ جیسے بجلی پُورب سے کوندتی ہے اور پچھم تک چمکتی ہے ویسا ہی انسان کے بیٹے کا آنا بھی ہوگا"۔ اس میں مرزا صاحب کا جواب کہ جھُوٹے مسیح پادری لوگ ہیں نہایت ہی سُست اور لنگا ہے کیونکہ جھُوٹا مسیح وُہ ہے جو مسیح موعُود ہونے کا دعویٰ کرے اور علاماتِ لازمہ موجُود نہ ہوں خواہ پادری ہو یا مسلمان۔

ناظرین کو بخوبی واضح ہوچکا ہوگا کہ سب احادیثِ صحیحہ متواترہ اُسی مسیح بن مریم کے آنے سے خبر دے رہی ہیں جو نبیِ وقت تھا اور

marfat.com
Marfat.com

اُس کے زمانۂ نزُول کے علاماتِ متذکرہ بالا ابھی موجُود نہیں۔ مرزا صاحب ازالہ میں لکھتے ہیں کہ مُسلمان کم ازکم میرے قول کو حُسنِ ظن کے طریق پر ہی مان لیتے۔ جناب ہم کو مان لینے میں کوئی عُذر نہ تھا۔ اگر کتاب اللہ اور کتاب الرسُول اور اجماعِ اُمّت برخلاف آپ کے شہادت نہ دیتے۔ آپ منانے کا انتظار نہ کیجیے۔ تقصیر تحریف آیات و احادیث بارگاہِ الٰہی سے معاف کرانے کا فکر فرمائیں ابھی وقت ہے۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا میں سچ کہتا ہُوں آپ نے معتقدوں کے لیے ایسا راستہ بتایا ہے اور اصُول قائم کیے ہیں کہ ضرور ہی وجُودِ حشر وغیرہ مواعیدِ ربانیہ کے مُنکر ہو جائیں گے۔ ازالہ میں آپ یہ قول اپنے معتقدین کے بارہ میں لکھ کر (کہ قریب تر با امن اور نزدیک تر بسعادت کون لوگ ہیں۔ کیا وُہ لوگ جنھوں نے اِس عاجز کا مسیح موعُود ہونا مان لیا ہے یا وُہ لوگ جو منکر ہو گئے) اُن کو خوش تو فرمایا ہے مگر آپ نے اُن کے لیے یہ خیر و برکت تجویز کر دی ہے کہ قبل از وقوع شئے اُس کے ساتھ ایمان نہ رکھنا گو کہ مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کے ہزاروں نظائر پیشین گوئیوں کے بعینہٖ اُسی طرح ظہُور میں آئے بشہادتِ حلفی بیان فرمائیں۔ بناءً علیہ عذابِ قبر و سوالِ مُنکر نکیر و حشر وغیرہ امُورِ واجبۃ الایمان میں اُن کو مذبذب کر دینے کے انوار و برکات سے افادہ بخشا ہے۔ رسُولوں علیہم السّلام کے بارہ میں آپ فرماتے ہیں مسیح کا مکاشفہ کچھ بہت صاف نہیں تھا۔ ازالہ صفحہ ۶۹۰۔ یہ دخل شیطانی کلمہ کا کبھی انبیاء اور رسُولوں کو وحی میں بھی ہو جاتا ہے۔ ازالہ صفحہ ۶۲۸۔ کچھ تعجب نہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابنِ مریم۔ دجّال۔ یاجوج ماجوج۔ دابۃ الارض۔ دجّال کے گدھے کی حقیقتِ کاملہ اور اصلی معلوم نہ ہوئی ہو۔ ازالہ صفحہ ۶۹۱ مَیں کہتا ہُوں انبیاء علیہم السّلام کو دھوکا لگ جاتا ہے (العیاذ باللہ) مگر آپ (مرزا صاحب) کا اِلہام بالکل محفوظ اور قطعی ہے جن کو غیب کے مطلع کرنے پر اتنا اہتمام کیا جائے فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا یعنی کلامِ ربانی چوکیوں پہروں سے بحفظِ تام اُنہیں تک پہنچائی جائے۔ اُن کا مکاشفہ ناقص اور پر اشتباہ۔ اور جن کے یہ نشان نہیں اُن کا مکاشفہ کامل اور واضح تر۔ آپ ازالہ کے صفحہ ۱۸ میں فرماتے ہیں۔ چوتھی یہ کہ وُہ خُدائے تعالیٰ کے بھیجے ہُوئے بندہ پر ایمان لاکر اُس سختی اور غضبِ الٰہی سے بچ گئے جو اِن نافرمانوں کے حصّہ میں ہوتا ہے جن کے حصّہ میں بجز تکذیب اور اِنکار کے اور کچھ نہیں۔ مَیں کہتا ہُوں خُدائے تعالیٰ کا بھیجا ہُوا بندہ ترجمہ ہے عبدہٗ ورسولہٗ کا۔ ہم بصدقِ دل پڑھتے ہیں اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ الخ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چُونکہ خاتم النّبیّین جانتے ہیں لہٰذا آپ کو عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ موصُوف بہ مجمُوعِ ہر دو صفت نہیں مانتے۔

ازالہ کے صفحہ ۱۵۵ میں آپ فرماتے ہیں۔ اور میرے دعویٰ کا ٹُوٹنا صرف اِسی صُورت میں متصوّر ہے کہ اب وُہ آسمان سے اُتر ہی آوے۔ تا مَیں مُلزم ٹھہر سکوں۔ آپ لوگ اگر سچ پر ہیں تو سب مل کر دُعا کریں کہ مسیح ابنِ مریم آسمان سے اُترتے دِکھائی دیں۔ اگر کوئی کہے کہ اہلِ حق کی دُعا اہلِ باطل کے مقابل پر قبول ہونی ضروری نہیں۔ ورنہ لازم آتا ہے کہ ہندوؤں کے مقابل مُسلمانوں کی دُعا قیامت کے بارہ میں قبول ہو کر ابھی قیامت آجائے۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ یہ مقرر ہو چکا ہے کہ قیامت سات ہزار برس گذرنے سے پہلے واقع نہیں ہو سکتی۔ اور ضرور ہے کہ خُدا اُسے روکے رہے جب تک وُہ ساری علامتیں کامل طور پر ظاہر نہ ہو جائیں جو حدیثوں میں لکھی گئی ہیں لیکن مسیح کے ظہُور کا وقت تو یہی ہے اور وُہ تمام علامتیں بھی پیدا ہو گئیں جن کا مسیح کے وقت پیدا ہونا ضرُوری تھا۔ ازالہ صفحہ ۴۶۳۔ ناظرین پر واضح ہو کہ یہ قول مرزا صاحب کا کہ مسیح کو بذریعہ دُعا جلد آسمان سے اُتار لو اگر سچے ہو۔ اُسی قبیل سے ہے جو منکرینِ قیامت کہتے تھے کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب متحقق ہوگا۔ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ٥ ہم کہتے ہیں کہ اِس کا علم بجز خُدا جلّ شانہٗ کے اور کسی کو نہیں۔ منکرین جب معائنہ کریں گے اُن کے مُنہ بُرے ہو جائیں گے اور اُن کو کہا جائے گا یہ ہے وُہ جس کو تم مانگتے تھے۔ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ٥ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ٥ اور مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ نزُولِ مسیح کا وجُود قیامت پر قیاس نہ کیا جائے کیونکہ مسیح موعُود آچکا اور علامات بھی موجُود ہو چکے۔

marfat.com

Marfat.com

میں کہتا ہوں ناظرین کو ماقبل سے واضح ہوگیا کہ علاماتِ مبیّنہ فی الاحادیث ظہور میں نہیں آتے۔ اور مسیح بن مریم جو نبی وقت ہوا ہے اور جس کا وعدہ نزول کا احادیث میں مذکور ہے وہ کہاں آیا؟ مثیل کا مراد لینا احادیث سے پہلے معلوم کر چکے ہیں کہ ہرگز نہیں ہو سکتا اور یہ جو لکھا ہے "قیامت سات ہزار سال سے پہلے نہیں آسکتی" میں کہتا ہوں کہ یہ سات ہزار سال کی تحدید جو آپ نے لگا دی یہ منافی ہے۔ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ کے اور اُن احادیث کے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لاعلمی بیان فرمائی اور اُس حدیثِ معراج کے جس میں عیسٰی علیہ السلام نے ذکر معاہدہ رب کا کیا۔ بخاری میں عمرؓ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر ذکر ابتدا پیدائش سے لے کر انتہا تک فرمایا حتّٰی کہ اہلِ جنت کو جنت میں اور اہلِ نار کو نار میں داخل کر دیا۔ بایں مکاشفہ آپ قیامت کے بارہ میں اس طرح مامور ہیں۔ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ اور بجواب سوال جبرائیل یوں فرماتے ہیں۔ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ۔ کسی جگہ آپ نے اس علم کا افادہ نہیں فرمایا کہ سات ہزار سال تک تو بے غمی ہے بعد ازاں وقوع اس کا ہوگا مگر وقت معیّن معلوم نہیں۔ اُردو خوانوں سادہ لوحوں کو کیا کیا دھوکے، کیا کیا مضامین اُلٹ پلٹ کیسے موٹے سُناتے ہیں۔ اللہ حافظ ہو۔ اور حدیث اَلدُّنْيَا سَبْعَةُ اٰلَافِ سَنَةٍ وَاَنَا فِیْ اٰخِرِهَا اَلْفًا بر تقدیر صحت کے مراد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے یہ ہے کہ آدم علیہ السلام سے آج تک چھ ہزار سال پورے ہو چکے ہیں اور ساتواں ہزار شروع ہے کہ میں ساتویں ہزار میں ہوں۔ (مولانا رفیع الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) اور استشہاد مرزا صاحب کا ساتھ حدیث اَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ کے موقوف ہے اس امر کے اثبات پر کہ مابعد لفظ کَمَا اور ماقبل اس کا مشارک فی جمیع الاوصاف والاحکام ہوتے ہیں۔ ودونہ خرط القتاد۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ دیکھو آیۃ کَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ جو اسی حدیث میں مذکور ہے۔ اعادہ اور بداء الخلق مغایر فی الکیفیت ہیں بہ سبب اشتراک دونوں کے حیزِ قدرت میں کلمہ کَمَا اطلاق کیا گیا۔ ایسا ہی حدیث شریف میں بیان اشتراک فی وصف البراۃ منظور ہے نہ فی جمیع الخصوصیات۔ اور باقی استشہادات کے اجوبہ دوسری جگہ ملاحظہ کیے جائیں۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا۔ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

تمّت

يقول مصححه الحافظ **الغازى** عفى عنه حمدًا لمن انعم علينا باظهار الحق فى معنٰى بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ علٰى وجه ماجاء به احد ونجانا من شبهات مرزا صاحب قاديانى على لسان العلامة الفاضل والولى الكامل معدن العلوم الظاهرية ومنبع الفيوض الباطنية حاج الحرمين الشريفين السيد الجيلانى سيدنا ومرشدنا سيد پير **مهر على شاه** ساكن گولڑا شريف افاض الله علينا من بركاتهم وصلوةً وسلامًا على من قال يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِى النَّارِ۔ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ تَمَّ بحمده تعالى طبع الكتاب المستطاب المسمّٰى **بشمس الهداية** طبع اولى فى شهر رمضان المبارك ۱۳۱۷ه‍ من الهجرة النبوية على صاحبها الوف من الصلوة والاف من التحية

# اعلان طبعِ اوّل

اکثر علمائے عظام نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے عقائد شنیعہ کی تردید میں بہت عُمدہ عُمدہ کتابیں تصنیف فرمائیں۔ بلکہ کئی اَور ذریعوں سے بھی اپنے سچّے دینِ محمّدیہ کی حمایت کر کے مُسلمانوں کو قادیانی صاحب کے مصنوعی الہاموں وغیرہ دھوکوں سے بچا کر مستفید فرمایا مگر بخیالِ بندہ آیت کریمہ وَمَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ اَور ایسے ہی بعض دیگر مقامات کی پُورے طور سے مفصّل کسی صاحب نے تشریح نہیں فرمائی تھی۔ جس کے لیے میں نے اَور میرے چند احباب نے عالی جناب مولٰینا و مُرشدنا جناب سیّد حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب دام فیوضہم کی خدمتِ بابرکت میں اِس پر کچھ لکھنے کے واسطے عرض کی۔ چنانچہ حضرت صاحب موصُوف نے نہایت مہربانی سے بہ نظرِ فائدۂ اسلام قبُول فرما کر اُردُو میں مُطابق قرآن کریم و حدیثِ رسُولِ مقبُول صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یہ رسالہ تحریر فرمایا۔ جس کا نام شمسُ الهدایۃ فی اثبات حیات المسیح رکھا گیا۔ پس اہلِ انصاف و اسلامی ہمدردوں سے اُمید کی جاتی ہے کہ وُہ ضرُور اِسے مُلاحظہ کرنے کے بعد اپنے سچّے عقیدہ محمّدیہ پر اپنی محبّت و حمایت کو قائم رکھیں گے۔ مگر مرزا صاحب قادیانی کا راہِ راست پر آنا بوجہ ان کے اپنے عجُوبہ الہامات کے مشکل معلوم ہوتا ہے۔ وُہ بیچارے اَب اپنی ہٹ دھرمی سے بھی مجبُور ہیں۔ خُداوند کریم اُن پر رحم فرماوے۔

مرزا صاحب یا ان کا کوئی رفیق رسالہ ہٰذا کا جواب لکھنا چاہے تو بے شک لکھے۔ مگر تہذیب اَور قرآن کریم و حدیث شریف کی پابندی اس پر ضرُوری اَور لازم ہوگی۔

خادمِ اسلام

**مولوی محمّد غازی عفی عنہ حال وارد لاہور**

marfat.com

Marfat.com

# تصنیفات

علاّمۂ دوراں، قطبِ زماں حضرت قبلۂ عالم سیدنا خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرّہٗ

**تحقیق الحق فی کلمۃ الحق** } یہ کتاب کلمۂ طیبہ کی تشریح اور مسئلہ وحدت الوجود کے بیان میں ہے۔ جو کہ حضرات صوفیائے کرام کے کشوفات میں سے ہے۔ اور ساتھ ہی لکھنؤ کے مشہور صوفی مولانا سید عبدالرحمٰن صاحب مرحوم کی کتاب کلمۃ الحق کا جواب بھی ہے جس میں شاہ صاحب موصوف نے مسئلہ وحدت الوجود کو کلمۂ طیبہ کا مدلول ثابت فرما کر تمام اُمت کو اس کشفی مسئلہ کے ساتھ مکلف ہونے پر کافی دلائل پیش فرمائے تھے۔ آں جنابؒ نے اپنے خداداد علمی و عرفانی کمالات سے ایک طرف شاہ صاحب مرحوم کے اس خطرناک نظریہ کی تردید فرمائی جس سے اُمتِ مسلمہ کے اکثر افراد کا کلمۂ طیبہ پر ایمان سے محروم ہونا لازم آتا ہے۔ اور دوسری طرف صوفیائے کرام کے مسلک کے مطابق مسئلہ مذکورہ کی ایسی تشریح فرمائی جو ارباب علم و ذوق کے لیے خضرِ راہ ہے۔ آخر میں صوفیائے وجودیہ کے سلوک اور توجہ کے طریقہ کو نہایت ہی عمدہ انداز میں بیان فرما کر بطور تبرک حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مختصر سیرت طیبہ اور نہایت ہی مفید اور کار آمد وصیتوں پر کتاب کو ختم فرمایا ہے۔ پہلا ایڈیشن جو ۱۳۱۵ھ میں طبع ہوا تھا، کافی عرصہ سے ختم ہو چکا تھا۔ اب دوسرا ایڈیشن بمعہ اردو ترجمہ اور مختصر حالات مصنف رحمۃ اللہ علیہ طبع ہو چکا ہے جو اردو خوان حضرات کے لیے بھی کافی مفید ہے۔ ضخامت ۲۸۸ صفحات، قیمت فی جلد ۱۵ روپے

**شمس الہدایہ** } یہ کتاب حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے زندہ آسمان پر تشریف لے جانے اور قیامت کے قریب واپس زمین پر نزول فرمانے کے موضوع پر کتاب و سنت کی روشنی میں ایک لاجواب تحفہ ہے جس کے پڑھنے سے موجودہ دور کے بعض غلط خیالات کی پوری تردید سامنے آجاتی ہے جن کی وجہ سے ختم نبوت جیسے متفقہ اور اجماعی عقیدہ میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کافی کوشش کی گئی تھی۔ کتاب اردو میں ہے جس سے اکثر طبقہ فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ پانچواں ایڈیشن ختم ہو چکا ہے۔ چھٹا زیر طبع ہے صفحات ۱۰۴۔ قیمت ۱۵ روپے

**سیفِ چشتیائی** } یہ کتاب حیاتِ مسیح علیہ السلام اور ختم نبوت کے منکرین کے رد میں لکھی گئی ہے۔ اور بلاشبہ اس موضوع پر قوتِ استدلال اور طرزِ بیان کے لحاظ سے بے نظیر ہے اور ہر طبقہ کے علماء میں مقبول ہے۔ سابق ایڈیشن ختم ہے اور نیا ایڈیشن سفید کاغذ پر عمدہ کتابت و طباعت کے ساتھ منظرِ عام پر آچکا ہے۔ ضخامت ۲۵۸ صفحات۔ قیمت فی جلد ۲۵ روپے

**فتاویٰ مہریہ (حصہ اول)** } یہ کتاب آنجناب کے قلمی فتاویٰ کا مجموعہ ہے جس میں بغرض سہولت آپ کے دیگر تصنیفات میں مختلف مقامات پر بیان کردہ بعض دیگر مسائل بھی ساتھ شامل کر دیئے گئے ہیں جو کہ اہل علم و عقیدت حضرات کے لیے نہایت ہی مفید ہے۔ ضخامت ۱۵۴ صفحات۔ قیمت فی جلد ۱۵ روپے

**اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان وما اُهِلَّ بہ لغیر اللہ** } یہ کتاب وما اهل بہ لغیر اللہ کی تفسیر ہے جس میں مسائل نذر و نیاز، سماع موتیٰ، استمداد اولیاء کرام کو نہایت ہی شستہ انداز میں بیان فرمایا گیا ہے۔ اور ان مسائل میں مدت سے اہل اسلام میں جو اختلاف چلا آرہا تھا اُسے نہایت ہی اعتدال و انصاف کے ساتھ ختم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تین ایڈیشن ختم ہو چکے ہیں۔ اب چوتھا ایڈیشن زیر طبع ہے۔ قیمت ۱۵ روپے

**مکتوباتِ طیبات** } یہ کتاب آنجناب کے خطوط اور تحریرات کا مجموعہ ہے جو وقتاً فوقتاً آپ نے احباب اور متعلقین کو لکھے ہیں اور اکثر اردو میں ہیں جن کے مطالعہ سے شریعت و طریقت کے بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ تیسرا ایڈیشن طبع ہو چکا ہے۔ ۳۰۰ صفحات۔ قیمت ۲۵ روپے

**پنج گنج عرفان** } نعتیہ کلام حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ بمعہ قصیدہ مضریہ مع اسناد پنجابی۔ دعائے حزب البحر و چہل کاف و قصیدہ مدحیہ در شان حضور قبلۂ عالم قدس سرّہٗ۔ قیمت ۱۰ روپے

**مجموعۂ وظائف** (مترجم) چشتیہ از حضور قبلۂ عالم قدس سرّہٗ۔ نفیس ٹائٹل، عمدہ کتابت و طباعت، کاغذ سفید، صفحات ۳۲۰۔ قیمت صرف ۱۵ روپے

**ملفوظاتِ طیبات**۔ ترجمہ اردو طبع ہو کر قارئین کی خدمت میں پیش ہو چکا ہے۔ بار سوم نیا ایڈیشن، قیمت ۱۵ روپے

**الفتوحات الصمدیہ**۔ قیمت ۱۰ روپے

**عجالہ بر دو رسالہ**۔ قیمت ۱۰ روپے

---

ملنے کا پتہ:- **آستانۂ عالیہ گولڑہ شریف۔ ضلع راولپنڈی**

marfat.com

Marfat.com